المحراب

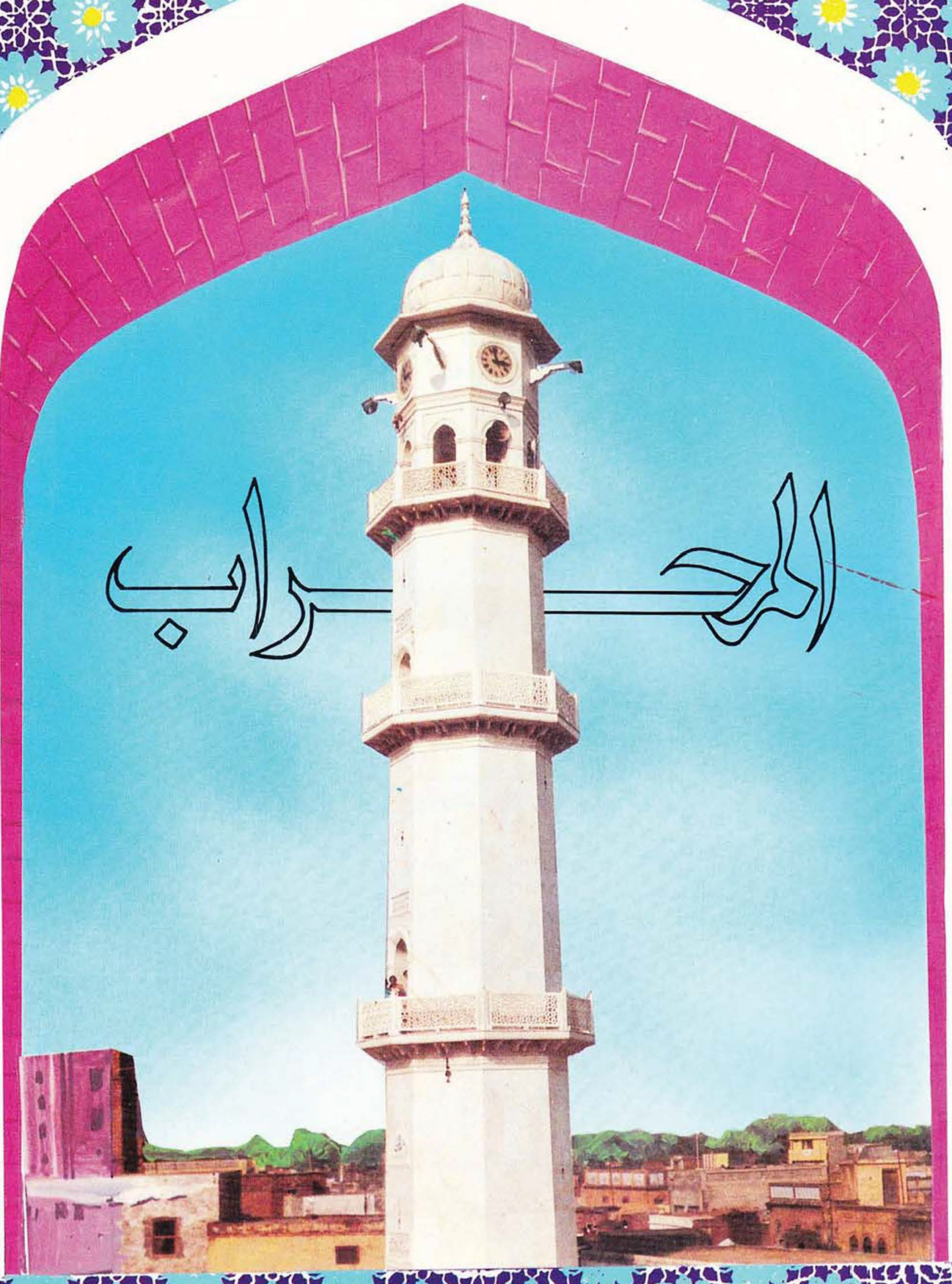

آج سے سو سال قبل حضرتِ اقدس کے دستِ مبارک سے تحریر فرمودہ الفاظِ بیعت

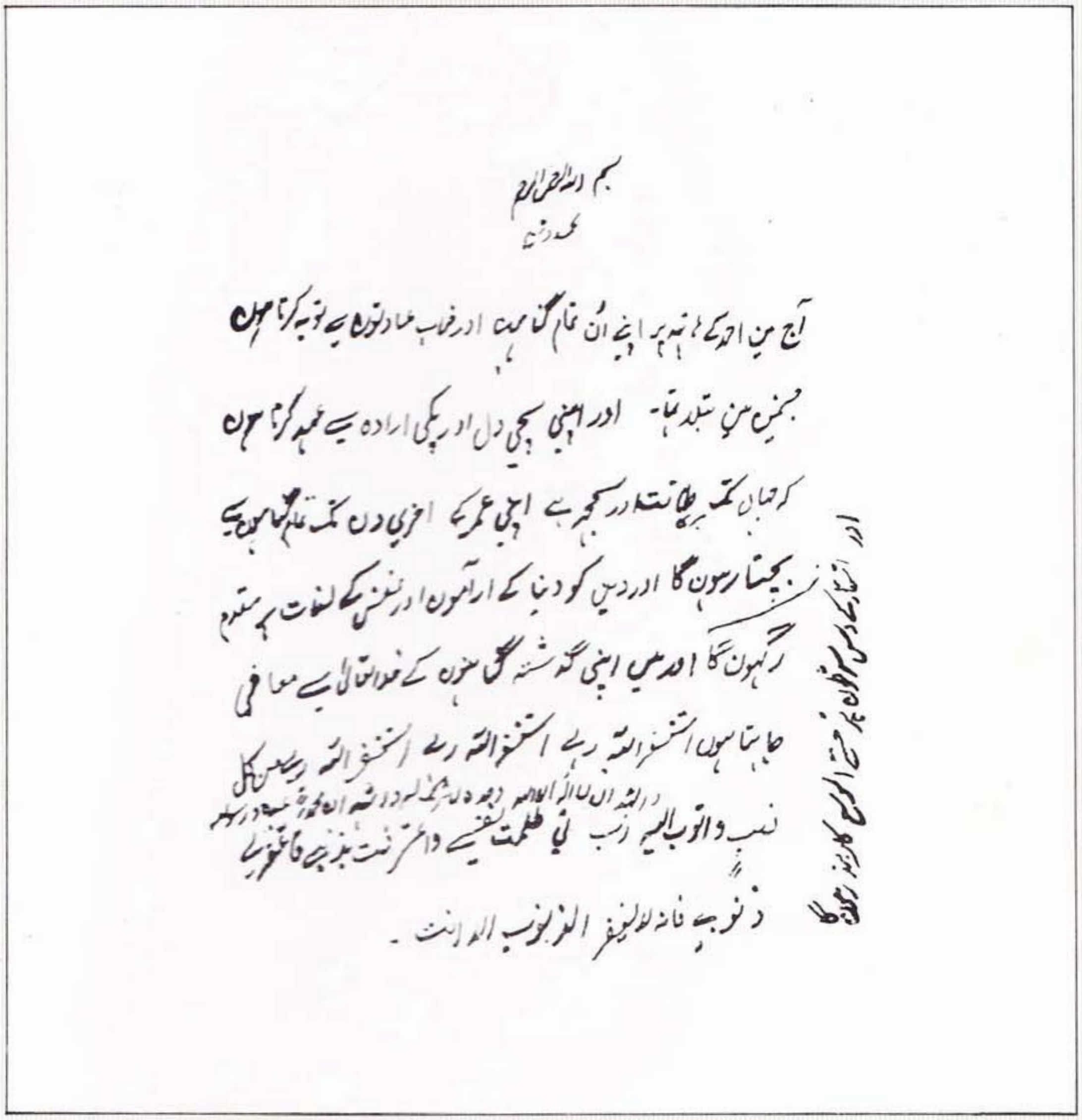

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مبتلا تھا اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے، اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا اور میں اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ "استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہٗ لا یغفر الذنوب الا انت ::

اس مجلّے میں

قال اللہ، قال الرسول اور فرمان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ	۶-۷
شرائط بیعت سلسلۂ عالیہ احمدیہ	۸
عہد لجنہ اماء اللہ	۹
ارشادات حضرت مسیح موعود	۱۱
ارشادات خلفاء حضرت مسیح موعود	۱۲-۱۸
خواتین کو نصائح	۱۹
پیغامات	۲۰-۲۵
روحانی خزائن	۲۶
ہماری وزیٹرز بک سے	۲۷-۳۱
کلام الامام	۳۲
الہامات حضرت مسیح موعود	۳۳
منظومات	۳۴-۴۲
نامہ ہائے نورانی	۴۳-۴۵
حضور کے دن رات کی ایک جھلک	۴۶-۴۷
نئی صدی نئی ذمہ داریاں	۴۸-۵۰
آٹوگراف بک	۶۰-۶۷
حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہ	۷۱-۷۴
دخت کرام نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	۷۵-۷۸
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا	۸۰-۸۸
لجنہ اماء اللہ (ایک تعارف)	۹۱
تاریخ لجنہ اماء اللہ کراچی	۹۲-۱۰۶
صدور لجنہ اماء اللہ کراچی	۱۰۹-۱۱۲
یادِ رفتگاں	۱۱۳-۱۱۷
قسمت کے ثمار	۱۱۸-۱۲۸
خوش نصیب کہ ہم میزبان تھے ان کے	۱۲۹-۱۳۶
عہدیداران لجنہ کراچی	۱۳۷-۱۳۹
محسنات	۱۴۰-۱۴۱
ناصرات کراچی ماضی، حال تصاویر اور بہت کچھ	۱۴۴-۱۵۲

اداریہ

الٰہی سلسلوں کی تقویم شب و روز، قوت کار، رفتار، ترقی اور پھیلاؤ کے انداز مروّج حسابی قاعدوں سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ انہیں ناپنا یا سمیٹنا انسانی قویٰ سے بالاتر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہمارے کام کی نوعیت کا اندازہ کرنا ممکن ہوگا۔ جماعت کی بھرپور زندگی کے سو سال اور لجنہ کراچی کے پچاس سال کی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالنا کار دارد تھا۔ جس صورت میں اس وقت (المحراب) آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے اس کی تدوین کے پیچھے کتنی مشقت اور عرق ریزی ہے۔ اس کو تصور میں لاتے ہوئے اس کی کمزوریوں سے صرف نظر کرنے کی درخواست ہے۔ حسن تو بہرحال آپ کا حسنِ نظر ہے۔ کراچی کے مخصوص حالات کی وجہ سے مجلے کی تیاری میں قباحتیں آڑے آتی رہیں اور کئی دفعہ ایک ہی قدم پر کھڑے کھڑے دیکھتے کہ کب حالات سازگار ہوں تو اگلا قدم رکھا جائے اور یہی امر باعث تاخیر بھی ہوا۔ لجنہ کراچی کی تاریخ کا پہلا سوونیئر تیار کرنے میں نئی دنیا دریافت کرنے کے مترادف تجربوں سے گزرنا پڑا۔ کیونکہ سامنے کوئی مثال موجود نہیں تھی۔ اب یہ ارادہ ہے کہ بتوفیق ایزدی لجنہ کراچی کی مفصل تاریخ مرتب کی جائے تاکہ جن تفصیلات کو بدقت مختصر کر کے پیش کیا ہے اُسے قدرے تفصیل سے سامنے لا کر آئندہ آنے والوں کے لئے سہولت پیدا کی جا سکے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

صد سالہ احمدیہ جشن تشکر پر ہم اپنے قارئین کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اپنی اہل قلم معاونات کے تہہ دل سے ممنون ہیں جن کے نتیجہ ہائے فکر ہمارے سوونیئر کی زینت ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری اس کوشش کو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھے۔ (آمین)

سپاس تشکر

اس مجلّہ کی اشاعت کے سلسلہ میں ہمیں جن معززین کا تعاون حاصل رہا۔ ان کے اسمائے گرامی بغرضِ دعا تحریر ہیں

مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب، عبداللہ علیم صاحب
داؤد احمد قریشی صاحب؛ سلطان احمد طاہر صاحب
حبیب اللہ بٹ صاحب، طارق محمود بدر صاحب

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جشنِ تشکر کے موقع پر اس نے ہمیں تین نوع کی خوشیاں عطا فرمائی ہیں اور ایک کی بجائے تین جوبلیاں نصیب ہوئی ہیں۔ پہلی خوشی تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال گزر چکے ہیں۔ دوسری خوشی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ کے تحت حضرت مسیح موعود کے ہاں اس موعود فرزند کی پیدائش پر سو سال پورے ہوگئے ہیں جو مصلح موعود بن کر آسمانِ احمدیت پر چمکا اور مسیح وقت کی صداقت کا نشان بنا۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے بیعت کے لئے جو پہلا اشتہار دیا تھا اس کی تاریخ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ہے۔ اسی روز حضرت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی گویا کہ سلسلہ احمدیہ اور حضرت مصلح موعود کی پیدائش توام ہے۔ تیسری خوشی یہ ہے کہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کے قیام پر پچاس سال پورے ہوگئے ہیں۔ (کراچی میں لجنہ کا قیام ۱۹۳۸ء میں ہوا تھا)۔ اس موقع پر لجنہ کراچی کو اپنی پچاس سالہ زندگی میں پہلی مرتبہ اپنا مجلّہ المحراب شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک باصلاحیت خاتون" امۃ الباری ناصر صاحبہ سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی کی صورت میں عطا کی ہے۔ اس مجلّہ کی اشاعت کے لئے انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں، ان کی معاونات اور لجنہ کراچی کی تمام کارکنات کی خدمت کو قبول کرے اور خود ان کی جزاء بن جائے۔

آیئے ان احسانات خداوندی کا شکر اس رنگ میں کریں کہ نئی صدی کی محراب میں سے گزرنے کا حق ادا کرنے کے لئے جہاں بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریں وہاں خود کو بھی نمونہ بنائیں اور خاص طور پر اپنی ان روحانی بیماریوں سے کلی طور پر کنارہ کشی کرلیں جن کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے یعنی ناشکری اور غیبت۔ صد سالہ تشکر کے موقع پر اتنا شکر کریں کہ ناشکری کے لئے کوئی خلاء نہ چھوڑیں کیونکہ جہاں شکر آگیا وہاں ناشکری کا کوئی مقام نہیں۔ او رغیبت اور بدظنی کے متعلق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے ملفوظات میں فرمایا ہے۔

"دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔
تو خوامخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ ؟؟"

آخر میں اس موقع پر میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا ایک پیغام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی زبانی پیش کرتی ہوں۔ آپ فرماتی ہیں۔

"میں نے ایک خواب کافی عرصہ پہلے دیکھا تھا... چونکہ وہ خواب ایک پیغام تھا حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا۔ اس لئے تحریر کرتی ہوں میں نے دیکھا کہ گویا میں حضرت اقدس سے مل کر آ رہی ہوں۔ اور آپ نے جو فرمایا ہے چاہتی ہوں کہ سنا دوں۔ آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک خاتون کھڑی ہیں۔ میں پاس گئی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے فرمایا کہ "اگر کسی فرد میں ذاتی کمزوریاں ہوں اور کوئی غلطی بھی اس سے ہو جائے تو اگر اس میں ایمان اخلاص اور محبت ہے تو پھر خدا اپنا موتی کیچڑ میں پڑا نہیں رہنے دے گا۔" یہ کہہ کر میں دیکھتی ہوں کہ جہاں وہ خاتون کھڑی ہیں ان کے سامنے ہی بالکل قریب کیچڑ پڑا ہے۔ میں نے جھک کر اس کیچڑ میں ایک موتی چمکتا دیکھا اور اٹھا لیا۔ بالکل صاف ستھرا نہایت چمکدار سچا موتی تھا۔ میرے ہاتھ کو مٹی تک نہیں لگی۔ میں نے وہ موتی ہتھیلی پر رکھ کر ان کی طرف بڑھایا اور کہا "اس طرح" یعنی غلطی و کمزوری کے باوجود اگر ایمان و اخلاص و محبت ہے تو اللہ تعالیٰ کا موتی کیچڑ میں پڑا نہیں رہ سکتا۔ میں نے سوچا اچھا ہوا میں نے یہ بات ان تک پہنچا دی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایمان حقیقی سے محبت پیدا ہوتی ہے اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ مگر ایمان کی جڑیں بھی محبت کے پانی سے ہی مضبوط ہوتی ہیں اور ایمان اور اخلاص سے ہی سچے ایمان کا درخت پھولتا پھلتا ہے اخلاص اور محبت کی پختہ زنجیر وہ زنجیر ہے جو ایمان سے مل کر ایسا بندھن بن جاتی ہے کہ کوئی شیطانی طاقت کسی رنگ میں آئے کسی صورت میں آئے پورا زور لگالے مگر اس بندھن کو نہیں توڑ سکتی ہرگز ہرگز نہیں توڑ سکتی۔" (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو جو اللہ تعالیٰ کے انمول موتی ہیں۔ اپنی حفاظت میں رکھے ایمان اخلاص اور محبت میں ترقی دے اور اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔ آمین

والسلام

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی جل جلالہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ
وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ
مُّبِیۡنٍ ۙ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ؕ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○

(سورۃ جمعہ آیت ۳-۴)

ترجمہ

وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود اَن پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سُناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

قَالَ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ ۔ (صحیح بخاری مطبع مجتبائی کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور ضرور مسیح ابنِ مریم نازل ہوگا جو حَکَم و عدل بن کر تمہارے اختلافات کا فیصلہ کریگا اور وہ صلیب کو توڑ کے رکھ دیگا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جنگ کو موقوف کر دے گا۔

فرمان حضرت مسیحِ موعود نوّر اللہ مرقدہٗ

"قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی رُوح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہُوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔"

(ازالہ اوہام ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اشتہار "تکمیلِ تبلیغ" ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء

تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اَور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر یک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گا اور قال اللہ اور قال الرسولؐ کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

عہد

لجنہ اماء اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

"مَیں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر
اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قُربان کرنے کے لئے
ہر دم تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہُوں گی
اور خلافتِ احمدیّہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر
قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔"

ہمارا مذہب

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں، جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیقِ باری تعالیٰ اس عالمِ گذران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیّدنا و مولانا مُحمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم خاتَم النّبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے، اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتَم کُتُبِ سماوی ہے، اور ایک شُعشہ یا نُقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور مُلحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتّباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجزُ اقتداء اس امام الرُّسلؑ کے حاصل ہوسکیں، کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت اور قُرب کا بجز سچّی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔"

(ازالہ اوہام حصّہ اوّل صٓ۱۳۷، صٓ۱۳۸)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعود)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود نوّر اللہ مرقدہٗ

ہمارا مذہب کیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں :۔

ہمارا مذہب کیا ہے ؟ مختصراً عرض ہے۔

اشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشھد ان محمّداً عبدہٗ ورسولہٗ ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ تمام صفاتِ کاملہ سے موصوف اور ہر قسم کے عیب ونقص سے منزّہ ہے۔ اپنی ذات میں یکتا اور صفات میں بے ہمتا، اپنے افعال میں لیس کمثلہ اور اپنے تمام عبادات میں وحدہٗ لاشریک

۲۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ان پر ایمان لابد ہے۔

۳۔ تمام کتب الٰہیہ

۴۔ تمام رسولوں اور نبیوں

۵۔ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم المکی والمدنی محمد بن عبد اللہ ابن آمنہ خاتم النبیین رسولِ رب العالمین ہیں اور آپؐ پر جو کتاب نازل ہوئی ۔ کیا معنی اُس پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن کریم بلاتحریف و تبدیل وکمی و زیادتی کے اسی ترتیبِ موجودہ پر ہم کو حضرت نبی کریمؐ سے پہنچا۔

۶۔ تقدیر کا مسئلہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء جو ہیں اور جو ہوں گی اور جو ہو چکیں سب کا اتم و اکمل طور پر علم ہے جزئیات کا بھی وہ عالم ہے۔ نیکی کا ثمرہ نیک اور بدی کا نتیجہ بد ہوتا ہے۔ جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے۔ یعفوعن کثیر

۷۔ بعد الموت نفس کو بقا ہے۔ قبر سے لے کر حشر، نشر، صراط، جہنم، بہشت کے واقعات جو کچھ قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں، سب صحیح ہیں۔

۸۔ صحابہ کرامؓ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاویہ و مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کسی کو بُرا نہیں کہتے اور نہ دل میں ان کی نسبت بد اعتقاد ہیں۔ اہل بیت کو بدل اپنا محبوب و پیارا یقین کرتے ہیں۔ تمام بیبیاں حضرت نبی کریمؐ کی حضرت عائشہؓ و خدیجہؓ سے لے کر اور تمام خاندان نبوت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن سبط اکبر اور امام حسین سبط اصغر شہید کربلا اور ان کی والدہ بتول زہرا سیدہ النساء اہل الجنۃ سب کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہیں۔ صلواۃ اللہ وسلام علیہم اجمعین

(اقتباس از مکتوب بنام ایڈیٹر رسالہ "البیان" ماہ ستمبر)

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دِل پُر از نُور یقیں بودے

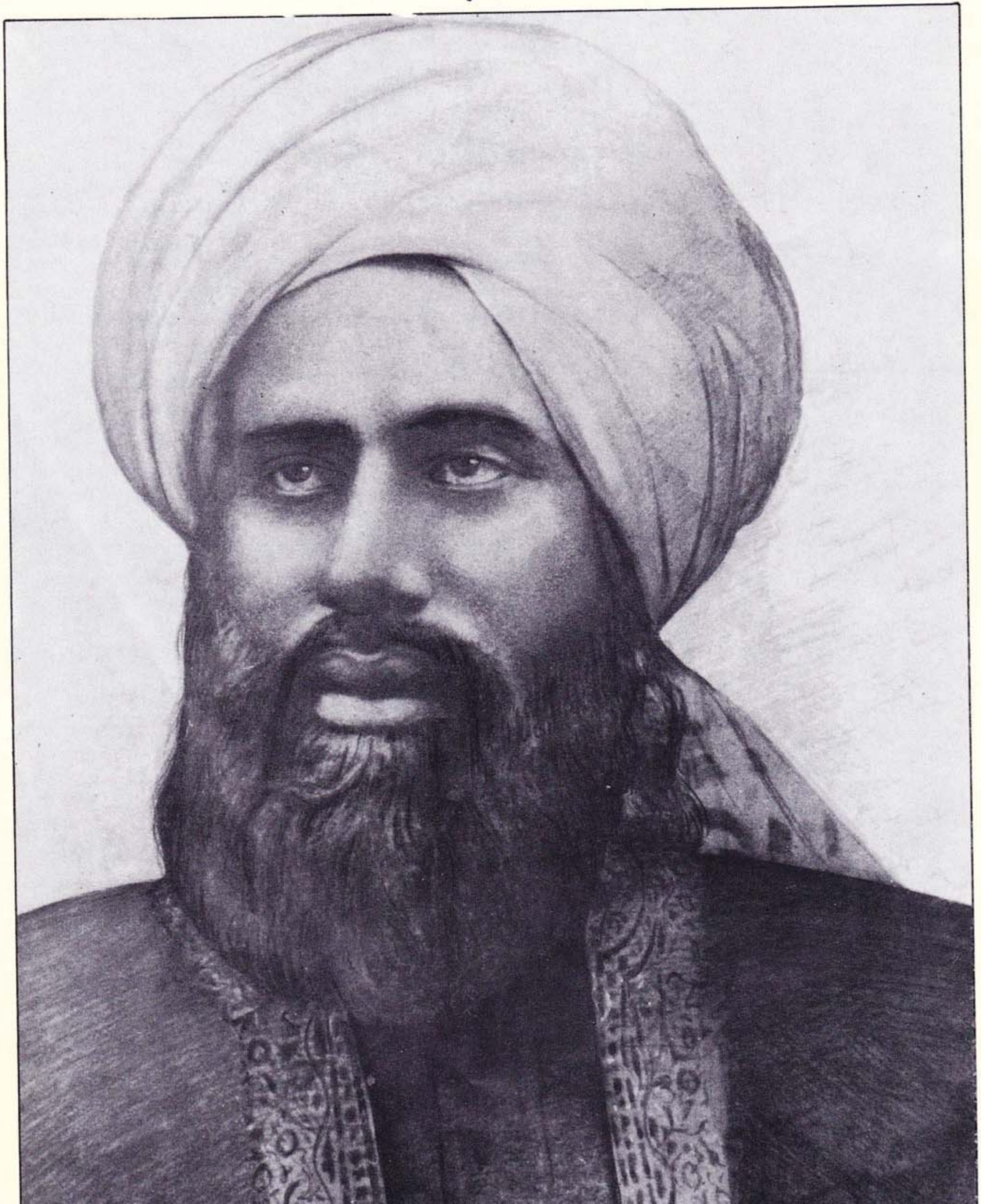

الحاج حضرت حکیم مولوی نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل نوّر اللہ مرقدہ‚

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں

قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

سب سے پہلے اُس ازلی ابدی ماخذِ علوم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے سب علوم نکلتے ہیں اور جس کے باہر کوئی علم نہیں۔ وہ علیم، وہ نور ہی سب علم بخشتا ہے۔ اُسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآن کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے۔ سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ

دوسرا ماخذ قرآنی علوم کا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ہے۔ آپ پر قرآن نازل ہوا اور آپ نے قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا۔ حتیٰ کہ آپ قرآنِ مجسم ہو گئے۔ آپؐ کی ہر حرکت اور آپؐ کا ہر سکون قرآن کی تفسیر تھے۔ آپؐ کا ہر خیال اور ہر ارادہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کی آنکھوں کی چمک میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپؐ کے کلمات قرآن کے باغ کے پھل ہوتے تھے۔ ہم نے اس سے مانگا اور اُس نے دیا۔ اس کے احسان کے آگے ہماری گردنیں خم ہیں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد وبارک وسلّم انک حمیدٌ مجید

پھر اس زمانے کے لئے علوم قرآنی کا ماخذ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ اور مہدی مسعودؑ کی ذات ہے جس نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ کر پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اسی جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقع دیا۔ الحمد للّٰہ ہم نے اس کی رونق کو دوبارہ دیکھا اور اس کے پھل کھائے اور اس کے سائے کے نیچے بیٹھے۔ مبارک وہ جو قرآنی باغ کا باغباں بنا۔ مبارک وہ جس نے اسے پھر سے زندہ کیا اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا۔ مبارک وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا اور خدا تعالیٰ کی طرف چلا گیا۔ اُس کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا اور حق یہ ہے کہ اس میں میری فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں، وہ صرف اس کے فضل سے ہے مگر اس فضل کے جذب کرنے میں استاذی المکرّم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کا بہت حصّہ ہے۔

پھر اے پڑھنے والو میں آپ سے کہتا ہوں قرآن پڑھنے، پڑھانے اور عمل کرنے کے لئے ہے۔ پس ان نوٹوں میں اگر کوئی خوبی پاؤ تو انہیں پڑھو، پڑھاؤ اور پھیلاؤ، عمل کرو، عمل کراؤ اور عمل کرنے کی ترغیب دو۔ یہی اور یہی ایک ذریعہ دینِ حق (نافل) کے دوبارہ احیاء کا ہے۔ اے اپنی فانی اولاد سے محبت کرنے والو اور خدا سے ان کی زندگی چاہنے والو کیا اللہ تعالیٰ کی اس یادگار اور اس تحفہ کی روحانی زندگی کی کوشش میں حصّہ نہ لو گے۔ تم اس کو زندہ کرو وہ تم کو اور تمہاری نسلوں کو ہمیشہ کی زندگی بخشے گا۔ اُٹھو کہ ابھی وقت ہے۔ دوڑو کہ خدا کی رحمت کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر بھی رحم فرمائے اور مجھ پر بھی کہ ہر طرح بےکس، بےبس اور پُر شکستہ ہوں۔ اگر مجرم بنے بغیر اس کے دین کی خدمت کا کام کر سکوں تو اس کا بڑا احسان ہو گا۔ یا ستار یا غفار ارحمنی یا ارحم الراحمین برحمتک استغیث

مرزا محمود احمد (دسمبر ۱۹۴۰ء) (دیباچہ تفسیر کبیر جلد سوم)

"فرزندِ دلبند گرامی ارجمند" (پیشگوئی مصلح موعود)

الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہ'

اعلانِ جہاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نوّراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں :۔

میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کے بَد رسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا' وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی جماعت کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں ہے ۔ وہ اس طرح جماعت سے نکال کر باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھّی ۔ پس قبل اس کے خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کے ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی وہ سَودا مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے۔ مَیں ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لئے جس پاکیزگی کے قیام کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت مسیح موعود دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے، ہر بدعت اور بَد رسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے ۔ اور مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لئے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پر بند کر دیں گے ۔"

(خطبہ جمعہ ۲۳ رجون ۱۹۶۷ء)

محبّت سب کے لئے   نفرت کسی سے نہیں

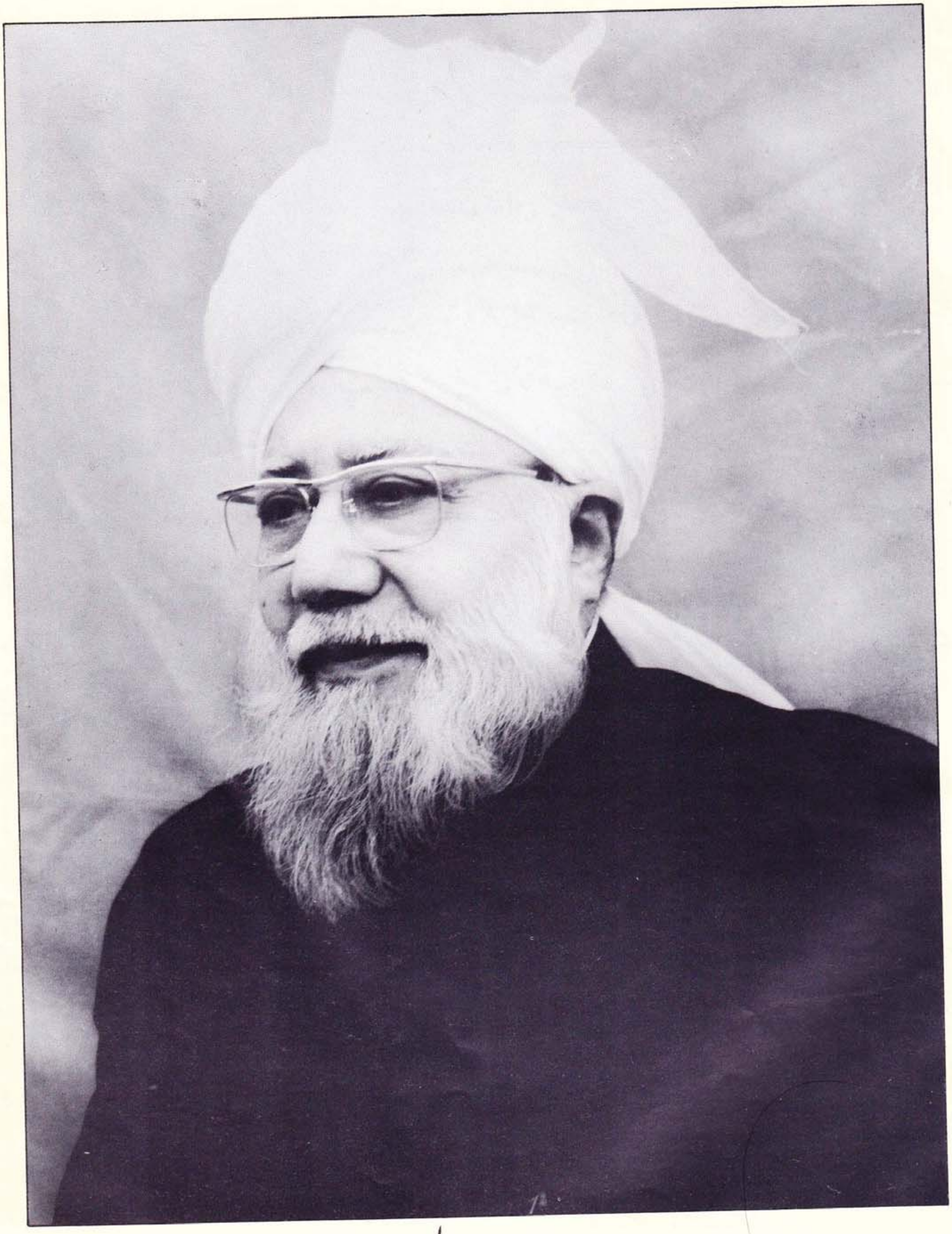

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نوّر اللہ مرقدہٗ

ہم فیصلہ کر چکے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

"یہ بات جاننی چاہیئے کہ اسلام کی ابتداء کلمہ طیبہ سے ہوئی اور اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور آپؐ نے کلمہ طیبہ کی خاطر اور آپؐ پر ایمان لانے والوں نے اَن گنت قربانیاں دیں اسی راہ میں۔ اور اس کلمہ طیبہ کی خاطر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پُرخطر قربانیاں پیش کیں اور تکالیف اُٹھائیں۔ اسلامی دُنیا کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ کلمہ طیبہ کی توہین کا منظر ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھتی رہے گی ؟ یہ اتنا خطرناک جرم ہوگا کہ اگر انہوں نے اس کے خلاف اپنی آواز بلند نہ کی اور کلمہ طیبہ کی توہین کرنے والوں پر برملا ملامت کا اظہار نہ کیا خواہ کلمہ کے دشمن پاکستان میں یا کسی دوسری جگہ پر ہوں تو وہ خدا کی سزا سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔"

(خصوصی پیغام تحریر فرمودہ ۶ جنوری ۱۹۸۵ء)

"آج خدا کی تقدیر نے کلمہ کی حفاظت کا کام ہمارے سپرد کر دیا ہے ، ہمارے سپرد کر دیا ہے اور ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ اور کلمہ کو مٹانے کی ناپاک اور منحوس ذمہ داری تمہارے اوپر (پاکستان میں دشمنانِ احمدیت۔ ناقل) ڈالی گئی۔ لیکن ہم فیصلہ کر چکے ہیں۔ خدا کی قسم ہمارا بوڑھا اور بچّہ اور ہماری عورتیں اور جوان اور کمسن سارے ہی اس عہد پر ہمیشہ قائم رہیں گے۔ کلمہ توحید کی ہم حفاظت کریں گے اور کلمہ توحید کو نہیں مٹنے دیں گے، نہ ظاہر میں نہ باطن میں۔ کوئی نہیں ہے جو کلمے سے وابستگی کا حق ہم سے چھین سکتا ہو۔ ہم یہ پسند کریں گے کہ ہمارے وجود مٹا دیئے جائیں لیکن یہ نہیں پسند کریں گے کہ کلمۂ توحید کو دُنیا سے ناپید کیا جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ جنوری ۱۹۸۵ء)

قدرت ثانیہ کے مظہر رابع

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع اَیَّدَہُ اللہ تعالیٰ بِنَصرِہِ العَزیز

خواتین کو نصائح

از حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

عورتوں کی خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مَردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر اُن کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا اُن کے حق میں کہہ دیتی ہیں ایسی عورتیں اللہ اور رسولؐ کے نزدیک لعنتی ہیں ان کی نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں ۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبّت سے اس کی تعظیم نہ بجا لائے اور پسِ پشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیرخواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں ورنہ اُن کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بد زبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکمِ ربّانی سن کر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے ۔ خدا اور رسولؐ اُس سے ناراض ہیں ۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے ۔

خاکسار

غلام احمد از قادیان

(منقول از الحکم جلد ۴ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ ؍ جولائی ۱۹۰۳ء)

پیغام

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الرابع امام جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اللہ تعالیٰ آپ سب کے اخلاص کو بڑھائے اور حسنِ عمل کے لحاظ سے آپ کے قدم تیزی سے آگے بڑھیں۔ صد سالہ جشن تشکر اور احمدیت کی نئی صدی مبارک ہو۔ اللہ کرے کہ آئندہ نسلیں آج کی ماؤں پر ان کی اچھی تربیت کی وجہ سے فخر کریں اور آج کی بچیاں کل کامیاب مائیں بن کر آپ کے لئے مزید رُوحانی بلندیاں حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں۔ تربیتِ اولاد کے سلسلہ میں جہاں آپ یہ کوشش کریں کہ آپ کی نسل کی ساری نیکیاں اگلی نسل میں پیوستہ ہوں اور آگے چلیں، وہاں وقتاً فوقتاً جو بدیاں لوٹ آتی ہیں، اُن پر ہمیشہ کڑی نظر رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کی بیخ کنی کا پورا انتظام ہونا چاہیئے۔

ایک عورت بہتر جانتی ہے کہ گھر کی ایک دن بھی صفائی نہ کی جائے تو گھر کا حُلیہ بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں تہذیب ایسا رُخ اختیار کر رہی ہے کہ عورت کی حیاء پر حملہ ہو رہا ہے۔ اور بالعموم عورتیں پردہ سے باہر ہی نہیں نکل رہیں بلکہ اسلامی پردے کی رُوح سے بھی تعلق توڑ رہی ہیں۔ اگر نصیحت کریں تو آگے سے جواب دیتی ہیں کہ چادر اوڑھی ہوئی ہے اور اپنا خیال رکھ رہے ہیں۔ ایسے موقعہ پر نصیحت کرنے والا بھی خواہ مخواہ ضرورت سے زیادہ دل برداشتہ ہو جاتا ہے اور نصیحت سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے۔ یہ ردِّ عمل بھی درست نہیں۔ کوئی بات مانے یا نہ مانے، آپ ہمدردی اور پیار و محبّت سے سمجھاتی چلی جائیں، سمجھاتی چلی جائیں۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر نصیحت کا اجتماعی اثر ظاہر فرمادے جو بعض دفعہ بہنوں کی نصیحت کے بعد یکدم غالب آجایا کرتا ہے اور یہی فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۔ کا مضمون ہے۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ پاک باطن دلوں نے ادھر سنا اور ادھر قبول کیا۔ لیکن مزاج مزاج میں فرق ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم کی بعض نصائح جو گردو پیش پر فوراً اثر انداز نہ ہو سکیں انہوں نے بعد میں دِل کی کایا پلٹ دی۔

یقیناً احمدی خواتین پر آئندہ نسلوں کی زندگی کا انحصار ہے اور خاندانوں کی تحسین کا تحفّظ ہے۔ اگر یہ نہ ہوا تو بگڑتے ہوئے معاشرہ کے بہاؤ میں خدانخواستہ بعض احمدی عورتیں بھی بہہ جائیں گی اور ان کی تمام نیک صفات اِس تہذیبِ نَو کے سیلاب میں غرق ہو جائیں گی۔ پس توازن قائم رکھتے ہوئے، انکسار و محبت اور دُعاؤں سے نہ کہ طعنہ آمیزی کرتے ہوئے، اس مہم کو ہمیشہ جاری رکھیں اور جب بدیوں کو واپس آتا دیکھیں تو ہرگز مایوس نہ ہوں۔ کبھی اپنے گھر میں بھی آپ نے ایسا کیا ہے کہ گند کو دوبارہ پیدا ہوتے دیکھ کر صفائی سے ہاتھ کھینچ لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ لجنہ کراچی کو دُنیا و آخرت، ہر لحاظ سے سنوارے رکھے اور دونوں جہاں کی نعمتوں سے نوازے۔

بہنوں کو سلام اور بچیوں کو پیار دیں۔ سب کو نئی صدی مبارک ہو۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی
صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان

پیغام

لجنہ اماء اللہ کراچی صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر ایک مجلّہ شائع کر رہی ہے جس کا نام "المحراب" رکھا گیا ہے۔ عربی میں محراب گھر کے بہترین حصّہ کو کہتے ہیں۔ "محراب" کے نام سے مجلّہ شائع کرنے کا مطلب ہے کہ آپ بہترین دور میں داخل ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے کہ اس نے ہمیں یہ مبارک دن دکھایا کہ جماعت پہلی صدی ختم کر کے دوسری صدی جو انشاء اللہ غلبہ کی صدی ہوگی میں داخل ہو چکی ہے۔

سلام ان عظیم ہستیوں پر جنہوں نے پہلی صدی میں مہدی کو پہچان لینے کی وجہ سے ہر قسم کی سختی سہی۔ دُکھ اور آزار اٹھائے۔ انواع و اقسام کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آزمائشیں آئیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے وفادار بندے ثابت ہوئے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صادق اور راست باز ٹھہرے۔ آنے والی نسلیں ان پر رشک کریں گی۔

اب آپ دوسری صدی میں داخل ہو چکی ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے بشارت پا کر جماعت کو بشارت دی تھی۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اسی تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔" (فتح اسلام)

پس میری بہنو! نئی صدی ہمارے لئے بھاری ذمہ داریاں لا رہی ہے اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ انسان کو چاہیئے دیکھتا رہے کہ اس نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے پس ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو اپنی اولاد کو یہ ذمہ داریاں اُٹھانے کے لئے تیار کیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو آپ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ وہی قوم زندہ رہتی ہے جس کی اگلی نسل پہلی نسل کے کام کے تسلسل کو جاری رکھ سکے۔ پس ہمارے قدم رُکیں نہیں چلتے جائیں بڑھتے جائیں اور اپنے ساتھ اگلی نسل کو بھی لے کر چلیں۔ ان کے دلوں میں دین کے لئے غیرت اللہ تعالیٰ سے پیار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق پیدا کریں۔ دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کا جذبہ پیدا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کریں کہ اس نے یہ مبارک دن دکھائے۔ خوشی ہم پر نیند طاری نہ کر دے بلکہ زیادہ چست کر دے۔ یہاں تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون ہو جائیں۔ دُعائیں کریں کثرت سے کہ قربانیوں کی توفیق بھی اس کے فضل کے بغیر نہیں ملتی۔ دُعائیں کریں کہ خزاں کا دور بہار سے بدل جائے اور نسیم عنایات یار سے پھر چلنے لگ جائے۔ آمین اللھم آمین۔

مریم صدیقہ
صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

پیغام

حضرت سیّدہ بشریٰ بیگم مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی

مجھے یہ پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ عین اس مبارک موقع صد سالہ پر کراچی لجنہ کی رواں دواں مساعی آج پچاس سالہ جوبلی کا حسین عکس ہے کہ تمام مُخلصین کو ان عظیم الشان جدوجہد کا صلہ اَبدی جنتوں کی دعوت و بشارت کا مخلصانہ اشارہ دے رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ ۔ خدا کرے آپ کی تمام مثالی تگ و دو اس سے بھی بڑھ کر رواں دواں رہے اور آنے والی نسلیں اس ڈگر پر چل کر اَبدی اور لازوال نعمتوں کی وارث بنیں۔ تاقیامت یہ سلسلہ چلتا رہے۔ آمین

اس مبارک صد سالہ تقریب پر آپ کو اپنا مجلّہ "المحراب" ہر جہت سے باعثِ برکت اور حقیقی معنوں میں مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ یہ ایک ایسی روشن مشعل ہو جو گمراہوں کو صراطِ مستقیم دکھائے جو بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرے جو روحانی جسمانی دُکھ درد کا مداوا بن جائے۔ "المحراب" اپنے اندر وہ روحانی طاقت رکھے کہ ان عقلمندوں کو جو خدا تعالےٰ کی ذاتِ باری پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ ان سے زندہ خدا اور پھر خدا تعالےٰ کی عظمت کا اعتراف ببانگِ دُہل کروائے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے آپ کی یہ تخلیق سب سے بلا امتیاز اپنا لوہا منوائے اور ہماری لجنہ کی ہر ممبر اپنی پیدائش کی غرض و غایت اور اس راہ کی جدوجہد کو اپنا شعار بنائے ہوئے رات دن اپنے مقصدِ اعلیٰ کے حصول کی فکر میں کوشاں رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

مہر آپا

پیغام

مکرم محترم جناب چودھری احمد مختار صاحب
امیر جماعت احمدیہ کراچی

اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل و کرم ہے کہ ہم نے ایک ایسا زمانہ پایا ہے جس میں اخلاق و اقدار اسلامی کے اجاگر ہونے کا دور پھر سے شروع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیدائش انسانی کو مرد و عورت میں تقسیم کر کے مختلف قویٰ اور استعدادیں عطا فرمائیں لیکن مقصد حیات دونوں کا ایک ہی قرار پایا یعنی مقام عبودیت کا حصول اور اس کی رضا پر راضی رہنے کی جنت۔ ان دونوں کو اس کام کے لئے تیار کیا کہ ابتدائی طور پر دنیاوی زندگی میں ایک اعلیٰ معاشرے کو قائم کریں جو اس حیات میں ایک جنت کا نمونہ ہو۔ دور انسانی کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنتہ ○

یعنی تم دونوں اس جنت میں اکھٹے رہو یا اکھٹے رہو گے تو یہ جنت جنت رہے گی۔ ان اقدار کو قائم کرنے کے لئے فرمایا کہ

ھن لباس' لکم و انتم لباس' لھن

جس طرح لباس انسانی برہنگی کی پردہ پوشی کرتا ہے' بدن کی کمزوریوں اور عیوب کو چھپاتا ہے' سردی و گرمی کے اثرات یعنی افراط و تفریط سے محفوظ رکھتا ہے اور زیبائش کا موجب ہوتا ہے اسی طرح تم ایک دوسرے کے لئے لباس بنو گے تو وہ جنت پیدا ہو گی جس کو رہائش و آسائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے ودیعت کیا ہے اور جب یہ ماحول پیدا ہوتا ہے تو ہر گھر اردگرد کی آلائشوں سے پاک ایک جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

اس زندگی میں بقائے اقدار انسانی کے لئے بڑی ذمہ داری مشیت الٰہیہ نے عورت پر ڈالی ہے جو تقویٰ کی راہوں پر چل کر اپنی اولاد کو ملائکتہ اللہ بنا دیتی ہے اور ان کے گرد و پیش ایک جنت بنا کر دکھا دیتی ہے۔ جب ہی تو محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ بہت بڑی ذمہ داری ہے اپنے ماحول کو جنت نما بنانے کی لیکن جب تک اولاد اس جنت کو دیکھ نہیں پائے گی اپنی ماں کے قدم بوس نہیں ہو گی۔

اے پیاری عزیز بہنو۔ آؤ ہم اپنے آقا سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد وفا کی تجدید کریں اس عزم کے ساتھ کہ ہمیں اس ماحول میں اس جنت کو پیدا کرنا ہے جس سے انسانیت پھر کبھی باہر نہ نکالی جائے اور اس کے قیام سے ہم نے اخروی حیات کی جنت کا انعام پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ۔

ایں است کار دل اگر آید میتوم
خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکسار
احمد مختار

پیغام

مکرم محترم جناب عبدالرحیم بیگ صاحب
نائب امیر جماعت احمدیہ ضلع کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

یہ امر خوش آئند ہے کہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر ایک سووینئر "المحراب" شائع کر رہی ہے۔ اس طرح ایک نئی روایت کی طرح ڈالی ہے نقوشِ ثانی کتنے بھی حسین ہوں نقشِ اوّل کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم رہتی ہے۔

* حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں۔ ایک تنہا عورت مکّہ کی غیر ذی زرع بے آب وگیاہ وادی میں جہاں کوئی متنفّس بحثیت مددگار موجود نہ تھا اپنے ننھّے معصوم بچّے کو گود میں لئے ہوئے، توکل علی اللہ کی مجسم تصویر بن کر اپنے شوہر نامدار کو طمانیت سے دلاسہ دیا۔

"اگر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو گھبرائیے نہیں وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔"

تاریخ گواہ ہے کہ اس جرأت مندانہ سوچ کو خدا تعالےٰ نے پسند فرمایا۔ مکّہ اور تاریخِ اسلام اس بیج کا درخت اور پھل ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تربیت کا فرض ایک تنہا عورت نے ادا کیا۔ مرد کی سرپرستی میسّر نہ تھی یہ بچّہ نبی بنا اور عدیم المثال نبیؐ کا جدّ امجد بنا۔

* حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ مکرمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمت اولوالعزمی اور اخلاق وکردار کے زیورات سے آراستہ خدا رسیدہ خاتون تھیں۔ اپنے پرائے کی نظروں میں مشکوک کردار واخلاق کا بار اُٹھائے ہوئے محض اللہ تعالےٰ پر توکل کے سہارے اپنے معصوم بے گناہ بچّے کی تربیت میں مصروف رہیں۔ اُن کو اعلیٰ کردار کے جواہرات سے سجایا۔ اُن کو ایسے یقین سے نوازا جو قدم قدم پر اُن کا رہنما رہا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بچّے کی تعلیم وتربیت میں کسی مرد کی سرپرستی حاصل نہ تھی۔ یہ بچّہ بڑا ہو کر نبی بنا۔ مسیحا بنا۔

* حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ محترمہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک بُردبار فہمیدہ خاتون تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ حرا سے واپسی پر شکستہ اور ماندہ دیکھا تو بڑے یقین سے حوصلہ دیا آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کسی کا حق نہیں مارتے خدا آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ خدا تعالےٰ کے پاک نبیؐ کو نئی توانائی کا احساس ہوا۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواجِ مطہرات نے بڑی ذمّہ داری اور پیار سے گھریلو سکون کی فضا قائم رکھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّت کی تربیت واصلاح اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

اسلام جب حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزند کے دور میں داخل ہوا تو خواتین کا کردار قرونِ اولیٰ کی خواتین سے کسی طرح کم نہ تھا۔ حضرت نُصرت جہاں بیگم نور اللہ مرقدھا حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی صحیح معنوں میں بہترین ہمدرد ساتھی ثابت ہوئیں۔ صاحبزادہ عبداللطیف شہید نور اللہ مرقدہ' کی بیگم صاحبہ نے شوہر کو طمانیت کے احساس سے جامِ شہادت پینے کا حوصلہ دیا آج احمدیت ایک آزمائش سے گزر رہی ہے۔ خواتین کئی مواقع پر مردوں کا دستِ راست بن رہی ہیں۔ اُنہیں بشاشت سے قربانی کرنے کا جذبہ وولولہ دے رہی ہیں۔ شوہروں کی شہادت اور اسیری کا دُکھ سہہ کر حوصلے سے بچّوں کی تربیت کر رہی ہیں۔ تاریخ ان زرّیں مثالوں کو بڑے پیار سے چُن چُن کر اپنے ماتھے کی زینت بنائے گی۔

کراچی لجنہ کی ممبرات بھی ایک نئی تاریخ لکھ رہی ہیں ناساعد حالات اور محدود وسائل کے باوجود مستقل مزاجی حوصلہ اور عزم وہمت کے ساتھ اپنے مشن کو منزلِ مقصود بناتے ہوئے جو انقلابی کام شروع کر رکھے ہیں وہ بلاشبہ قابلِ مبارک باد ہیں۔ یہ مثالیں آنے والی نسلوں کو قرونِ اولیٰ کی باہمت خواتین کی یاد دلاتی رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ ان کوششوں کو ثمر بار کرے۔ آمین یارب العالمین۔

(عبدالرحیم بیگ)

روحانی خزائن

۱۔ براہین احمدیہ حصہ اول
۲۔ براہین احمدیہ حصہ دوم
۳۔ براہین احمدیہ حصہ سوم
۴۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم
۵۔ سرمہ چشم آریہ
۶۔ شحنۂ حق
۷۔ حقانی تقریر یا سبز اشتہار
۸۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب
۹۔ فتح اسلام
۱۰۔ توضیح مرام
۱۱۔ الحق مباحثہ لدھیانہ
۱۲۔ ازالہ اوہام حصہ اول
۱۳۔ ازالہ اوہام حصہ دوم
۱۴۔ الحق مباحثہ دہلی
۱۵۔ آئینہ کمالات اسلام
۱۶۔ آسمانی فیصلہ
۱۷۔ برکات الدعا
۱۸۔ حجۃ الاسلام
۱۹۔ جنگ مقدس
۲۰۔ سچائی کا اظہار
۲۱۔ تحفہ بغداد
۲۲۔ کرامات الصادقین
۲۳۔ شہادت القرآن
۲۴۔ حمامۃ البشریٰ
۲۵۔ نور الحق حصہ اول
۲۶۔ نور الحق حصہ دوم
۲۷۔ اتمام الحجۃ
۲۸۔ سر الخلافۃ
۲۹۔ انوار الاسلام
۳۰۔ منن الرحمٰن
۳۱۔ ضیاء الحق
۳۲۔ نور القرآن حصہ اول
۳۳۔ نور القرآن حصہ دوم
۳۴۔ آریہ دھرم
۳۵۔ ست بچن
۳۶۔ اسلامی اصول کی فلاسفی
۳۷۔ انجام آتھم
۳۸۔ سراجِ منیر
۳۹۔ روئیداد جلسہ جشن دہلی
۴۰۔ استفتاء
۴۱۔ تحفہ قیصریہ
۴۲۔ حجۃ اللہ
۴۳۔ محمود کی آمین
۴۴۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
۴۵۔ کتاب البریہ
۴۶۔ فریاد درد (البلاغ)
۴۷۔ ضرورت الامام
۴۸۔ نجم الہدیٰ
۴۹۔ رازِ حقیقت
۵۰۔ کشف الغطاء
۵۱۔ ایام الصلح (فارسی)
۵۲۔ ایام الصلح (اردو)
۵۳۔ حقیقت المہدی
۵۴۔ مسیح ہندوستان میں
۵۵۔ ستارۂ قیصریہ
۵۶۔ روئیداد جلسہ دعا
۵۷۔ گورنمنٹ اور جہاد
۵۸۔ جہاد پر ضمیمہ
۵۹۔ لجۃ النور
۶۰۔ اربعین حصہ اول
۶۱۔ اربعین حصہ دوم
۶۲۔ اربعین حصہ سوم
۶۳۔ اربعین حصہ چہارم
۶۴۔ اعجاز المسیح
۶۵۔ ایک غلطی کا ازالہ
۶۶۔ بشیر احمد۔ شریف احمد کی آمین
۶۷۔ دافع البلاء
۶۸۔ الہدیٰ
۶۹۔ نزول المسیح
۷۰۔ تحفہ گولڑویہ
۷۱۔ تحفہ غزنویہ
۷۲۔ تحفہ الندوہ
۷۳۔ خطبہ الہامیہ
۷۴۔ کشتی نوح
۷۵۔ تریاق القلوب
۷۶۔ اعجاز احمدی
۷۷۔ ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی
۷۸۔ مواہب الرحمٰن
۷۹۔ نسیم دعوت
۸۰۔ سناتن دھرم
۸۱۔ تذکرۃ الشہادتین
۸۲۔ سیرۃ الابدال
۸۳۔ لیکچر لاہور
۸۴۔ لیکچر سیالکوٹ
۸۵۔ الوصیت معہ ضمیمہ
۸۶۔ چشمۂ مسیحی
۸۷۔ تجلیات الٰہیہ
۸۸۔ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے
۸۹۔ قادیان کے آریہ اور ہم
۹۰۔ حقیقۃ الوحی
۹۱۔ چشمۂ معرفت
۹۲۔ پیغام صلح
۹۳۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم

روحانی خزائن

ہماری وزیٹرز بک سے

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

الحمدللہ آج ۱۹ ستمبر 1955 کو لجنہ اماء اللہ کراچی کے مرکزی دفتر کا
افتتاح ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی عہدہ داروں اور
تمام ممبرات کو صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق ملے اور دفتر کا قیام ان
کے لئے مزید ترقیات کا موجب ہو ۔ دن دونی رات چوگنی ترقی کریں اور
لجنہ اماء اللہ کے قیام کا جو صحیح مقصد ہے کہ نظام احمدیت کی عمارت کی
ہر عورت ایک مضبوط اینٹ بنے وہ مقصد ان کے ذریعہ پورا ہو ۔ آمین
اللھم آمین

مریم صدیقہ   ام ناصر احمد ۔ آمنہ طیبہ امۃ الجمیل   محمودہ بیگم
جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

امۃ المتین   19.9.55

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔
ھو الناصر   24/11/55

حساب و کارگزاری کے رجسٹروں کو دیکھ کر خوشی ہوئی ہر ایک کارروائی ضبط تحریر
میں رکھنے سے آئندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے لہذا موجودہ کام
اچھا ہے ۔ آئندہ اس سے بھی زیادہ خوبصورتی سے رپورٹیں درج کی جایا کریں ۔
رجسٹر رپورٹ میں دو طرف حاشیہ سرخ لائن سے بنائے جائیں ۔ ہر ایک حلقہ کی
رپورٹ کو ہرگز الگ نہ کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اس
مساعی کو قبول فرما کر ثمرات حسنہ سے نوازے ۔ آمین اللھم آمین ۔

میمونہ صوفیہ انسپکٹرس لجنہ اماء اللہ
مرکزی ربوہ ۔

میں نے پہلی مرتبہ مجلس انصار اللہ کراچی کے مرکز کو نیز مسجد احمدیہ میں
مجلس انصار اللہ کراچی کا اجتماع دیکھا۔ اس مختصر وقت میں کسی عملی کاروائی
کا دیکھنا تو ناممکن تھا بہرحال سب ممبران سے ملاقات ہوئی
اور ان کی تعداد دیکھ کر مجھے دلی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سچے
خوب ہمارا حقیقی بحیثیت انجمن خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے

آمین

امۃ الحمید

30/10/72

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

الحمدللہ مجھے سالہا سال سے قادیان میں خدمت دین کا موقع مل رہا ہے
اور مجھے یقین ہے کہ دین کی خدمت کرنے میں انسان کو دلی
سکون حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کراچی کی جماعت کی
مستورات میں خدمت دین کا جذبہ بہت ہے۔ خدا تعالیٰ ان کے اس
جذبہ کو بڑھائے اور ان کی اگلی نسل اس سے بڑھ کر خدمت دین
کرنے والی ہو۔ آمین ثم آمین

والسلام

آپ کی

امۃ القدوس بیگم مرزا وسیم احمد

دارالمسیح قادیان حال کراچی

23.1.71.

کراچی کی مجلس کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ
حقیقی معنوں میں فعال ہے — خدا کرے کہ
یہ ہمیشہ ان معنوں میں فعال رہے اور ترقی کرتی
رہے۔ آمین

[illegible]

4.9.76

گذشتہ جولائی سے کراچی لجنہ اماء اللہ کا انتظام تبدیل کیا گیا ہے

اور چھوٹی چھوٹی بنیادی لجنات میں اس کی غرض کراچی کی لجنہ کے انتظام کو

بہتر بنانا اور کام کی ذمہ داری زیادہ خواتین کے کندھوں پر ڈالنا ہے۔

گذشتہ چند سال کے جمود کے بعد الحمدللہ قدرے بیداری کے آثار نظر آرہے ہیں

خدا کرے اس کے نتائج اچھے نکلیں گذشتہ سالوں میں کارکنات لجنہ سے

سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی ہے کہ اپنے ساتھ نائبات نہیں لگائیں جو ان سے

کام سیکھتیں۔ اب یہ ہدایت ہے کہ اس انتظام پر ایک سال تو اب ان عاملہ

سے چاہئے کہ دو سال کے لئے ہر حلقے کی عہدیداران اور ہر نگران قیادت اور مرکزی

عہدیداران کا ضرور بغیر کسی کے توجہ دلائے انتخاب کیا جائے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ سب کارکنات کو صحیح رنگ میں خدمت دین کرنے کی توفیق

عطا کرے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر احسن طور پر عمل

پیرا ہونے کی توفیق ملے۔ آمین اللھم آمین

خاکسار

[illegible]

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

23. 5. 74

Dress yourself with the mantle of righteous, ~~of~~ you will get Allah's protection.

Amtul Hafiz.

Mauritius

cher Soeur. je suis tre contante votre acuille de carati

S. Sooltanga

پچیس سال کے عرصہ کے بعد کراچی آنے اور لجنہ اماء اللہ کراچی کی چند تقریبات میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ لجنہ کراچی کے لئے نئی قیادت مبارک کرے اس سلسلے میں چند ہدایات تحریر کر رہی ہوں۔

۱۔ صدر کا فرض ہے کہ وہ ایک فرض شناس ماں کی طرح ممبرات اور عہدہ داروں سے محبت اور پیار کا سلوک کرے۔ وہاں جس جگہ بھی کوئی غلطی محسوس کرے سمجھائے سختی سے کام نہ لے۔

۲۔ جس طرح صدر لجنہ کے لئے فی الحال یہ قانون ہے کہ پچیس سال بعد انتخاب کیا جائے اسی طرح ہر شعبہ کی نگران کا انتخاب بھی ہر پچیس سال بعد ہو اور پچیس سال کے بعد اسی کا نام پیش نہ کیا جائے۔ اگر ہر پچیس سال کے لئے نگران منتخب ہوتی رہیں گی اور کئی بیٹھی رہیں نگران کا مقام ایک سنگ کا لجنہ کے برابر ہے اسی لئے اسکی گرفت اپنے تمام ملحقہ جات کی عہدہ داران پر پوری پوری ہونی چاہئے۔

۳۔ مجلس عاملہ میں ایک سیکرٹری امور طالبات کا اضافہ کیا جائے جسکا کام احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے کام کی نگرانی کرنا ہے اور ان کے حقوق و مطالبات کو مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کراچی سے منظوری کے لئے پیش کرنا ہے۔ پروگرام طالبات خود بنائیں لیکن سیکرٹری اس امر کی نگرانی کرے گی کہ ان کے پروگرام لجنہ کی روایات و قانون کے مطابق ہیں۔ انٹر کالجیٹ میں صرف وہی طالبات ہوں گی جو کسی کالج یا یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ ہر فارغ شدہ طالبہ کا نام لسٹ سے کاٹا جائے اور ہر سال نئی داخل کی جائیں اور فارغ شدہ طالبات کو لجنہ اماء اللہ کے کاموں پر لگایا جائے۔ کچھ عرصہ اپنے حلقہ یا شعبہ میں کسی مرحلہ پر بھی یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ لجنہ سے آزاد ہیں۔ ان کی تقریبات پر جو خرچ ہوتے ہوں ایسا نہ ہو کہ لجنہ کو کرنے پڑیں کچھ خود طالبات بھی برداشت کریں۔ لیکن ان کی نگرانی کا حق لجنہ کو ہے کیونکہ جہاں اس عمر میں جوش بہت ہوتا ہے کام کرنے اور ابھرنے کا جذبہ ہوتا ہے وہاں جوش میں وہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی نظر انداز کر جاتی ہیں جن پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ پس بچیوں کی نگرانی کریں مگر محبت اور پیار سے ان سے کام لیا جائے۔

۲۔ لجنہ کو شروع ہونے کے لئے [illegible] الحمد للہ ہے کہ تمام عہدہ داران میں
باہم محبت ہے اتفاق ہے اتحاد ہے۔ اور سارے معاملات
خوش اسلوبی سے طے کرتے۔ اپنے عہدہ کے لحاظ سے طور پر مطیع
و فرمانبردار ہیں۔ اطاعت پہلا گر ہے وہ محور ہے
جس کے گرد اسلام کا پہیہ گھومتا ہے۔

اس کے علاوہ جلسوں میں جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کیا جائے اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ زیادہ سے زیادہ خلافت کی برکات سے
فائدہ اٹھائیں۔

خاکسار
[illegible]
28.8.81.

اس کے بعد 30/8 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کراچی کی
لجنہ کے نظام کو تبدیل کر دیا ہے اس لئے اوپر لکھی ہوئی ہدایات خود بخود منسوخ
ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس تبدیلی کو آپ سب کے لئے [illegible] مبارک کرے
یاد رکھیں سب برکتیں خلافت کے قدموں میں ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث
ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت سے آپ اپنی اصلاح کر سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ
آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار
[illegible]
1.9.81

کلام

از حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

ہے شکر ربِّ عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا!
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا!

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر؟

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی!

اب دیکھتے ہو اکیسار رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا!!

إِنِّي مُعِينٌ مَنْ أَرَادَ إِعَانَتَكَ وَ

مَیں اس شخص کی مدد کروں گا، جو تیری مدد کا ارادہ کرے گا، اور

إِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ

مَیں اس شخص کی اہانت کروں گا، جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا؛

الہام حضرت مسیح موعود

کلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نوّر اللہ مرقدہٗ

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے!
اس راہ میں جان کی کیا پروا، جاتی ہے اگر تو جانے دو

تم دیکھوگے کہ انہی میں سے قطراتِ محبّت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

صادق ہے اگر تو صدق دِکھا، قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ناپنے کے دُنیا میں یہی پیمانے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

عاقل کا یہاں پر کام نہیں، وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اس دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا، تم میرے یار کو آنے دو

جو سچّے مومن بن جاتے ہیں، موت بھی ان سے ڈرتی ہے
تم سچّے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو

یا صدق مُحمّدؐ عربی ہے یا احمدؑ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصّے ہیں تازہ ہیں یہی افسانے دو!

وہ تم کو حُسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں!
یہ کیا ہی سستا سودا ہے، دشمن کو تیر چلانے دو

محمودؔ اگر منزل ہے کٹھن تو راہنما بھی کامل ہے
تم اس پر بھروسہ کرکے چلو آفات کا خیال ہی جانے دو

صبرِ جمیل

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

شانِ دکھلا گئے جس صبر کی مردانِ جلیل
سُن کے بہتان دِکھا تُو بھی وہی صبرِ جمیل
لوگ سمجھیں گے تو سمجھیں یہ خطا کا ہے ثبوت
تم سمجھ لو کہ ہے سَو بات کی اِک بات سکُوت
شُعلہ جو دِل میں بھڑکتا ہے دبا دو اُس کو
جھُوٹ پر آگ جو لگتی ہے بجُھا دو اُس کو
صبر کی شان کچُھ اس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دُشمن بھی ہراساں ہو جائے
آج جو تلخ ہے بیشک وہی کل شیریں ہے
سچ کسی نے ہے کہا صبر کا پھل شیریں ہے
کیا یہ بہتر نہیں، مولا ترا ناصر ہو جائے
نامُرادیٔ عدو خلق پہ ظاہر ہو جائے
صبر کر صبر کہ اللہ کی نصُرت آئے
تیری کھُلی ہوئی غیرت پہ وہ غیرت کھائے
وہ لڑے تیرے لیے اور تُو آزاد رہے
خُوب نکتہ ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
لبِ خاموش کی خاطر وہی لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خُدا بولتا ہے

دینِ احمد پھر سے زندہ ہو گیا دُنیا میں آج!

صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ - ربوہ

آج پھر تثلیث نے توحید سے کھائی ہے مار
رفتہ رفتہ چھٹ رہا ہے شرک و بدعت کا غبار
اُٹھ رہی ہے آج پھر دُنیا سے رہ رہ کے پکار
"اَے خُدا اَے کارساز و عیب پوش و کردگار
اَے میرے پیارے، میرے محسن، میرے پروردگار"

ایک جانب دُشمنِ دیں ہیں اور اُن کے دام ہیں
افتراء ہے، کذب ہے، بُہتان ہیں، الزام ہیں
دُوسری جانب تیری رحمت کے جلوے عام ہیں
"تیرے اَے میرے مُربّی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار"

دینِ احمدؐ پھر سے زندہ ہو گیا دُنیا میں آج
"احمدِ ثانی نے رکھ لی احمدِ اوّل کی لاج"
علمِ قرآں کا ہُوا پھر ذہنِ انسانی پہ راج
"آرہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار"

اُس کے دُشمن خوار، وہ ہے کامیاب و ارجمند
پستیاں پہنچا سکیں کیا اہلِ رفعت کو گزند
حُسنِ دیں سے منحرف، آلائشِ دُنیا پسند
"سر پہ اک سُورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بے آب وہ اور در پہ نہرِ خوشگوار"

معتبر ہونے لگی پھر زندگانی کی اَساس
مُردہ رُوحوں میں جنم لینے لگی جینے کی آس
پا گئے پھر گوہرِ تابندہ کو جوہر شناس
"کس طرح تیرا کروں اَے ذُوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار"

دیکھتے ہو تُم ہمارے ساتھ کیا نصرت نہیں؟
ہم پہ کیا فضلِ خُدا، یا سایۂ رحمت نہیں؟
جو نہ حاصل ہو ہمیں ایسی کوئی نعمت نہیں!
"صاف دِل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوفِ کردگار"

بڑھ کے پھر اہلِ جہاں کو دعوتِ اسلام دو
تشنہ رُوحوں کو شرابِ معرفت کے جام دو
نفرتوں کی محفلوں میں پیار کے پیغام دو
"گالیاں سُن کے دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تُم دِکھاؤ اِنکسار"

چشمۂ صافی رواں ہے، کر بھی لے اَب دِل کو صاف
عجز کی راہوں کو اپنا، چھوڑ دے لاف و گزاف
ہیچ ہیں ورنہ نماز و روزہ و حج و طواف!
"یہ گُماں مت کر کہ یہ سب بدگُمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا اُدھار"

آج بھی دِکھلا رہا ہے وہ صراطِ مستقیم
رحمتیں برسا رہا ہے آج بھی ربِّ رحیم
فضل اپنے کر رہا ہے ہر گھڑی مولا کریم
"وہ خُدا اب بھی بناتا ہے جِسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار"

اَے خُدا ہر چیز میں جلوہ تیرا موجُود ہے!
تُو ہے لامحدود بس باقی سبھی محدُود ہے
تیری چاہت تیری خوشنودی میرا مقصُود ہے
"اِس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سُود ہے
اِک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رُستگار"

"کیا کروں!"

محترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ

چاہوں بھی گر تو شکر کا اظہار کیا کروں
مجھ میں نہیں ہے طاقتِ گفتار کیا کروں

جب دِل کے تو قریب ہے اور اس قدر قریب
ظاہر میں پھر وصال پہ اصرار کیا کروں

ٹھہری ہے شرط پیار کی جب رازداریاں
پھر غیر کو میں شاملِ اسرار کیا کروں

جو مجھے الاؤ نارِ حسد کے بجھا دیے
ان تیری بارشوں کا میں اقرار کیا کروں

جب دل کی کیفیت کا زباں ساتھ ہی نہ دے
احسان و حسنِ یار کے اذکار کیا کروں

ہر موئے تن کو عشق میں اک آنکھ چاہیے
شوقِ لقا میں نین ہی گلزار کیا کروں

اے جانِ تمنّا آ بھی جا

اصغری بیگم نور الحق

آقا نے میرے اک خوشخبری آج ان لفظوں میں سُنائی ہے
ہم آن ملیں گے متوالو! بس دیر ہے کل یا پرسوں کی!
آواز مرے آقا کی جب ان کانوں میں رس گھولے گی
آنکھیں برکھا برسائیں گی بن آتے گی پیار کے ترسوں کی!
رونق افروز وہ جب ہوں گے ہر شام عرفان کی مجلس میں
بھر بھر کر جام لنڈھائیں گے اور پیاس بجھے گی برسوں کی!
اک نور کی چادر تان کے جب وہ شمعِ محفل آئیں گے
پروانوں کی بھی بن آتے گی نکلے گی تمنّا برسوں کی!
میرے من مندر کی بگیا میں جب پیار کی کلیاں چٹکیں گی
پھر اور بہاریں آئیں گی پھولیں گی فصلیں سرسوں کی
برسوں کے پیاسے راہی جب اس گھاٹ سے پینے آئیں گے
جس گھاٹ پہ ہر سو پہنچی ہیں دھاریں قرآن کے درسوں کی!
یہ بھولے بھالے غلام اپنے آقا سے یہ کہنا چاہتے ہیں
اِک اِک پل ہم پر بھاری ہے تم بات کرو ہو عرصوں کی!
اے جانِ تمنّا آ بھی جا اب اور نہ ہم کو تڑپانا
ہم ہار گئے اور مار گئی ہم کو یہ جُدائی برسوں کی!

مدحتِ مہدیٔ دوراں

امۃ الباری ناصر

کہیں رائج نہیں وہ لفظ دُنیا کی زبانوں میں
جو مدحت مہدیٔ دوراں کی خوبی سے بیاں کر دیں

سلام اس فارسی الاصل ہندی شاہزادے پر
ثریا سے جو ایماں لائیں منشورِ زماں کر دیں

سلام اس ساقیٔ کوثر کے روحانی تسلسل پر
عیاں جس کی صداقت یہ زمین و آسماں کر دیں

سلام اُن عجز کی راہوں، توکّل اور تقویٰ پر
جو اِک خلوت نشیں کو مہدیٔ آخر زماں کر دیں

سلام اُن نیم وا آنکھوں پہ رحمت بار نظروں پر
کبھی دل کو کریں گھائل کبھی تحلیلِ جاں کر دیں

وہ سلطان القلم، معجز بیاں، انفاسِ قدّوسی
مسیحائی سے جو مُردوں کو زندہ جاوداں کر دیں

وہ برکت جس کے کپڑوں سے ملے شاہانِ عالم کو
وہ جس بستی میں رہتے ہوں اسے دارالاماں کر دیں

وہ جس دل میں بھی دیکھیں پیار سے سب خارِ غم چُن لیں
جو گُل ہوں اپنے دامن میں وہ نذرِ دوستاں کر دیں

ہوا ہو منعکس نورِ محمّد ﷺ جن کے پیکر میں
زمیں کو برکتیں دیں اس قدر رشکِ جناں کر دیں

کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ و ابراہیمؑ
تصوّر میں بھی وہ مہتاب آکر شادماں کر دیں

نہایت صبر سے دل پر سہیں ہر وار دشمن کا
یہی دُھن تھی نمایاں دینِ حق کی عزّ و شاں کر دیں

یہ دی تعلیم ہم کو گالیاں سُن کر دُعائیں دیں
جو دُکھ سے چوُر ہو جائیں خُدا کو درمیاں کر دیں

کوئی بدبخت ارادہ بھی کرے ان کی اہانت کا
قضا و قدر مِل کر اس کو رُسوائے جہاں کر دیں

خُدا جس کو کُچل ڈالے اسے ہم یاد کیوں رکھیں
جو مرفوع القلم ہو اس کو خارج از بیاں کر دیں

دُعا دے تخم ریزی کرنے والے، باغ کے مالی
تمنّا ہے جہاں کا ذرّہ ذرّہ گلستاں کر دیں

بس اِک رستہ ہے جو بندے کو آقا سے ملاتا ہے
بس اِک دُھن ہے کہ سر کو وقفِ سنگِ آستاں کر دیں

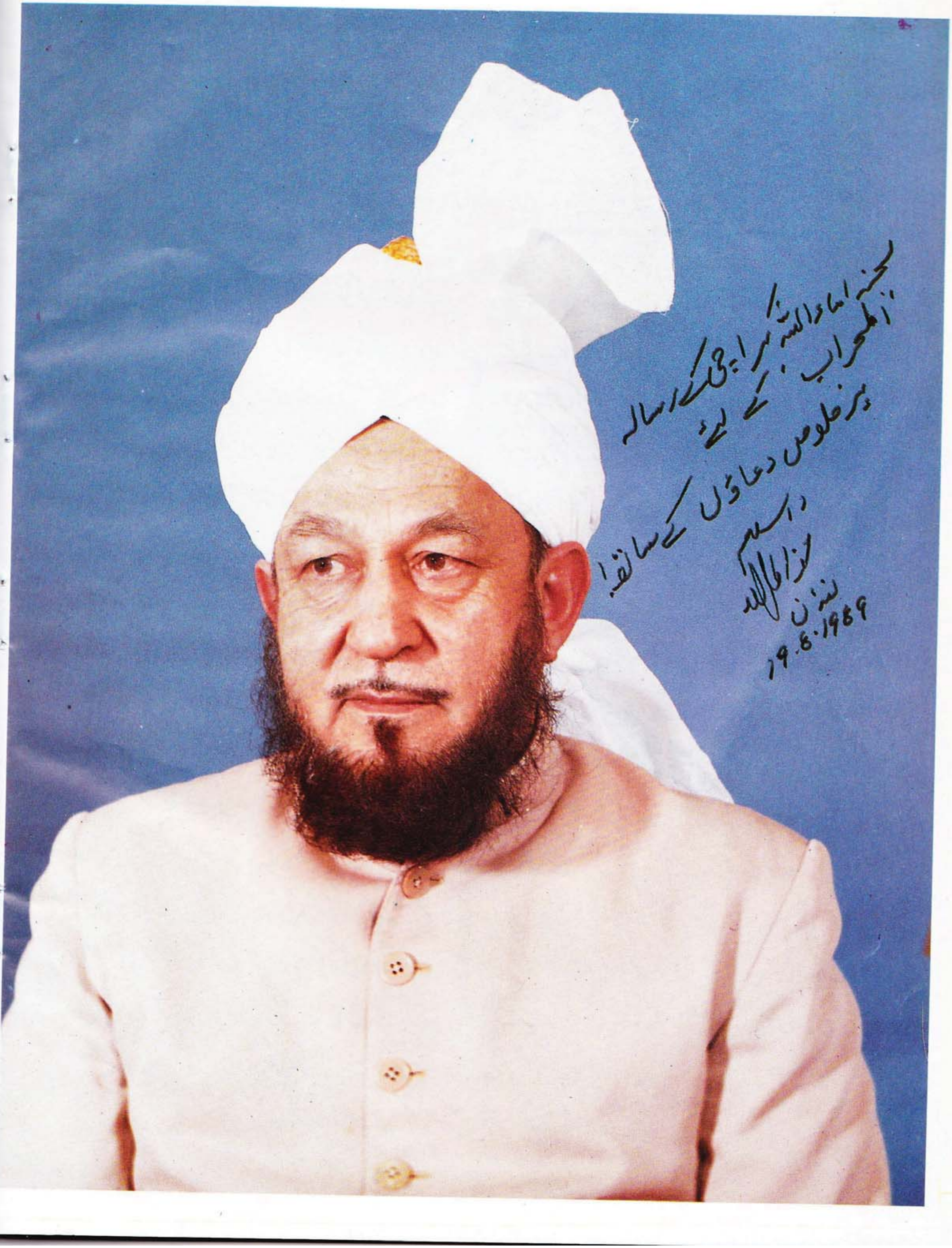
لجنہ اماء اللہ کراچی کے رسالہ
"المحراب" کے لیے
پرخلوص دعاؤں کے ساتھ
والسلام
لندن
19.8.1989

عزیزہ امتہ الباری ناصر صاحبہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

آپ نے لجنہ اماء اللہ کراچی کی طرف سے صد سالہ جشن تشکر کے آغاز پر شائع ہونے والے سووینئر کے لئے غیر مطبوعہ نظم بھجوانے کی درخواست کی تھی- آپ کی خواہش پر ایک نظم اور قطعہ ارسال کر رہا ہوں- تمام بہنوں اور بچیوں کو میری طرف سے اس موقع پر مبارکباد اور محبت بھرا سلام پہنچا دیں-

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

ہر طرف آپ کی یادوں پہ لگا کر پہرے
جی کڑا کر کے میں بیٹھا تھا کہ مت یاد آئے
ناگہاں اور کسی بات پہ دل ایسا دکھا
میں بہت رویا مجھے آپ بہت یاد آئے

کلام حضرت مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تو مرے دل کی شش جہات بنے
اِک نئی میری کائنات بنے

سب جو تیرا ہے لاکھ ہو میرا
تو جو میرا بنے تو بات بنے

ہیچ ہے تجھ سے منقطع ہر ذات
جس کا تُو ہو اسی کی ذات بنے

عالمِ رنگ و بُو کے گُل بُوٹے!
خواب ٹھہرے، توہّمات بنے

سادہ باتوں کا بھی ملا نہ جواب
سب سوالات مظلمات بنے

یہ شب و روز و ماہ و سال تمام
کیسے پیمانۂ صفات بنے!

ہوئی میزانِ ہفتہ کب آغاز؟
کیسے دن رات سات سات بنے

عالمِ حیرتی کے مندر میں
کبھی بُت مظہرِ صفات بنے

کبھی مخلوق ہو گئی ہمہ اوست
آتش و آب عینِ ذات بنے

کتنے منصور چڑھ گئے سرِ دار
کتنے نعرے تعلّیات بنے

کتنے عُزّٰی بنے؟ مِٹے کے بار؟
کتنے لات اُجڑے کتنے لات بنے

کتنے محمود آئے کتنی دفعہ
سومنات اُجڑے سومنات بنے

جو کھنڈر تھے محل بنائے گئے
کتنے محلوں کے کھنڈرات بنے

عالمِ بے ثبات میں شب و روز
آج کی جیت کل کی مات بنے

تیرے مُنہ کی سُبک سُبک باتیں
دل کے بھاری معاملات بنے

دن بہت بے قرار گزرا ہے
آ مرے چاند، میری رات بنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

The London Mosque

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL
TEL: 01-874 6298
01-874 7590
TELEX: 28604 MON REF. G1292
CABLES: ISLAMABAD LONDON

REF.

DATE 2. 7. 1363/1984

ہمشیرہ محترمہ آپا سلیمہ میر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے لجنہ کراچی کی رپورٹ اور نہایت
پرخلوص جذبات عقیدت پہنچے۔ میں آپ سب کے جذبات
عقیدت و اخلاص کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں
اور اپنے رب سے آپ کے لئے ہمیشہ بھلائی کا طالب
رہتا ہوں اور یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ وہ دن
پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ لوٹا دے جن کی یادیں
مجھے بہت عزیز ہیں۔

سب بہنوں اور بچیوں کو میرا محبت بھرا سلام
پہنچا دیں۔ جو نام مجھے یاد رہے وہ بھی اتنے ہیں کہ
نام بنام سلام پہنچاؤں تو طویل فہرست بن جائے گی
خدا حافظ۔ فی امان اللہ۔ فی امان اللہ
فی امان اللہ ——

والسلام خاکسار
مرزا طاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

MIRZA TAHIR AHMAD
HEAD OF THE AHMADIYYA COMMUNITY
IN ISLAM

الہدیٰ لندن
1. 12. 1363/1984

پیاری محترمہ آپا سلیمہ میر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پرخلوص خط کئی گنا زیادہ میرے لئے
روحانی لذت کا سامان لے آیا اور آپ کے لئے از دل سے
دعا کی توفیق ملی۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس وقتِ خزاں میں
بھی گلشنِ مسیح موعود علیہ السلام پر بہار آئی ہوئی
ہے اور خلوص اور تقویٰ اور اعمالِ صالحہ اور مالی اور جانی
قربانیوں کے نئے نئے پھول اس مقدس گلستان میں
کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ اللھم زد و بارک۔

لجنہ کراچی کی مخلص کارکنات اور مالی
اور جانی قربانی کرنے والی فدائی بہنوں اور بچیوں کو
میرا نہایت محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔

اللہ آپ کے حق میں میری عاجزانہ
دعاؤں کو قبول فرمائے اور نسلاً بعد نسلٍ آپ کے
گھروں کو برکتوں سے بھرتا رہے اور دائمی خوشیاں
نصیب فرمائے اور [illegible] عطا فرمائے اور
اپنا لازوال پیار دلوں میں بسا دے۔ خدا حافظ والسلام خاکسار
مرزا طاہر احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

7.9.1364
1985

پیاری محترمہ آپا سلیمہ میر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دل کا چمن ہمیشہ بوئے خلوص وایمان سے مہکتا رہے اور دل کی سب نیک مرادیں پوری ہوں اور کامیاب اور بھرپور مقبول بارگاہ الٰہی خدمت دین کی توفیق ہمیشہ بیش از پیش نصیب ہوتی رہے۔

لجنہ کراچی کو میرا محبت بھرا السلام پہنچا دیں۔

"تمام حلقوں کی کارکردگی سے میں باخبر رہتا ہوں اور قربانی کرنے والیوں اور راہ مولیٰ میں اپنے آرام اور اپنے پیاروں کے آرام کو قربان کرنے والیوں کے ذکر پڑھتے ہوئے میری آنکھیں جذبات تشکر سے نم ہو جاتی ہیں اور دل کی گہرائیوں سے آپ سب کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

اللہ آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی رحمت کا سایہ آپ کی کامیاب زندگیوں کے سفر میں آپ کے سروں پر آپ کے ساتھ چلے۔ اللہ اپنے فضل سے آپ سب میں سے ہر ایک کے مال پر شکر کرتے اور ہر قسم کی نجی اور اجتماعی مشکلات اور مصائب کو دور فرماتا رہے۔ ثبات قدم نصیب فرمائے۔ سب بوجھ خود اٹھا لے۔ سب گتھیاں خود سلجھا دے۔ نسلاً بعد نسلٍ آپ کے گھروں پر برکتیں نازل ہوتی رہیں اور اللہ کی دائمی محبت کی جنت نصیب رہے۔

بعض اوقات جب پاکستان کے پیارے احمدیوں کی یاد میں دل بہت گداز ہوتا ہے تو کچھ دعائیں تو لفظوں میں ڈھل جاتی ہیں۔ کچھ غیر معین درد دل کی صورت میں اپنے رب کے حضور پیش کر دیتا ہوں کہ جو معانی اُن کو پہنانا ہے پہنا دے۔ مگر میں اُن کی خوشیاں اور کامرانیاں دیکھنے سے محروم اور بے نصیب نہ اٹھایا جاؤں۔

اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ رہے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی تنہا نہ چھوڑے۔

آپا سلیمہ میر کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نیک دل بے لوث۔ متوازن شخصیت والی سب کا بوجھ اٹھانے والی قیادت عطا فرمائی ہے۔ اس کی دل سے قدر کریں۔ اور اپنی باہمی محبت اور یکجہتی کو ہمیشہ قائم رکھیں۔"

آخر پر کوئی پیغام پہنچانا ہے تو پیغام کا یہ آخری حصہ بھی ضرور پڑھ کر سنا دیں۔

خدا حافظ!

والسلام خاکسار
مرزا طاہر احمد

مجھے ڈر ہے کہ آپ جب لندن آنے کی کوشش کریں گی تو میں سفر پر ہونگا۔ اس لئے دعا کے ساتھ ہی
خدا حافظ اور السلام علیکم کہتا ہوں۔ والسلام
مرزا طاہر احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لنڈن
14/4/88

آپا
مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی طرف سے تعزیتی قرارداد موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے اخلاص میں برکت ڈالے اور حسنات دارین سے نوازے اور سب کو کامیاب داعیان الی اللہ بنائے۔

سب لجنہ کراچی کو میرا محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ دنیا بھر کی لجنات میں جو چند لجنات صف اول کی ہیں ان میں لجنہ کراچی نمایاں ہے۔ تنظیم و درک اور نیک کاموں میں استقلال اور نظم و ضبط اس لجنہ کی خاص خوبیاں ہیں جو مجھے بطور خاص پسند ہیں۔ خدا وہ وقت جلد لائے کہ آپ کی اچھی اچھی خبریں مجھے ملتی رہیں۔ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں میرا دل بڑھے۔ میرا سارا وجود شکر میں گھل جائے۔ خدا حافظ ہو

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر
خلیفۃ المسیح الرابع

حسب سابق میں آپ کے مشوروں اور مجالس سوال و جواب میں شریک ہوں۔ جماعت کراچی میں جو چند دن گذارنے کا موقع ملتا تھا تو شدید مصروفیت کے باوجود بڑے ہی طمانیت بخش دن ہوتے تھے۔ اب جب مصروفیات چند لمحوں کے لئے یادوں کی محفل جانے کی فرصت دیتی ہیں تو بالخصوص ربوہ۔ لاہور۔ اسلام آباد/پنڈی اور کراچی کی جماعتوں کی یاد مجھے جذباتی کر دیتی ہے۔ پھر آپ سب کے لئے میری دعاؤں میں کچھ ویسا ہی رنگ آجاتا ہے جیسے بچوں کے لئے دعاؤں کی دعائیں ہیں۔ پھر بعض اوقات یہ جذبات الفاظ میں ڈھلنے کی مقدرت ہی نہیں رکھتے اور جذبات خود دعا بن جاتے ہیں۔

اللہ مجھے ہمیشہ آپ سب کی طرف سے خوشیاں دکھائے۔ اللہ کی نظر کے سامنے پھولیں پھلیں اور پروان چڑھیں۔ حاسد کے شر سے محفوظ رہیں جب وہ حسد کرے۔ اللہ دین و دنیا کی حسنات کی بارشیں آپ پر برساتا رہے

سلیمہ میر
صدر لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

حضور کے دن رات کی ایک جھلک

چاند کو قریب سے دیکھنے کی خواہش میں ذہن میں اُٹھنے والے سوالات حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم خلیفۃ المسیح الرابع کو لکھ بھیجے۔ بیگم صاحبہ نے ازراہِ کرم بڑا حسین جواب مرحمت فرمایا قارئین کو جوابات سے سوالات کا اندازہ ہو جائے گا اس لئے تمہید کو مختصر کرتے ہوئے بیگم صاحب کا جواب حاضر ہے

۱۶ اگریسن ہال روڈ
لنڈن۔ ساؤتھ ویلیٹ ۱۸
۸۹-۱-۹

محترمہ امتہ الباری صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سب سے پہلے تو لجنہ کراچی کو پچاس سال مکمل ہونے پر مبارک باد دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت ڈالے اور آپ کے مجلّے کو کامیاب کرتے ہوئے سب رکاوٹیں دور فرمائے۔ آمین۔ آپ نے جو سوال لکھے ہیں یہ تو ہر احمدی کے ذہن میں آتے ہیں، چاہے وہ قریب رہتا ہو یا دور۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جس سے سارے کام ہو رہے ہیں۔ خلافت پر سایۂ باری تعالیٰ ہے جو انسانی ہمت سے بڑھ کر کام لے پا رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک مختلف نوعیت کی ہوتی ہے۔ اور اُسی نسبت سے جواب بھی دیتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ڈاک ذاتی، جماعتی، مشورے اور دُعائیہ نوعیت کی ہوتی ہے۔ ایک بات میں خاص طور پر لکھوں گی کہ حضور ہر آنے والے خط کو ضرور پڑھتے ہیں چاہے وہ کسی نوعیت کا ہو اور ہم حیران ہو جاتے ہیں کہ لمبا چوڑا خط ہے لیکن حضور کی نظر صرف اُسی لائن پر رکی ہے جو لکھنے والے کا منشاء تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے اور ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے۔

جہاں تک ذاتی خطوط کا تعلق ہے اُن کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور جماعتی خطوط متعلقہ شعبہ کو ہدایات کے ساتھ بعض دفعہ لفظاً لفظاً جواب لکھواتے ہیں اور بعض اوقات صرف ہدایات ہی دیتے ہیں۔ جماعتی ایڈمنسٹریشن کے خطوط اور اہم فیصلوں کے خطوط لفظاً لفظاً لکھواتے ہیں۔

ایسے خطوط جن میں مشورے کے لئے لکھا ہو یا دوائی کے متعلق تحریر ہو اُن کا جواب بھی خود لکھواتے ہیں۔ ان کے علاوہ دُعائیہ خطوط سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر اگر خاص ہدایت دینی ہو تو خط کے کنارے پر لکھ دیتے ہیں اور دُعائیہ خطوط کے جواب کے لئے کئی لوگ مقرر ہیں۔ ربوہ میں یہ کام دفتری طور پر ہوتا تھا لیکن یہاں والنٹیرز ہیں جو جواب دیتے ہیں۔

ان سب خطوط کا پڑھنا واقعی ایک اہم کام ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ وہ وقت میں برکت ڈالتا ہے۔ ویسے جب بھی مَیں نے دیکھا، صبح شام اور دوپہر ہر وقت حضور کے ہاتھ میں خطوط کا پلندہ ہوتا ہے۔ سفر میں کار میں بیٹھے ہوئے یا ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہوں خطوط ساتھ ہوتے ہیں لنڈن سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) آتے جاتے خطوط اور سیکرٹری ساتھ ہوتے ہیں اور جواب بھی ساتھ ساتھ لکھواتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ شام کو سونے سے قبل اہم خطوط پڑھتے ہیں۔

سوال نمبر ۴ کے سلسلہ میں اتنا ہی کافی ہے کہ ہر اچھی پکی ہوئی چیز پسند ہے۔ خوش ذائقہ ہو بس۔ کبھی کبھار مچھلی پکوانے کے لئے کہہ دیتے ہیں۔ صبح ناشتہ خود تیار کرتے ہیں۔ یہ عادت حضور کی ہمیشہ سے ہے اور خلافت کے بعد بھی قائم ہے۔

کھانا پکوانے اور گھریلو کاموں میں پوری دلچسپی لیتے ہیں بلکہ اگر یوں کہوں ہر بات کا خیال رکھتے ہیں تو زیادہ صحیح ہوگا اور کپڑے اپنے لئے خود ہی پسند فرماتے ہیں۔

آپ کا سوال نمبر ۳ اور ۷ تو آپس میں مربوط ہیں۔ کیونکہ مطالعہ ہی درحقیقت حضور کے لئے RELEXATION کا دوسرا نام ہے۔ علمی اور سائنسی رسالے مطالعے میں رہتے ہیں۔ اور رہا یہ سوال کہ جماعتی طور پر ہر ذہن میں اُٹھنے والے سوالوں کا جواب کیسے خطبہ جمعہ میں آجاتا ہے۔ یہ تو عزیزہ ایسے ہے کہ روزانہ ایسے خطوط آتے ہیں جن میں سارے مسائل اور سوالات کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ ملاقاتی بھی ان باتوں کا ذکر کردیتے ہیں۔ اس طرح حضور ہماری مشکلات اور مسائل سے باخبر رہتے ہیں۔ ویسے مربیان سلسلہ بھی جماعت کے احباب کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات و مسائل سے حضور کو باخبر رکھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کا مددگار ہو اور دین متین کی خدمت کی اعلیٰ سے اعلیٰ توفیق عطا فرمائے۔

جماعتِ احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ یہی دین ہے جو صلاحیت رکھتا ہے کہ آج تمام اقوامِ عالَم کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور توحید کی لڑی میں پرو دے۔ پس مَیں اِس اہم اور مُبارک موقعہ پر بحیثیتِ امام جماعت احمدیہ عالمگیر رُوئے زمین پر بسنے والے اپنے تمام انسان بھائیوں کو اسی دینِ امن اور دینِ توحید کی طرف دِل کی گہرائی اور پُرخلوص جذبۂ اخوت کے ساتھ بُلاتا ہُوں۔ ہر چند کہ احمدیت بادیٔ النظر میں ابھی ایک ایسی قوت کے طور پر نہیں اُبھری جو ایک عالمی انقلاب برپا کرنے کی قدرت رکھتی ہو۔ لیکن ہر صاحبِ بصیرت یہ تسلیم کرنے پر مجبُور ہوگا کہ گزشتہ ایک سَو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجُود اِس جماعت کی حیرت انگیز عالمی ترقی کوئی ایسا معمُولی واقعہ نہیں جسے نظر انداز کیا جاسکے —— اِس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ خُدا تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے ۱۲۰ ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے۔ اور اس کی ترقی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور اِس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رُونما ہو رہا ہے، جس کا ایک سَو سال پہلے انسانی تخمینوں کے لحاظ سے کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پس یقیناً وہ خُدا کی ہی آواز تھی جس نے اِس جماعت کے مُستقبل کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ان الفاظ میں خبر دی :-

"مَیں اپنی چمکار دِکھلاؤں گا۔ اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خُدا اُسے قبُول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا"....... "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

نئی صدی ـــ نئی ذمّہ داریاں

محترمہ بشریٰ داؤد

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ فرماتے ہیں۔

اگر کوئی مر کر واپس آسکتا تو وہ دو تین صدیوں کے بعد دیکھ لیتا کہ سارہی دنیا احمدی قوم سے اس پڑ ہے جس طرح سمندر قطرات سے پُر ہوتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ایک)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں۔

مامور من اللہ کا وجود ایک حجۃ اللہ ہوتا ہے اس کی جماعت بڑھتی جاتی ہے اور اس کے مخالف کے دن کم ہوتے جاتے ہیں (خطبہ جمعہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۱ء)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں،

جب سو سال کا زمانہ پورا ہو جائے گا اس وقت جماعت کا فرض ہوگا کہ عظیم الشان جوبلی منائے اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھ لیں گے جب ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے۔

خطبہ جمعہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۸ء

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث فرماتے ہیں،

احمدیت کی اگلی صدی غلبۂ (دین حق۔ ناقل) کی صدی ہوگی۔

قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کا ارشاد ہے۔

میں خوش خبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظّارہ دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے ہموار میدانوں کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں گے اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے ان کی چھاتی کے اوپر سے گزرتے چلے جائیں گے۔

خطبہ جمعہ ۷ مارچ ۱۹۸۰ء

مادی ترقیات کے لحاظ سے آج کا دور انتہائی عروج کا زمانہ ہے سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کرنے والوں نے 'بزعم خود' خود کو وقت کا خدا سمجھ لیا ہے۔ بے تحاشا تسخیر کے عمل نے ایک طرف دہریت کی دلدل پیدا کردی اور دوسری طرف شرک کے گرداب بنا دیئے۔ جس کا لازمی نتیجہ مشین کی حکمرانی اور انسانیت کی تذلیل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ تہذیب و تمدن کا مفہوم بدل گیا۔ صنعتی انقلابات جنم لینے لگے۔ بشریت کی قدر و منزلت کم ہوتی گئی۔ چونکہ ترقیات کے مفہوم کو غلط سمجھا گیا۔ اس لئے انسانی اقدار کی حفاظت کی اہمیت معدوم ہوتی گئی۔

انسانی پیدائش کی غرض کیا ہے اور کسی قسم کی ترقی کو انسانی معراج کہا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۔

یعنی انسانی ترقی اس میں ہے کہ وہ عبادت کرے اپنے معبود کو پہچانے اُس کا ہر فعل خدا تعالےٰ کی رضا چاہنے کے لئے ہو۔ وہ کائنات پر تدبر کرے اور اس کے سربستہ رازوں کا انکشاف اُسے خالق حقیقی سے متعارف کرواتا چلا جائے۔ اور اُس کی بے کراں قدرتوں کا مطالعہ و مشاہدہ حمد و شکر کے جذبات پیدا کرے۔ یہ مقصدِ تخلیق انس و جاں موجودہ دور کے مشرکانہ ملحدانہ اور کافرانہ نظریۂ ہائے فکر کے لئے اس وجہ سے قابلِ قبول نہیں ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے سامنے قرآنی سچائیوں کا مظہر کوئی مثالی معاشرہ بطور نمونہ موجود نہیں۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو گمراہی میں بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑتا۔ اُس نے اپنی سُنّت لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کے مطابق زمانۂ حال کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کو نشاۃ دین حق کے لئے بھیجا۔ اس توسط سے ہر احمدی کا یہ فرض اولین ہو جاتا ہے کہ وہ انسانیت کو طاغوتی قوتوں کے جال سے نکال کر توحید خالص کے دامن سے وابستہ کردے۔ اس کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اپنے گردوپیش کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں سے ہوشیار رہیں تاکہ ان سے اپنا دامن بھی محفوظ رکھ سکیں اور معاشرے کو بھی ان سے پاک کرنے کی تدابیر کریں۔

خدائے واحد و توانا سے ناواقفیت خودسری کو جنم دیتی ہے۔ جس سے تکبر خودپسندی اور جاہ طلبی وجود میں آکر انسانوں کو چھوٹے بڑے کی تباہ کن تقسیم میں بانٹ دیتے ہیں۔ ایک فرد دوسرے فرد کو کمتر جانتا ہے اور تمسخر و تضحیک کا نشانہ بناتا ہے۔ ایک کی ترقی دوسرے کے لئے دُکھ کا باعث ہو جاتی ہے۔ عداوت حسد، غیبت، چغلی، الزام تراشی اسی کے شاخسانے ہیں جس سے اتحاد و یکجہتی پر کاری ضرب لگتی ہے۔ افتراق اور منافقت جنم لیتے ہیں۔ کردار کی بیماریوں میں بڑا ہاتھ دورِ حاضر کی اسی قباحتوں کا بھی ہے جن سے خیالات گندے ہوتے ہیں۔ فحش لٹریچر، مخرب اخلاق فلمیں، بُری صحبت اور آوارگی زہر کی طرح رگ و پے میں اُترتی ہے جس سے نشہ، قمار بازی، چوری، ڈاکے، اغوا، قتل اور دوسرے کی محنت کی کمائی پر ناجائز طریقوں سے قابض ہو جانے میں کوئی شرم نہیں رہتی۔ بیمار اور مسموم ذہن و جسم قوم میں بُزدلی، مایوسی اور ناامیدی پیدا کرتے ہیں۔ اور ان کی افزائش سے قومی خودکشی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

ایک سچے اور کھرے احمدی کا فرض ہے کہ معاشرے سے ان برائیوں کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے شدید دفاع کرے۔ قوتِ مدافعت نیک پاک افراد کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ جن کے جیتے جاگتے نمونے خدا تعالےٰ سے تعلق استوار کرنے میں معاون بنتے ہیں۔ عبادات روح کی غذا کا کام کرتی ہیں۔ نماز سیکھنے سمجھنے اور قائم رکھنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔ نماز کے قیام سے اس احساس میں مسلسل اضافہ ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ احساس ہر بُرائی سے ڈھال بن جاتا ہے۔ برائی سے نفرت اور توبہ و استغفار سے گناہ کی گرد جھڑتی ہے اور آئینہ دل اس قدر اُجلا ہو جاتا ہے جو قرآن سمجھ سکے۔ اُسوۂ حسنہ منعکس کرسکے اور خدائی انوار سے روشن تر ہوسکے۔ ہمارے پاس امام ہائے وقت نعمت غیر مترقبہ ہیں جن کے روح پرور خطبے بروقت حالات و ضروریات کے مطابق ٹھوس معلومات مہیا کرتے ہیں اور بیماریوں سے مدافعت کے طریقے سمجھا سمجھا کر روحانی ترقیات کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ ایسی شمعیں خود بھی روشن رہتی ہیں اور اپنے ماحول کو بھی منور کرتی ہیں۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم زندہ خدا کے زندہ تعلق کا زندہ نمونہ بنیں۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے فرمایا کہ کامل عشق کامل محبت اور کامل خوف سے پیدا ہوتا ہے۔ کامل محبت کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا بغور مطالعہ کریں۔ پھر ان رنگوں سے اپنی زندگی کو رنگین کریں۔

جیسے اللہ تعالےٰ رحمٰن ہے۔ بن مانگے دینے والا۔ اسی طرح ہم بھی انسانیت کے کامل نمونہ حضرت نبی اکرمؐ کی زندگی سے سبق لیتے ہوئے ضرورتمند کو مانگنے کی مہلت نہ دیں۔ اس سے پہلے ہی اس کا حق ادا کردیں۔ اگر اس طرح

ضرورتیں پوری ہونے لگیں اور معاشرے میں لینے والوں کے بجائے دینے والے پیدا ہونے لگیں۔ تو لوٹ کھسوٹ کا بازار خود بخود ٹھنڈا پڑ جائے گا۔

ہمارا خدا رحیم ہے۔ سچّی محنت کو ضائع نہ کرنے والا۔ اگر ہم یہ رنگ اختیار کر لیں۔ تو عدل کا وہ نظام قائم ہوگا۔ جو قرونِ اُولیٰ کے دور کی داستانوں کو زندگی دے گا۔ مزدور کی مزدوری۔ محنت کش کی جفاکشی۔ دہقان کی عرق ریزی کا اجر ضائع نہ ہوگا۔ اور یوں استحصال کرنے والے ناپید اور حقوق غصب کرنے والے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ اور معاشرتی سکون قائم ہوگا۔

میرا آقا و مولا رب العالمین ہے۔ اگر ہم صفتِ ربوبیت سے حصّہ لیتے ہوئے ہر اس انسان کو جو ہمارے زیرِ سایہ ہے۔ مثلاً اولاد، بہن بھائی کمزور رشتہ دار، پڑوسی۔ ملازم معاشرے کے غریب افراد ان کی جائز ضروریات کو اپنی حیثیت کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی تربیت۔ اچھے کاموں پر انعام۔ ان پر احسان کا سلوک روا رکھیں۔ کمزوروں پر مہربانی کریں۔ تو یقیناً ہم اپنے گرد و پیش کو جنّت بنا لیں گے۔

اسی غرض کے لئے ہمارے آقا سیّدنا و امامنا حضرت محمد مصطفےٰ مبعوث ہوئے اور آپ کے اخلاق جو الٰہی صفات سے رنگین تھے۔ آج اُنہی الٰہی صفاتؐ کو احمدیت زندہ کر رہی ہے۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دنیاوی نظام احتساب کی جگہ الٰہی نظامِ احتساب کو انسانی ذہنوں اور دلوں میں قائم کر دیں۔ اور یہی وہ کامل خوف ہے جو کامل عشق کو جنم دیتا ہے۔ اگر ہم عالم الغیب اور علیم خدا کے بندے بنیں تو نیتوں کا فساد پیدا ہی نہ ہو۔ اگر ہم اپنے خدا کو قدیر و بصیر جانیں تو غلطیاں ہی سرزد نہ ہوں۔ گناہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ غفور و سمیع یقین کریں۔ تو دُعاؤں اور التجاؤں سے اس کے آستانے کو ہلا دیں۔ اگر مالکِ یوم الدین تصور کریں۔ تو ہماری ہستی آنسوؤں کے سیلاب میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے بہہ جائے۔

ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم جس پاک اور توحید خالص کے معاشرے کی بنیاد حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ڈالی اور آپ کے بعد جسے آپ کے روحانی فرزند نے دوبارہ زندہ کیا۔ جس کو قائم رکھنے کے لئے آپ کے اصحاب اور آپ کے مقدس جانشین اور موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بیش بہا قربانیاں دیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ مشکلات اور مصائب کے طوفان ہمارے عزائم کو اور مستحکم کریں۔ ہمارے اعمال سے پتہ چلے کہ ہم ہر لحظہ عشقِ خداوندی میں آگے بڑھے۔ کوئی مہیب سے مہیب طوفان بھی ہمیں سرورِ دوجہاں کی محبت سے باز نہ رکھے۔ گھروں کو جلنے لُٹنے تباہ ہونے دیں، اولاد کو قربان کر دیں۔ نوکریاں ملازمتیں تجارتیں مالی فوائد سب تج دیں۔ اسیری مقدر ہے تو اسی کو انعام سمجھیں کیونکہ یہ کمزوری اور بے بسی ہم میں۔ عزم، قناعت، حوصلہ، ایثار و قربانی، استقلال اور جرأت پیدا کرے گی۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو قوموں کی سربلندی کی ضمانت ہوتے ہیں اور چکّی میں پسنے جانے کے بعد ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جو سر جھکانا سیکھ جاتے ہیں اُنہیں خدا تعالےٰ لازماً سربلند کرتا ہے۔ یہ سربلندی چٹانوں کی مضبوطی عطا کرتی ہے مگر رحم دلی عجز، انکسار، ہمدردی اور فروتنی خدا تعالےٰ کے عرش سے رحمت کے فرشتوں کو مددگار بنا دیتی ہے۔ ہم سے پہلوں کے ساتھ بھی یہ ہوتا آیا ہے مگر ہر حالت میں مخلوقِ خدا کے لئے ماؤں سے بڑھ کر شفقت کا سلوک کیا ہے۔ ہم نے بھی یہ ورثہ آئندہ نسلوں میں منتقل کرنا ہے۔ تاکہ ہماری اولاد اس نیک ورثہ کی وجہ سے سادہ زندگی سادہ غذا۔ سادہ طرزِ معاشرت کی عادی ہو۔ ہماری مالی قربانیاں۔ ہمارے جذبات۔ احساسات و خواہشات کی قربانیوں سے رنگین ہوں۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچّوں کو قرآنی علوم کا محافظ۔ اس کی پیشگوئیوں پر صداقت کی مہر ثبت کرنے والے۔ اس کے ذریعہ دُنیاوی ترقیات کے زینے طے کرنے والے وجود بنائیں۔ جو نہ صرف خدا تعالےٰ کی عظمت کے پاسبان ہوں۔ بلکہ آنحضرتؐ کی اُمت ہونے کا بھی حق ادا کر سکیں۔

ہماری ذمّہ داری ہے کہ آج کے دور کے انسان کو مادیت کے کرب سے نکال کر روحانیت کی جنّت میں بسا دیں۔ اس کے لئے ہم میں سے ہر فرد کو تبلیغ کے میدان میں نکلنا ہوگا۔ زمین کو ہموار۔ چٹانوں کو نرم کرنا ہوگا۔

ان تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے ہمیں اپنے وجود پر ایک موت وارد کرنی ہوگی۔ ایسی موت جس سے اسلام کو زندگی ملے۔ ہمیں اپنی ہستی کو نیستی میں بدلنا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے کیا خوب فرمایا۔ جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا۔ اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما۔ اور اسی سے ہمیں ہمارے خدا اور آقاؐ کے غلام کا پیار نصیب ہوگا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

آمین یا رب العالمین۔

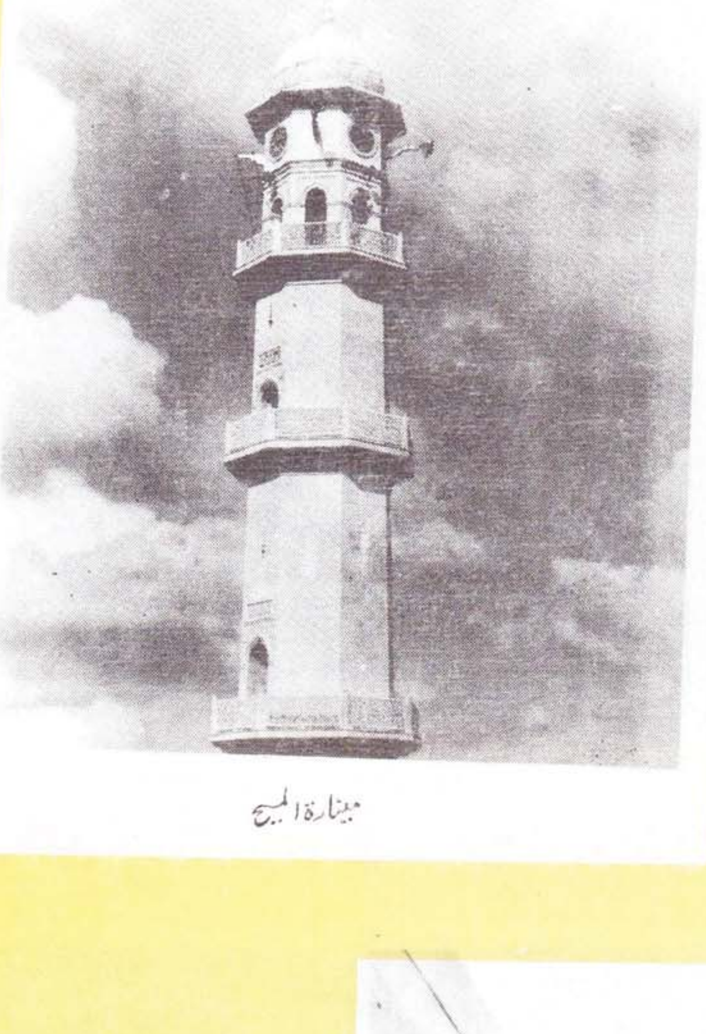

مینارۃ المسیح

۱۹۶۵ء میں، قومی دفاعی فنڈ میں محترمہ جمیلہ عرفانی اور بیگم ایم اے خورشید اسٹیٹ بنک کے مینجر کو چیک پیش کرتے ہوئے۔

الاحمدیہ ہال کراچی

بیت الفضل ، لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
صد سالہ احمدیہ جشن کے موقعہ پر
۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو بیت الفضل لندن میں
لوائے احمدیت لہرا رہے ہیں۔

بیت الہدیٰ
سڈنی آسٹریلیا

اس کا افتتاح
حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ تعالیٰ
نے جولائی ۱۹۸۹ء میں
فرمایا۔ اس بیت الہدیٰ
کا گنبد فائبر گلاس کے
کام سے لجنہ اماء اللہ
آسٹریلیا نے تیار کیا۔

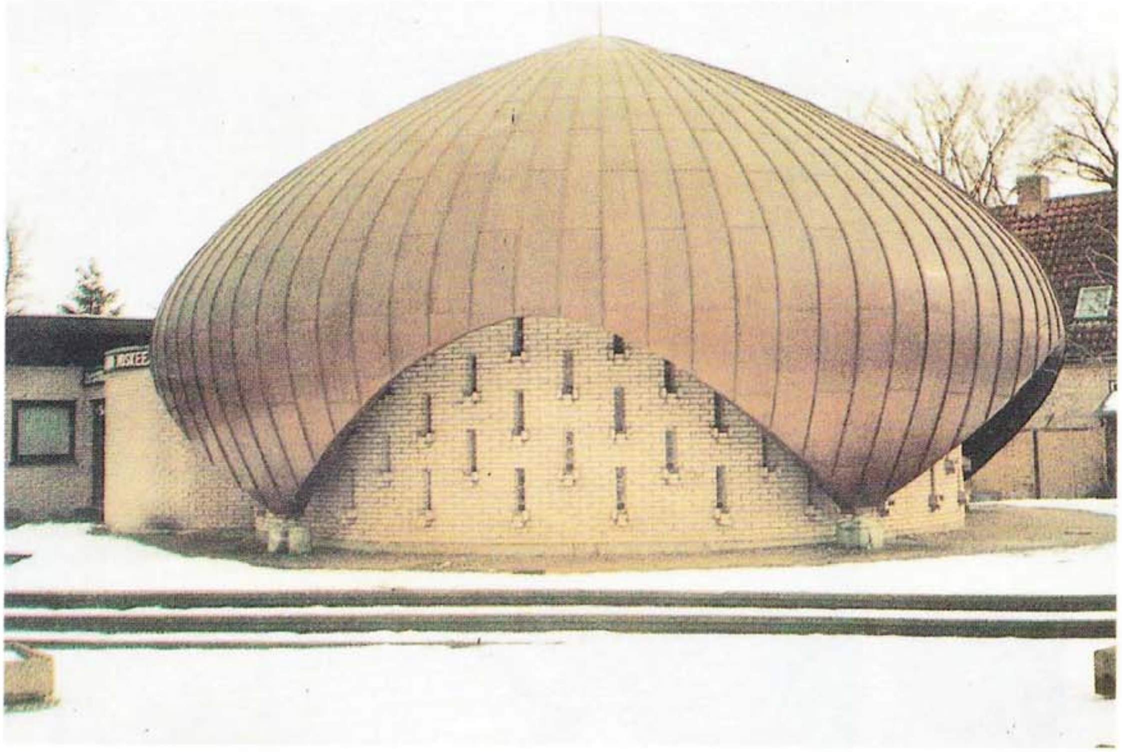

بیت نصرت جہاں، کوپن ہیگن (ڈنمارک)

بیت المبارک، ہیگ (ہالینڈ)

لجنہ کے چندہ سے تعمیر شدہ بیوت

جلسہ سالانہ کراچی منعقدہ ۲۹؍دسمبر ۱۹۸۹ء
کے چند دلکش مناظر

کراچی میں حضور مجلسِ عرفان سے خطاب فرما رہے ہیں
محترم چودھری احمد مختار صاحب ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

مقام ظہور قدرت ثانیہ ، قادیان

دارالصدر کراچی

چراغاں بر موقع صد سالہ جشنِ تشکر

بیت الحمد مارٹن روڈ

مطبوعات شعبہ اشاعت لجنہ کراچی

دفتر لجنہ کے دو مناظر

لجنہ گیلری احمدیہ ہال

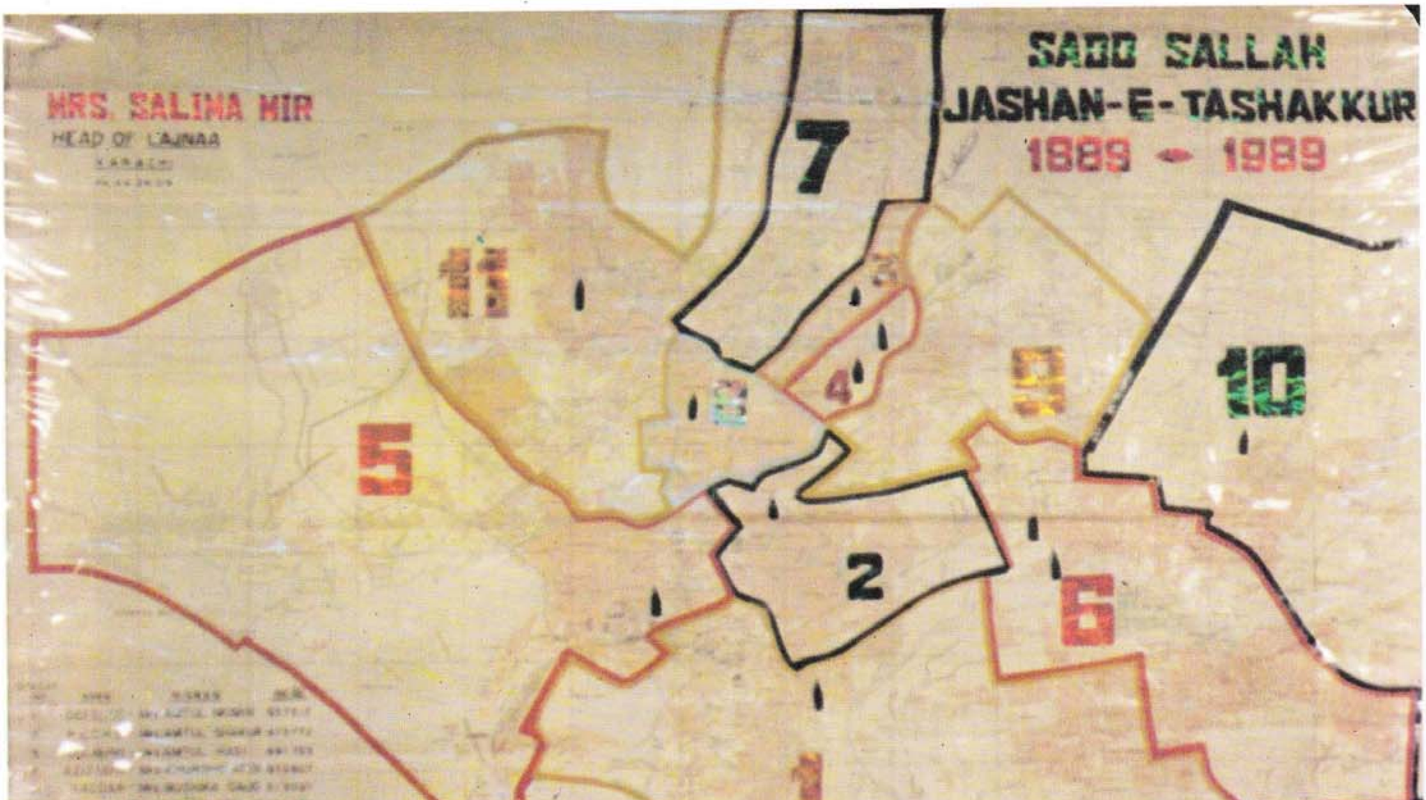

نقشہ قیادت ہائے ضلع کراچی

آٹوگراف بُک

AUTOGRAPH BOOK

چند اکابرینِ سلسلہ کے دستخط

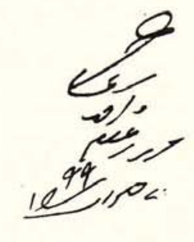

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود

Hazrat Mirza Ghulam Ahmed The Promised Messiah

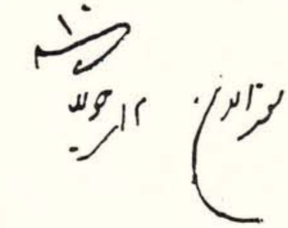

حضرت حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل

Hazrat Hakim Nooruddin Khalifatul Masih I

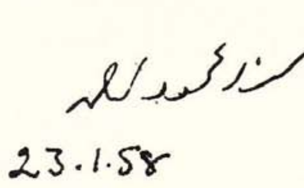

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmed Khalifatul Masih II

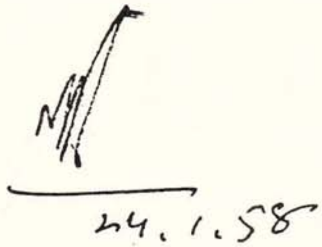

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث

Hazrat Mirza Nasir Ahmed Khalifatul Masih III

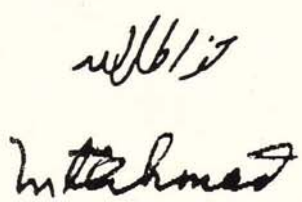

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

Hazrat Mirza Tahir Ahmed Khalifatul Masih IV

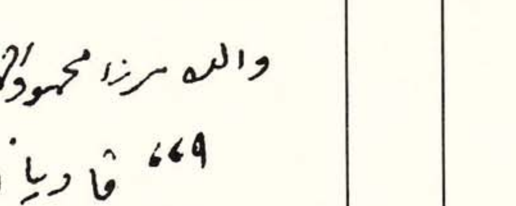

حضرت نصرت جہاں بیگم

Hazrat Nusrat Jahan Begum

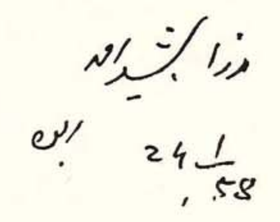

حضرت مرزا بشیر احمد

Hazrat Mirza Bashir Ahmed

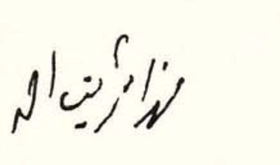

حضرت مرزا شریف احمد

Hazrat Mirza Sharif Ahmed

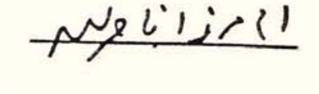	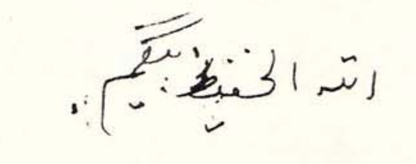	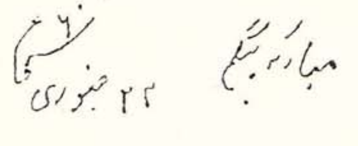
حضرت محمودہ بیگم اُمِّ ناصر Hazrat Mehmooda Begum Ume Nasir	حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم Hazrat Nawab Amtul Hafiz Begum	حضرت نواب مبارکہ بیگم Hazrat Nawab Mubarika Begum
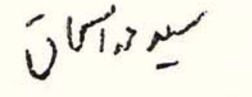	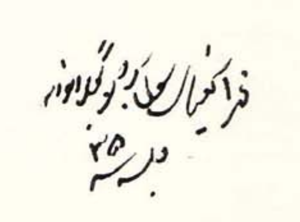	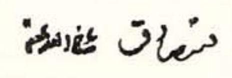
حضرت میر محمد اسحاق Hazrat Meer Mohammad Ishaq	حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل Hazrat Dr. Meer Mohammad Ismail	حضرت مفتی محمد صادق Hazrat Mufti Mohammad Sadiq
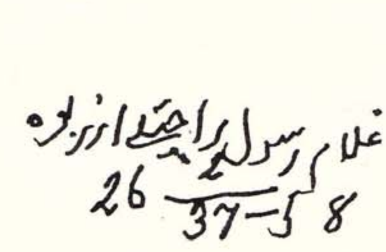	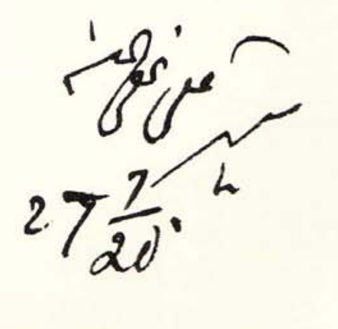	
حضرت مولانا غلام رسول راجیکی Hazrat Molana Ghulam Rasool Rajeki	حضرت مولوی شیر علی Hazrat Molvi Sher Ali	حضرت مولانا محمد سرور شاہ Hazrat Molana Mohammad Sarwar Shah
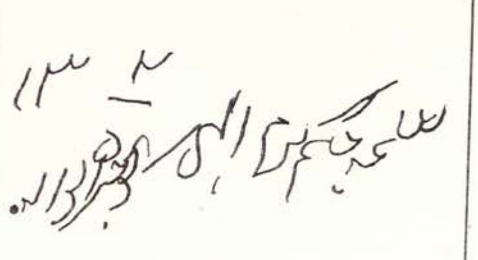	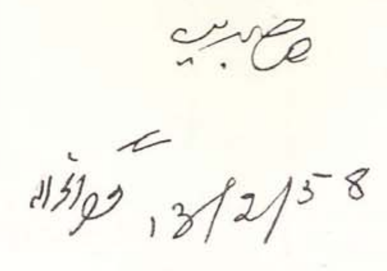	
حضرت حکیم کرم الٰہی Hazrat Hakim Karam Ilahi	حضرت شیخ صاحب دین Hazrat Sheikh Sahib Din	حضرت مولانا محمد دین Hazrat Molana Mohammad Din

ولی اللہ ۱-۳-۵۲	محمد حسین مربی بیعت ۱۹۰۲ گوجرانوالہ 22-5-64	Zafrullakhan ظفراللہ خان 23.1.58.
حضرت ولی اللہ شاہ	حضرت مولوی محمد حسین	حضرت سر چوہدری ظفراللہ خاں
Hazrat Wali Ullah Shah	Hazrat Molvi Mohammad Hussain	Hazrat Sir Choudhary Zafarullah Khan
محمد ابراہیم بقاپوری 1.3.58	خاکسار مختار احمد عفا اللہ عنہ ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء	عبدالغنی خان کرک 29.4.60
حضرت محمد ابراہیم بقاپوری	حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری	حضرت عبدالغنی خان کرک
Hazrat Mohammad Ibrahim Baqapuri	Hazrat Hafiz Mukhtar Ahmed Shah Jahanpuri	Hazrat Abdul Ghani Khan Karrak
ثناء اللہ	عبدالصمد	تاج دین 24/4/...
حضرت ثناء اللہ	حضرت حکیم عبدالصمد	حضرت بابو تاج دین
Hazrat Sana Ullah	Hazrat Hakim Abdul Samad	Hazrat Babu Taj Din
عبدالرحمان ... 11 4/62	عبدالرحیم درد	عبداللہ الہ دین
حضرت عبدالرحمان جٹ	حضرت عبدالرحیم درد	حضرت عبداللہ الہ دین
Hazrat Abdur Rehman Jat	Hazrat Abdur Raheem Dard	Hazrat Abdullah Allah Din

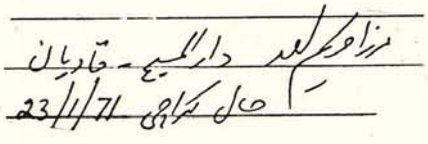

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد

Sahibzada Mirza Wasim Ahmed

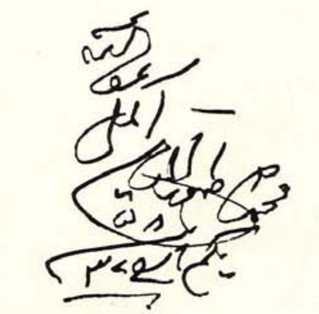

حضرت محمد ظہور الدین اکمل

Hazrat Mohammad Zahoor uddin Akmal

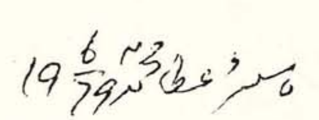

حضرت ماسٹر عطا محمد

Master Ata Mohammad

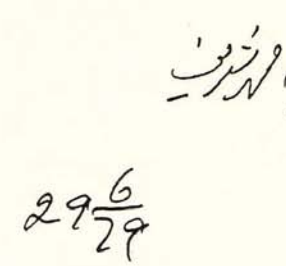

خواجہ محمد شریف صاحب

Khuaja Mohammad Sharif

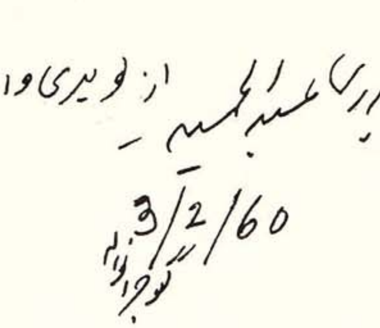

حضرت چوہدری عبد الحمید

Hazrat Choudhary Abdul Hameed

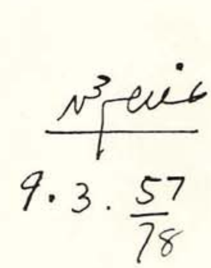

حضرت غلام محمد

Hazrat Ghulam Mohammad

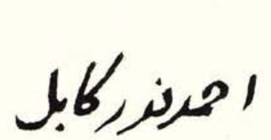

حضرت احمد نور کابلی

Hazrat Ahmed Noor Kabuli

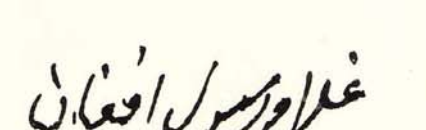

حضرت غلام رسول افغان

Hazrat Ghulam Rasool Afghan

بقیہ محسنات

نور جہاں بیگ صاحبہ
مسعودہ خانم صاحبہ
امت الحئی والدہ امتہ الرب صاحبہ
بشریٰ محمود صاحبہ
شوکت سلطان محمود انور صاحبہ
صفیہ سیال صاحبہ
فہیدہ بیگم صاحبہ
ممتاز حکیم صاحبہ
نسیم سعید صاحبہ
سیدہ بیگم عمر علی صاحبہ
زبیدہ بیگم خلیل احمد مونگھیری
کلثوم بیگم عبد الرحیم مدہوش رحمانی
مسعودہ بی احمد صاحبہ
صادقہ شرما صاحبہ
محفوظہ وقار صاحبہ
حبیبہ قدسیہ صاحبہ
گلزار بیگم آفتاب بسمل
امتہ الہادی رشید الدین صاحبہ
بیگم عبد الحمید صاحبہ
حمیدہ اختر بیگم اے آر سلیم
امتہ اللہ اشرف صاحبہ
امتہ الوحید خالدہ صاحبہ
ناصرہ مختار صاحبہ
سعیدہ ہاشمی صاحبہ
امتہ النعیم رانا صاحبہ
برکت ناصر صاحبہ
صغریٰ بیگم قدسیہ صاحبہ
ڈاکٹر محمودہ نذیر صاحبہ
امتہ الرشید عزیز صاحبہ
امتہ الرشید فاروقی صاحبہ
آمنہ بائی ، سرور جان ، معصومہ بیگم
رؤفہ بیگم ، حمید النساء بیگم مولوی عبد المجید
مریم عثمان صاحبہ
امتہ اللہ مرزا رفیق احمد صاحبہ

حضرت امّاں جان

محترمہ طاہرہ بیگم اشرف ناصر صاحب

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا

دُنیا میں عالمگیر روحانی نظام کے قیام اور امامِ آخر الزماں کے لائے ہوئے انوارِ آسمانی کو جہاں بھر میں پھیلانے کے لئے یہ تقدیرِ خداوندی تھی کہ ہندوستان کے صوفی مرتاض اور ولیٔ کامل خواجہ محمد ناصر صاحب (۱۶۹۳ء۔۱۷۵۸ء) کی نسل سے ایک پاک خاتون مہدی موعود کے عقد زوجیت میں آئے گی۔ آپ نے ایک مکاشفہ میں دیکھا تھا کہ روحِ حسنؓ نے فرمایا۔

"نانا جان نے مجھے خاص اس لئے تیرے پاس بھیجا تھا کہ میں تجھے معرفت اور ولایت سے مالا مال کردوں یہ ایک نعمت تھی۔ جو خانوادۂ نبوت نے تیرے واسطے محفوظ رکھی تھی اس کی ابتدا تجھ پر ہوئی ہے اور انجام اس کا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا۔"

(میخانۂ درد صفحہ ۲۵)

سو جب اس موعود نعمت کے عطا ہونے کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو بار بار اطلاع دی کہ ہم تیرے آباؤ اجداد کے سلسلے کو منقطع کر کے تجھ سے ایک نئی نسل اور نئے خاندان کی ابتدا کرنے والے ہیں نیز آپ کو قبل از وقت یہ بھی بتا دیا گیا کہ آپ کی یہ دوسری شادی دِلّی کے ایک مشہور سادات خاندان میں مقدر ہے۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی اس دوسری شادی کا خدائی سامان اس طرح ہوا۔ کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب ۱۸۷۶ء سے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ارادتمندوں میں شامل اور آپ کی خدا نما شخصیت کے مدّاح تھے۔ ایک دفعہ جذبات عقیدت میں چند امور کے لئے آپ (آپ پر سلامتی ہو) کی خدمت میں دعا کی غرض سے ایک خط لکھا جس میں ایک امر یہ بھی تھا کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے نیک اور صالح داماد عطا فرمائے۔

جب حضرت میر صاحب کا یہ خط پہنچا تو حضور نے خداداد فراست سے درخواستِ دُعا کو خدائی اشارہ پا کر انہیں جواب دیا کہ تعلق میرا اپنی پہلی بیوی سے عملاً منقطع ہے اور میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا کہ تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات کے معزز خاندان میں سے زوجہ عطا کروں گا۔

. . . . . . حضرت میر صاحب عمر کے تفاوت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہے اور ان کی بیٹی کی عمر سترہ اٹھارہ سال گہرے فکر میں پڑ گئے اور کچھ تامّل کیا۔ بایں ہمہ خدا نے یہ تصرف کیا کہ حضرت کی نیکی اور نیک مزاجی کے سبب آپ نے دل میں یہ پختہ فیصلہ کر لیا کہ اسی نیک مرد سے اپنی دُختر نیک اختر کا رشتہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت نانی اماں سے مشورہ کے بعد رضامندی ظاہر کر دی۔ ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ صد روپیہ حق مہر پر نکاح پڑھا یہ تقریب اسلامی تمدن و معاشرت کی روشنی میں نہایت سادہ اور پُر وقار طریق پر انجام دی گئی۔ آپ کوئی زیور کپڑا ساتھ لے کر نہیں گئے۔

صرف اڑھائی سو کی رقم حضرت میر صاحب کے حوالہ کر دی کہ جو چاہیں بنوالیں۔

نکاح کے بعد رُخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ قادیان میں دُلہن کے لئے زبان، طرزِ معاشرت اور ماحول بالکل نئے تھے پھر کہاں دِلّی جیسا بارونق شاندار، وسیع اور تاریخی شہر اور کہاں دُنیا کی آبادی سے دور ایک گمنام سا گاؤں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا بیان ہے کہ رات کے وقت

قادیان آئیں۔ کمرے میں ایک کھری چارپائی پڑی تھی جس کی پائنتی پر ایک کپڑا پڑا تھا۔ اس پر تھکی ہاری جو پڑیں تو صبح ہو گئی۔

یہ اس زمانہ کی ملکۂ دو جہان کا بستر عروسی تھا اور سسرال کے گھر میں پہلی رات تھی۔ مگر خدا کی رحمت کے فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اے کھری چارپائی پر سونے والی پہلے دن کی دُلہن! دیکھو تو سہی! دوجہان کی نعمتیں ہونگی اور تو ہوگی بلکہ ایک دن تاجِ شاہی تیرے قدموں سے لگے ہوں گے انشاء اللہ۔

اگلی صبح حضور نے ایک خادمہ کو بلوایا اور گھر میں سب آرام کا بندوبست کر دیا۔

۱۸۸۶ء میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو یہ جانفزا بشارت دی کہ تیرا گھر برکت سے بھر دوں گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

چنانچہ اس وعدہ کے مطابق حضرت سیدہ نُصرت جہاں بیگم صاحبہ کے ذریعہ سے ایک مبارک نسل کا آغاز ہوا اور آپ کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) حضرت بیگم صاحبہ کو شعائر اللہ میں سے سمجھ کر ان کی بڑی خاطر داری کرتے پسند ناپسند کا خیال رکھتے۔ تحائف دیتے۔ آپ فرماتے ہیں "چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بُنیاد حمایت دینِ حق... کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان (خواجہ میر دردؒ) کی لڑکی میرے نکاح میں لائے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نُوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دُنیا میں پھیلائے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندانوں کی ماں ہوگی اس کا نام نُصرت جہاں بیگم ہے یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بُنیاد ڈالی ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی عادت ہے۔ کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔ (تریاق القلوب نمبر ۶۵، ۶۶)

حضرت اماں جان ۱۸ سال کی عمر میں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قادیان آئیں۔ انہی ایّام میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو ماموریت کے الہام ہوتے تھے۔ اس طرح تمام زمانۂ ماموریت کے نشیب و فراز اور سرد و گرم میں استقلال سے آپ کی ہمدم و رفیق رہیں۔ حضرت کے ہر دعویٰ اور ہر بات پر غیر متزلزل ایمان لائیں۔ سخت بیماریوں اور اضطراب کے وقتوں میں جیسا اعتماد انہیں حضرت مسیح موعود کی دُعا پر تھا کسی چیز پر نہ تھا وہ ہر بات میں حضرت مسیح موعود کو صادق و مصدوق مانتی تھیں۔ آپ کا نمایاں ترین وصف عبادت میں شغف تھا۔ نماز تہجد اور نماز ضحیٰ کی پابندی کے ساتھ کثرت سے نوافل ادا فرماتیں جماعت اور دینِ حق کی سربلندی کے لئے سوز و گداز سے دُعائیں کرتیں۔ اواخر عمر میں آپ نے فرمایا "اب اُس زور کی دُعا کمزوری کے سبب سے مجھ سے نہیں ہو سکتی جس میں میری طاقت بہت خرچ ہوتی تھی" نماز آپ بے حد خشوع و خضوع سے ادا فرماتی تھیں اور اس کمزوری کے عالم میں آپ کے سجدوں کی طوالت دیکھ کر بعض وقت اپنی حالت پر سخت افسوس اور شرم معلوم ہوتی ہے۔"

(روایت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

آپ نے اپنی ساری اولاد کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تربیت فرمائی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم فرماتی ہیں۔ اصولِ تربیت میں میں نے اس عمر تک بہت مطالعہ خاص و عام لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ آپ نے دنیوی تعلیم نہیں پائی (بجز معمولی اُردو خواندگی کے) مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت کے ہیں ان کو دیکھ کر یہی سمجھا کہ خاص خدا کے فضل اور خدا کے مسیح کی تربیت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا۔

۱۔ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار کی شرم اور لاج ڈال دینا یہ آپ کا بڑا اصولِ تربیت ہے۔

۲۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت و غنا آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی ہیں کہ بچّہ میں یہ عادت ڈالو کہ یہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا باز آ جائے گا۔ اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں۔ کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی اُمید ہے۔

یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ہم والدین کی عدم موجودگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں بھی اُن کی منشاء کے خلاف کر سکتے ہیں۔

حضرت اماں جان ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچّے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا تھا۔ بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رُعب تھا ہم بہ نسبت

آپ کے حضرت مسیح موعود سے دُنیا کے عام قاعدہ کے خلاف بہت زیادہ بے تکلف تھے۔

بچوں کی تربیت کے بارہ میں آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ۔ دوسرے اس کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود نے اپنے بعض اقرباء پر اتمام حجت کی غرض سے خدا تعالیٰ سے علم پاکر محمدی بیگم والی پیشگوئی فرمائی تو ایک دن حضرت مسیح موعود نے دیکھا کہ حضرت اماں جان علیحدگی میں نماز پڑھ کر بڑی گریہ وزاری سے دُعا فرما رہی ہیں کہ

خدایا اس پیشگوئی کو اپنے فضل اور قدرت نمائی سے پورا فرما۔

جب دُعا سے فارغ ہوئیں تو حضور نے دریافت فرمایا کہ تم یہ دُعا کر رہی تھیں اور تم کو معلوم ہے کہ اس کے نتیجہ میں تم پر سوکن آتی ہے۔ حضرت اماں جان نے بے ساختہ فرمایا خواہ کچھ ہو۔ مجھے اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں۔ میری خوشی اسی میں ہے کہ خدا کے منہ کی بات پوری ہو۔ اور آپ کی پیشگوئی پوری ہو۔

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر آپ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔

جس پر حضرت اقدس کو الہام ہوا۔

کہ "خدا خوش ہو گیا"

جب یہ الہام حضرت سیّدہ کو سنایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے اس الہام سے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی۔

بیماروں کی عیادت کرنا اپنا فرض سمجھتیں۔ صدقہ و خیرات کبھی عیاں اور کبھی نہاں ہر طرح سے کرتیں جماعت کے پروگراموں کے لئے مال کی ضرورت ہوتی تو بے دریغ چندہ دیتیں۔ ہاتھ سے محنت کر کے بھی چندہ دیا اور قادیان کی خواتین میں محنت کی عظمت کا احساس پیدا کیا۔ بینارۃ المسیح کے لئے تحریک ہوئی تو اپنی جائیداد فروخت کر کے کل ضرورت کا ۱/۲ ادا کر دیا۔ تحریک جدید کا چندہ اوّل وقت ادا فرما دیا کرتیں۔

حضرت اماں جان بڑی مہمان نواز تھیں اپنے عزیزوں اور دوسرے لوگوں کو اکثر کھانے پر بلاتی رہتی تھیں اگر گھر میں کوئی خاص چیز پکتی تو عزیزوں کے گھروں میں بھجواتی تھیں۔

عید کے دن اپنے سارے خاندان کو اپنے پاس کھانے کی دعوت دیتی تھیں اور ہر ایک کی پسند کا خیال رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو مہمانوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے متکفل ہونے کا ذمہ لیا تھا۔ حقیقی مہمان نوازی کے لئے فطری طور پر مہمان نواز خاتون کو آپ کا شریکِ زندگی بنایا۔ آپ کا خوانِ نعمت اور خوانِ محبت جماعت کے ہر فرد کے لئے کشادہ تھا اس طرزِ عمل سے جماعت کا ہر فرد خود کو آپ کے خاندان کا ایک حصّہ تصور کرتا آپ بے تکلفی سے بغیر کسی امتیاز کے اپنے روحانی فرزندوں کے گھروں میں تشریف لے جاتیں۔ اور اُن کے دُکھ سکھ میں شرکت کرتیں۔ آپ کا گھر ہمیشہ یتامیٰ، مساکین اور بیوگان کی پناہ گاہ رہا۔ آپ ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھتیں اور عزیزوں کی طرح حسنِ سلوک کرتیں۔ یتیم بچوں سے اپنے بچوں کی طرح پیش آتیں اُنہیں جیب خرچ کے پیسے دیتیں۔ اپنے بچوں کے برابر کھانا کھلاتیں اور خود لباس تیار کروا کے دیتیں۔ موسم سرما میں لحاف تیار کروا کے ضرورت مندوں کو دیتیں۔

حضرت اماں جان کا لباس نہایت نفیس اور سادہ اور پردے کے لحاظ سے بہت مناسب ہوتا لمبی آستین کی قمیض پہنا کرتیں۔ آپ کا قلب غیر معمولی طور پر صاف اور وسیع تھا کسی کے لئے خواہ اُس سے کتنی تکلیف پہنچی ہو آپ کے دِل پر میل نہ آتا تھا۔ کان میں رنجیدہ بات کو اس صبر سے پی جاتی تھیں کہ حیرت ہوتی تھی اور ایسا برتاؤ کرتی تھیں کہ کسی دوسرے کو کبھی کسی بات کے دہرانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ شکوہ، چغلی، غیبت کسی بھی رنگ میں نہ کبھی آپ نے کیا نہ اس کو پسند کیا۔ (روایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا وصال ہوا۔ تو توکل علی اللہ، ایمان اور صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ اس وقت آپ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والا جملہ تھا۔ "اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑ چلے ہیں پر تو ہمیں نہ چھوڑیو"۔ بعد میں جب آپ کو کسی واقعہ یا ذکر سے حضرت مسیح پاک کی یاد آتی تو آپ فوراً قرآنِ پاک پڑھنے لگتیں۔

(روایت حضرت مولوی غلام نبی صاحب / کتاب عرفانی کبیر صفحہ ۵۳۹)

آپ ۲۰-۲۱ اپریل ۱۹۵۲ء ساڑھے گیارہ بجے شب ربوہ میں اسّی سال کی عمر میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

چُن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے میرے جاناں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رُسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

عورتوں کو ہمارے مُلک میں کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ مناظرِ قدرت ہیں ان کو جانے کی اجازت نہیں میرے نزدیک یہ گندہ طریق ہے۔ انسان اگر غور سے دیکھے اس قدر موقع تعلیم کا اس کو حاصل ہے عورتوں کو کہاں مگر بعض نادان چاہتے ہیں کہ ہمارے ہی جیسی عادات و عقل رکھنے والی عورتیں ہوں بھلا بلا تعلیم یہ [illegible] ہو سکتا ہے۔ وہ اعضاء میں بہت نازک ہوتی ہیں، دماغ اُن کا بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لیے جو بہت نازک چیز ہوتی ہے اس کے محفوظ رکھنے کے لیے بھی رحمت اور دُعا و احتیاط کی نہایت ضرورت ہے۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء
(خطباتِ نورؒ جلد دوم صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹)

چاہیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر ان ہی سے تعلقات اچھے نہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۸)

عورت اور مرد کے جوہر میں کوئی فرق نہیں، جیسی عورت کی فطرت اور خواہشات ہیں ایسے ہی مرد کی۔ اس لیے جیسے حقوق مرد کے ہیں ویسے عورت کو ملنے چاہئیں۔

(ازہار لذوات الخمار صفحہ ۴۵۱)

حضرت اماں جان کی سیرت پر بہت کچھ لکھا جا چُکا ہے اور آنے والے مؤرخ اس عظیم اور مقدس خاتون کی سیرت و سوانح پر لکھنا بڑی سعادت تصوّر کریں گے۔ لیکن حضرت میر محمد اسماعیل صاحب نے جو آپ کے چھوٹے بھائی تھے، چند فقرات میں جو آپ کی سیرت بیان کی ہے وہ حقیقتاً دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے اور ہر احمدی خاتون کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

۱۔ بہت صدقہ خیرات کرنے والی۔
۲۔ ہر چندہ میں شریک ہونے والی۔
۳۔ اوّل وقت اور پوری توجّہ و انہماک سے پنجوقتہ نماز ادا کرنے والی۔
۴۔ صحت اور قوت کے زمانے میں تہجّد کا خاص التزام رکھنے والی۔
۵۔ خدا کے خوف سے معمور
۶۔ صفائی پسند
۷۔ شاعر باِمذاق، سخن فہم
۸۔ مخصوص زمانہ جہالت کی باتوں سے دُور
۹۔ گھر کی عمدہ منتظم
۱۰۔ اولاد کے لیے از حد شفیق
۱۱۔ خاوند کی بے حد مطیع و فرمانبردار
۱۲۔ کینہ نہ رکھنے والی
۱۳۔ عورتوں کا خاص وصف تریاہٹ ہے مگر میں نے حضرت ممدوحہ کو اس عیب سے ہمیشہ پاک اور بری پایا۔

(سیرت حضرت ام المومنین جلد دوم صفحہ ۳۸)

دختِ کرام

محترمہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ

اک طرف دختِ مبارک اک طرف دخت کرام
تیرے گلشن میں لگے ہیں کس قدر شیریں ثمر

حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سِلسلہ عالیہ احمدیہ کی بشری اولاد میں سے آخری اور سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو حضرت سیّدہ نُصرت جہاں بیگم صاحبہ (اللہ تعالےٰ کی آپ پر بے حد رحمتیں نازل ہوں) کے بطن مبارک سے تولّد ہوئیں۔ آپ گلشن احمد کا وہ حسین پھُول تھیں جس کی ولادت باسعادت اور حیات طیبّہ کے متعلق ماموریِ زمانہ حضرت مسیح پاک کو بشارات دی گئی تھیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) نے آپ کی پیدائش کے ذکر میں فرمایا۔

۲۵ جون ۱۹۰۴ء روز شنبہ آج ۲۵ جون ۱۹۰۴ء روز شنبہ کو یعنی اس رات کو جو جمعہ کا دن گزرنے کے بعد آتی ہے مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ اور دہم ہاڑ ۱۹۰۶ء میرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اس کا نام "امتہ الحفیظ" رکھا گیا۔ یہی وہ لڑکی ہے جس کی نسبت الہام ہوا تھا

وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کنتم تکتمون

حضرت سیّدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ (اللہ تعالےٰ کی آپ پر بے شمار رحمتیں ہوں) کا بابرکت وجود حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی صداقت کا زندہ نشان تھا جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حقیقت الوحی صفحہ ۲۱۸ میں فرماتے ہیں۔

"چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ "دُختِ کرام" چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شائد ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "امتہ الحفیظ" رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت سیّدہ نُصرت جہاں بیگم صاحبہ کے صبرِ جمیل کا وہ شیریں پھل تھیں جس کا مظاہرہ اُنہوں نے اپنی بیٹی "امتہ النصیر" کی وفات

"خالی جوش اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا جب تک انسان جو کہے اس پر عمل نہ کرے۔ دیکھو اگر ایک شخص بھوکا ہو اور بھوک سے اس کی جان نکل رہی ہو اس سے کہو کہ کھانا کھالو لیکن کھانا نہ دیا جائے تو اس کا پیٹ نہیں بھر جائے گا۔ اس طرح وہ عورتیں جو دین کی باتیں سنتی ہیں اور ان پر عمل نہیں کرتیں ان کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہو تا بلکہ ان عورتوں کی نسبت جن کو دین کی باتیں سننے کا موقع نہیں ملتا ان کے لئے زیادہ خوف اور ڈر کا مقام ہے کیونکہ جو نہیں سنتیں وہ معذور سمجھی جاسکتی ہیں لیکن جو سنتی ہیں اور پھر ان پر عمل نہیں کرتیں وہ زیادہ مجرم اور گناہ گار ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ

پر پیش کیا تھا۔ آپ کو الہامی نام اور آسمانی تحفہ "دُختِ کرام" کے بابرکت الفاظ سے سرفراز کیا جانا ایک خاص انعام کے طور پر تھا۔

مئی ۱۹۰۴ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بابرکت ولادت سے مطلع فرماتے ہوئے الہاماً بتایا۔

"دُختِ کرام"۔ یعنی ایک لڑکی ہوگی جو ہر جہت سے کریموں کی دُختر ہوگی۔ (تذکرہ صفحہ ۵۷۸)

"دُختِ کرام" کے آسمانی نام سے آپ کے تمام صفاتِ جمیلہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف ہونے کی بشارت دی گئی وہاں ان الفاظ میں آپ کی درازیٔ عمر کی پیشگوئی بھی مضمر تھی کہ دُنیا آپ کے اوصاف حمیدہ اور شمائل جمیلہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے یہ اعتراف کرے گی کہ حقیقت میں آپ "دُختِ کرام" تھیں اور خدا تعالیٰ کی محبّت اور صفتِ حفیظ کا مظہر تھیں۔

آپ جب چار سال کی ہوئیں تو آپ کے والد ماجد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ وفات پا گئے۔ چنانچہ آپ کی پرورش حضرت اماں جانؓ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت مصلح موعود نے اپنی بچیوں کی طرح بے پایاں شفقت و محبّت سے کی۔ آپ کی تربیت میں بتوفیق ایزدی جس مثالی وجود کی پرورش مقصود تھی اُس کا اندازہ آپ کی نظم آمین سے ہوتا ہے جو صاحبزادی صاحبہ کے سات سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید مکمل پڑھ لینے پر آپ نے کہی۔

گیارہ سال کی عمر میں آپ کا نکاح حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب سے ۷ر جون ۱۹۱۵ء کو پڑھا گیا۔ آپ کے نکاح کے خطبہ اور اعلان کا شرف حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (مرحوم) کو حاصل ہوا۔ حضرت مولانا صاحب کو قبل از وقت اس خطبہ نکاح کی سعادت کے متعلق ایک رؤیا کے ذریعہ بشارت دے دی گئی تھی۔

آپ کے رخصتانہ کی تقریب سعید ۲۲ر فروری ۱۹۱۷ء کو عمل میں آئی۔ آپ کے شوہر گرامی حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیگم سے دوسرے صاحبزادے تھے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سچے جانثار اور نوابی میں بھی درویشی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ دونوں کی زندگی حقیقت میں قدر شناسی، وفاشعاری اور خدمت و محبت کا ایک حسین نمونہ تھی۔

۸ر فروری ۱۹۴۹ء کو حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب پر دل کی بیماری کا شدید حملہ ہوا آپ مستقل طور پر صاحبِ فراش ہو گئے۔ آپ کی اس لمبی بیماری میں حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے خدمت کا وہ نمونہ دکھایا جس کی مثال ملنا محال ہے۔

قدر شناس خاوند نے بھی اس بے مثال خدمت کو سراہتے ہوئے تحریر فرمایا۔

"یہاں اگر اپنی حضرت "دُختِ کرام" امۃ الحفیظ بیگم کا ذکر نہ کروں تو نہایت ناشکری اور ظلم ہوگا۔ یہ نور کا ٹکڑا حضرت صاحب کا جگر گوشہ کس خدمت اور کس نیکی کے عوض مجھے حاصل ہوا ہے اس بات کو سوچ کر میں ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہوں... اس اللہ تعالیٰ کی بندی نے اپنے اوپر آرام کو حرام کر لیا۔ رات دن جاگتے ہوئے کاٹتی تھیں...

یہ ناز و نعمت کی پلی جو کہ ریشم و اطلس کے لحافوں میں آرام کی عادی تھی زمین پر چند منٹ کے لئے سر ٹیک کر آرام لے لیتی تھیں۔ چند منٹ کا آرام اگر میسّر آجائے تو آجائے ورنہ ہر وقت چوکس، ہوشیار میرے کام کے لئے مستعد ہوتی تھیں...

میری باوفا پیاری بیوی نے کسی کی امداد پر بھروسہ نہیں بلکہ ان کی یہی خواہش اور آرزو رہتی تھی کہ خود ہی میرا کام کریں اگر کسی دوسرے کو کام کہتا تاکہ ان کو آرام ملے تو اس سے خوش ہونے کی بجائے ناراض ہوتیں..."

"اب دیکھو اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے صرف مجھے دُنیا ہی نہیں دی بلکہ اپنے بے شمار رحم اور کرم فرما کر حقیقی معنوں میں مجھے عبد اللہ بنا دیا... میں اپنے آپ کو حضرت... کی دو بیٹیوں کا خادم سمجھتا ہوں۔ میری ساری کوشش اور محنت صرف اس لئے ہے کہ اس پاک وجود کے جگر پارے آرام پائیں جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک کو میرے والد اور ایک کو میرے سپرد کیا ہے۔"

(سیرت نواب عبد اللہ خان ص۶۸) اصحاب احمد

۲۵ر اگست ۱۹۶۲ء کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے۔ جب عظیم الشان الٰہی نشانوں کی مظہر حضرت مسیح پاک کی لختِ جگر حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم سعادت عطا فرمائی کہ آپ کے مقدس ہاتھوں سے عیسائیت کے گڑھ سوئٹزرلینڈ میں بیت الذکر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور آپ نے اس موقعہ پر SWISS لوگوں کو جو پیغام دیا کہ

"دینِ حق کو بغیر کسی تعصّب کے پڑھیں اور اس کی دعوت پر غور کریں۔"

جہاں آپ کی دینِ حق سے سچّی اور دلی محبّت ظاہر ہے وہاں آپ کی اس شدید تڑپ کا اظہار بھی ہے کہ کاش یہ لوگ دینِ اسلام قبول کرلیں اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے پناہ لے لیں۔

آپ وہ بابرکت ہستی تھیں جنہیں چاروں خلفاء کے ادوار دیکھنے نصیب ہوئے۔ آپ نے خدائی نُصرت کے نظارے دیکھے اور حضرت مہدی مسعود (آپ پر سلامتی ہو) کی روز روشن کی طرح پوری ہونے والی پیشگوئیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

آپ کو یہ سعادت عظمیٰ بھی حاصل ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے اپنے متبرک ہاتھوں سے سیّدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبارک انگوٹھی جس پر الیس اللہ بکافٍ عبدہ کے الفاظ کندہ ہیں آپ کو پہنائی۔

آپ مستجاب الدعوات تھیں۔ آپ کے لب کبھی دُعائیں کرتے نہ تھکتے تھے۔ لاریب۔ آپ تو دُعاؤں کا انمول خزانہ تھیں۔ آپ کی دُعاؤں کی برکت سے لوگوں کی زندگیاں بدل جاتی تھیں۔ آپ نے کامیاب زندگی گزارنے کے لئے کتنا اعلیٰ اور ارفع گُر بتایا ہے کہ "بس دُعا نہ چھوڑو۔ اللہ سے رشتہ جوڑ لو۔ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔"

حضرت نواب محمّد عبداللہ خان صاحب (مرحوم) رقم فرماتے تھے۔

"مَیں نے اکثر اوقات دیکھا ہے کہ ان کو کسی چیز کی خواہش پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آناً فاناً مُہیّا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے۔ میرے پر جو بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اور عنایات ہیں وہ اسی کے طفیل ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ چار سال کی عمر میں اس کو اپنے مولیٰ کے سپرد کر گئے تھے جب سے ہی وہ اپنے مولیٰ کی گود میں نہایت پیار سے رہتی ہیں... وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرز کا کام دیتی ہیں۔

(اصحاب احمد جلد دوازدہم صفحہ ۸۴ تا ۸۷)

آپ روزانہ فجر کی نماز کے بعد التزام کے ساتھ تلاوت قرآنِ پاک فرماتیں۔ باوجود ضعف اور بیماری کے آپ تکیہ کے سہارے بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتیں۔ یہاں تک کہ اپنی وفات کے دن بھی تلاوت کی آپ قرآن مجید کے ہر حُکم پر عمل پیرا ہونے کو سعادت سمجھتی تھیں۔

بچپن سے آپ نہایت ذہین و فطین تھیں۔ علم دوست تھیں تھیں۔ بہت بیدار مغز تھیں۔ اور بہت سُلجھی ہوئی طبیعت کی مالک تھیں۔ معاملہ فہم تھیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی "دُختِ کرام" کے متعلق ایک مضمون میں فرمایا

کہ مَہد کا زمانہ جو ہے یہ ضروری نہیں کہ پہلے چھ مہینے کا ہو یہ تو دودھ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ مہد کا زمانہ تو تین چار سال پر ممتد ہوتا ہے اور اس عمر میں بعض بچے بہت باتیں کرتے ہیں چنانچہ میری بیٹی" امۃ الحفیظ بیگم"، بھی جو کم و بیش اسی عمر کی ہے بہت باتیں کرنے والی ہے اور بڑی ذہین بچّی ہے۔

(مفہوم از ملفوظات، جلد نہم صہ ۲۳۵)

حصول علم کا آپ کو بے حد شوق تھا۔ آپ نے شادی کے بعد میٹرک، ادیب عالم اور انگریزی میں ایف اے کیا۔ اُردو ادب کے علاوہ انگریزی ادب بھی کافی پڑھا ہوا تھا۔ تفسیر کبیر کا بہت گہرا مطالعہ تھا۔

ایک انگریز عورت نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی غیر معمولی ذہانت کا اعتراف اپنے خط میں آپ کی صاحبزادیوں سے یوں کیا کہ

"مَیں ان سے مل کر اس قدر متاثر ہوئی تھی کہ ایک چھوٹے سے قصبے میں رہنے والی بزرگ خاتون دُنیا کے حالات سے کس قدر ENLIGHTENED ہیں۔

(رسالہ مصباح جنوری، فروری ۱۹۸۸ء صہ ۶۴)

قرآنی حکم پردہ کی بڑی سختی سے پابند تھیں۔ یہاں تک کہ ڈاکٹروں کے سامنے بھی اپنا چہرہ ڈھانپ لیتیں اور فرماتی تھیں کہ

"اللہ تعالیٰ کا حُکم ہے عورت غیر مرد سے پردہ کرے اس لئے میں کیوں اللہ تعالیٰ کے حُکم کی نافرمانی کروں"،

(رسالہ مصباح جنوری، فروری ۱۹۸۸ء صہ ۱۲۵)

قدرتِ ثانیہ سے آپ کو بے حد مخلصانہ تعلق تھا اور بے حد وابستگی تھی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا بے حد عزت و احترام فرماتی تھیں۔ بچپن میں آپ کو "طاری" کہتی تھیں۔ لیکن جب

آپ قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر بنے تو ہمیشہ پیار و عزت کے ساتھ "میاں طاہر" بلاتیں آپ ملنے آتے تو ادب کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ جاتیں اور اپنے پاس بٹھاتیں۔ آپ کی اجازت اور مشورہ کے بغیر کوئی اہم کام سرانجام نہ دیتی تھیں۔

حضرت امامِ وقت بھی آپ کا بے حد عزت و احترام کرتے اور اپنی والدہ کی طرح ان سے پیار و محبّت کرتے۔ جیسا کہ آپ نے اپنے جذبات کا اظہار آپ کی وفات کے بعد یوں کیا۔

"حضرت پھوپھی جان کے ساتھ میرا ایک اور تعلق یہ بھی تھا کہ میری والدہ کو ان سے بہت پیار تھا۔ بچپن سے آنکھ کھلتے ہی جب سے ہوش آئی ہے ہم نے اپنی والدہ کو پھوپھی جان کے لئے غیر معمولی محبّت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے پایا اور پھوپھی جان کو بھی جواباً آپ سے تعلق تھا اس لئے حضرت پھوپھی جان میرے لئے تو ایک طرح سے والدہ ہی تھیں جو فوت ہو گئیں۔

(خطبہ جمعہ ۸ مئی ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

آپ "تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" کی جیتی جاگتی تصویر تھیں آپ کا وجود سراپا حسن و احسان تھا۔ آپ پاک طینت، پاک خو اور پاک سیرت تھیں۔ آپ کا مزاج نہایت پاکیزہ تھا۔ شرم و حیا آپ کا زیور تھی۔ آپ اپنے آسمانی نام "دختِ کرام" کے مطابق بہت زیادہ فیاض اور مہربان اور مہمان نواز تھیں۔ یہ بات آپ کی طبیعت کا حصّہ تھی کہ اگر کھاتے وقت کوئی مہمان آجاتا تو اُسے کھانا کھلائے بغیر جانے کی اجازت نہ دیتی تھیں۔ آپ شفیق ماں کی طرح سب احمدی بھائی بہنوں کے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتیں۔

یہ نافع الناس اور بزرگ ہستی ۶ مئی ۱۹۸۷ء بروز بدھ قریباً ۸۳ سال کی عمر میں اس عالمِ فانی سے رحلت کر کے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔ اس طرح اس ارضِ خاک سے مسیحِ پاک کے خاکی جسم کا رابطہ جو ۱۸۳۵ء سے شروع ہوا تھا ۱۹۸۷ء میں ایک سو باون سال کے بعد ختم ہو گیا

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے بعد ۸ مئی ۱۹۸۷ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کی سیرت طیبہ کی ایک جھلک ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

"حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی بہت پاک خو اور پاک شکل تھیں اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد میں سے آپ کو ایک رنگ عطا ہوا تھا جس میں بہت ہی جاذبیّت تھی۔ بہت ہی پیار کرنے والی طبیعت تھی۔ عمر کے ہر طبقہ کے لوگوں سے آپ کے حسنِ سلوک کا دائرہ آپ کی محبت اور رحمت اور شفقت کے نتیجہ میں بہت ہی وسیع تھا۔"

اے مسیحِ پاک کی لختِ جگر! اے حضرت اماں جان کی نورِ نظر! اے ہمارے دلوں کی رونق اور روحوں کی تسکین! خدا تعالیٰ کی تجھ پر ان گنت رحمتیں، برکتیں اور نور نازل ہوں۔ اُس کے پیاروں کا قرب تجھے نصیب ہو۔ خدا کی رضا کی ابدی جنتوں میں تیرا بسیرا ہو۔

اے آسمانی لقب پانے والی دُختِ کرام۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے آپ کی صفاتِ حمیدہ کا حامل بنائے۔ اور آپ کے نیک نقوش پر ہمیں چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرنا تو آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح یہ کامل یقین رکھتی تھیں کہ ہر برکت کا منبع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سعید ہے۔ اور تمام رحمتیں اور برکتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ آپ کثرت سے درود شریف پڑھتی رہتی تھیں اور اپنی اولاد اور اپنے ملنے جلنے والوں سے بھی کہا کرتی تھیں کہ وہ کثرت سے درود پڑھا کریں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کیا کریں۔

آپ کی صاحبزادی محترمہ فوزیہ بیگم صاحبہ آپ کی سیرت کے بیان میں فرماتی ہیں۔

"خدا اور رسولؐ سے بے انتہا محبّت تھی۔ ایک دفعہ میں نے کہہ دیا کہ آج کل کے لوگوں نے رسول اللہ کی محبّت کو بھی حد سے متجاوز کر دیا ہے۔ یہ سُن کر آبدیدہ ہو گئیں۔ کہنے لگیں یہ نہ کہو۔ بعض وقت رسولؐ کی محبّت بھی خدا کے برابر لگنے لگتی ہے اس دن مجھے پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت سے بھی آپ کتنی سرشار تھیں۔ خدا کی ذات پر بے انتہا توکل تھا۔ دعاؤں پر بے حد یقین۔"

(رسالہ مصباح جنوری، فروری ۱۹۸۸ء صفحہ ۶۴، صفحہ ۶۵)

خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ کو کلام اللہ سے بے حد عشق تھا۔ قرآن مجید آپ کی روح کی غذا تھی۔

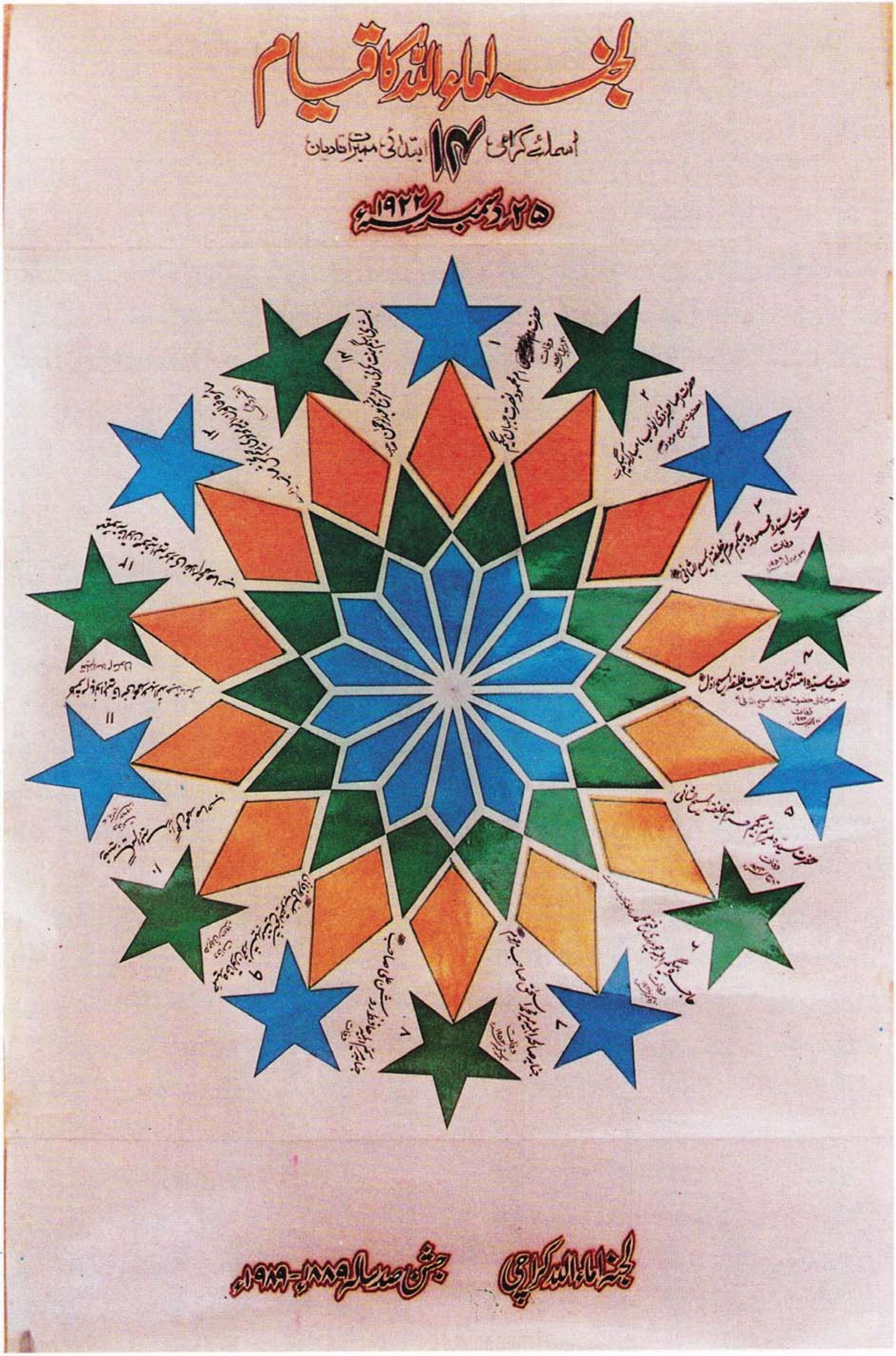

لجنہ اماء اللہ کا قیام
اسمائے گرامی ۱۴ ابتدائی ممبرات قادیان
۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء
لجنہ اماء اللہ کراچی
جشن صد سالہ ۱۸۸۹ء-۱۹۸۹ء

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

(لجنہ اماء اللہ کی چودہ ابتدائی ممبرات کا ذکرِ خیر)

محترمہ امتہ الشافی سیال صاحبہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مُصلح موعود صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو احمدی خواتین کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی بُنیاد رکھی۔ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی ممبرات کی تعداد چودہ تھی اور یہی روز بروز بلند و بالا ہونے والی عمارت کی بُنیادی اینٹیں ہیں۔ بُنیاد کی مضبوطی عمارت کی بقاء کی ضامن ہوتی ہے۔ ہم اپنی ان قابل فخر اور قابلِ قدر محسنات کے تذکرہ کو جذبِ سعادت و رحمت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔

۱ سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ

آپ کے اعزازات میں حضرت مسیح موعود کی حرمِ مبارک ہونا اور حضرت مُصلح موعود کی والدہ ہونا ہی نہیں تابندگی کا وہ نُور بھی شامل ہے جو کبھی خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہ اور کبھی خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بن کر چمکا۔ جماعت کا ہر فرد آپ کا ممنون احسان ہے اور رہے گا۔ آپ کے والد محترم میر ناصر نواب صاحب دہلی کے معروف خاندانِ سعادت میں سے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو شادی سے اٹھارہ سال قبل الہام ہوا۔

اُشْكُرْ نِعْمَتِيْ رَئَيْتَ خَدِيْجَتِيْ (تذکرہ ص۳۷)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الصِّهْرَ وَالنَّسَبَ۔ (تذکرہ ص۳۷)

ترجمہ:- میرا شکر کر تو نے میری خدیجہ کو پایا۔
خدا تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تم کو سیّد اور شریف خاندان سے دامادی کا تعلق عطا فرمایا اور تجھ کو بھی اعلیٰ خاندان سے پیدا فرمایا۔

پھر آپ کے متعلق خوش خبری دی کہ

"وہ مبارک نسل کی ماں ہوگی"

لجنہ اماء اللہ کا پہلا جان نثار وجود یہی مقدس و مبارک ہستی ہے۔ آپ کے وجود میں قدرت نے وہ صلاحیتیں رکھی تھیں کہ آپ بجا طور پر اس اعزاز کی حقدار تھیں۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خواتین کی بہبود میں صرف ہوتا۔ مدرسہ البنات کے لئے آپ نے گھر کا ایک حصّہ پیش کر دیا۔ یتیم بچیّوں کو اپنے ہاتھ سے نہلاتی دُھلاتی نظر آتیں تو کہیں بڑے بڑے جلسوں کی صدارت کرتی نظر آتی ہیں۔ آپ سراپا شفقت وجود تھیں، ملاقات کرنے والی خواتین کی اُلجھنوں کو دور فرماتیں۔ حتیٰ الامکان ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا فرماتیں۔ قادیان میں اکثر گھرانے اِس لحاظ سے بڑے خوش نصیب تھے کہ آپ بڑی بے تکلفی سے اُن کے گھروں میں تشریف لے جایا کرتیں۔ بیماری ہو خوشی ہو غم ہو اپنوں سے بڑھ کر ہمدردی سے پیش آتی تھیں، بلا تفریق ہر ضرورت مند کی مدد اور خدمت کرنے میں مستعد رہتیں۔ بلاشُبہ آپ تنظیم کے قیام کی اغراض کا ایک مکمل نمونہ تھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہزاروں لوگوں کی مہمان نوازی کرتیں۔ ان کے مسائل حل کرتیں۔ کہیں کوئی مربّی میدان جہاد میں جا رہے ہیں اُن کو اَلوداع کہتیں اُن کی کامیابی کے لئے دُعائیں کرتیں کبھی نور ہسپتال کے زنانہ وارڈ کا سنگِ بُنیاد رکھا جا رہا ہے تو کبھی باہر سے داعیانِ الی اللہ کی واپسی پر ان کی دعوت کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ آپ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بیت الحمد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مربّی سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ در پیش ہو لٹریچر کے لئے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پُکارا ہو۔ آپ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصّہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں۔ بعض دفعہ اپنے زیورات اور جائیداد فروخت کرکے خوشی سے خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کر دی۔

سیّدہ اماں جان نصرت جہاں بیگم نے ۱۹۲۲ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے ساتھ جو سچّا عہد وفا باندھا تھا اس کو پورے خلوص اور کمالِ اطاعت کے ساتھ نبھایا۔ شب و روز لجنہ اماء اللہ کی ترقی و بہبود میں گزارتے ہوئے ۲۰ر اپریل ۱۹۵۲ء کو ہم سے رخصت ہو کر مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔
لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر کے لئے جب تک سورج چاند باقی ہیں آپ کی ہستی احمدی خواتین کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔
خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے وعدے کے مطابق ایک بہت بڑی اور "مبارک نسل کی ماں" بھی بنا دیا۔ الحمدللہ۔
آپ کے صاحبزادگان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب
صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب
حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
حضرت صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ (خدا تعالیٰ آپ سب سے راضی ہو) سب نے ہی اپنی مثالی ماں کی طرح اپنے اپنے رنگ میں دین کی بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں اور اب ان کی اگلی نسلیں بھی نمایاں خدمات بجا لا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کو تاقیامت آپ کی مبارک نسل میں جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

۲ صاحبزادی سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

آپ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی بہت سی بشارتوں کے تحت ۲ر مارچ ۱۸۹۷ء (۲۷ر رمضان المبارک) کو پیدا ہوئیں۔ آپ کی شادی مسیح پاک کے ایک مخلص رفیق نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ سے ہوئی۔ ابتداء میں آپ کا قیام زیادہ تر مالیر کوٹلہ میں رہا مگر جب بھی قادیان تشریف لائیں۔ اجلاسوں میں ضرور شامل ہوتیں اور لجنہ کی بہبود کے لئے مفید مشوروں سے نوازا کرتیں۔ بعد میں سیّدہ موصوفہ مستقل طور پر قادیان دارالامان تشریف لے آئیں اور خدمات دینیہ کے لئے وقف ہوگئیں۔ آپ بہت صائب الرائے تھیں۔ حضرت سیّدہ امۃ الحیّ صاحبہ جو کہ لجنہ اماء اللہ کی پہلی سیکرٹری تھیں آپ سے مشورے اور رائے لیا کرتی تھیں، تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۸ء تک لاہور کی لجنہ اماء اللہ کی صدر رہیں۔ آپ کی صدارت کے زمانہ میں لاہور کے حلقہ جات کی تنظیم ہوئی۔

جلسہ سالانہ، سالانہ اجتماع، جامعہ نصرت اور نصرت گرلز ہائی اسکول کی تقریبات میں ذکرِ حبیب اور دوسرے موضوعات پر زریں خطابات سے نوازا کرتیں۔ لاہور کے شعبہ خدمتِ خلق کے لئے آپ نے بہت ہی اہم اور مفید مشورے دیئے۔ آپ ادبی ذوق کی مالک تھیں۔ آپ نے اپنی اس استعداد کو بھی جماعت کی خدمت کے لئے وقف رکھا، آپ کی نظم و نثر دونوں آپ کے تبحرِ علمی و دینی پر دال ہیں۔ آپ کی تحریرات خواتین کے حساس اندازِ فکر کی عکاسی ہیں۔

مالی قربانیوں میں بھی آپ پیش پیش رہتیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں زیور، جائیداد اور نقد رقوم جو کچھ ممکن ہوتا خرچ کرنا سعادت سمجھتیں۔ آپ کے نزدیک دین کی خاطر زندگی وقف کرنے کی بہت اہمیت تھی اگر کوئی خاتون بتاتی کہ میں نے اپنے بیٹے کی زندگی وقف کی ہے تو آپ بہت خوشی محسوس کرتیں اور باقی حاضر بہنوں سے فرماتیں کہ تم بھی اپنی اولاد کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرو خواہ اکلوتا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔
دین کی سربلندی کا اتنا احساس تھا کہ جس وقت آپ کے محبوب بھائی حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ، کی وفات کا وقت قریب تھا آپ نے اپنی اولاد کو دعا کی تلقین کی۔ اس موقع پر ایک پیغام جماعت کے نام تحریر فرمایا جو بیوت الصلوٰۃ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ تھا کہ احباب جماعت بہت دعا کریں خدا تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ مدد چاہیں۔
عبادت کا ذوق فطرت میں شامل تھا چار سال کی عمر سے تہجد پڑھنی شروع کی۔ آپ کی تربیت کے انداز میں نرمی تھی اپنی گفتگو اور تقاریر میں تربیتی امور کے مشعل راہ گر بیان فرماتیں ایک مقدس ماں کی طرح سکون و قرار دینے والی یہ ہستی ۲۳/۲۲ مئی ۱۹۷۷ء کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئی ان کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔

فضل خدا کا سایہ تم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

آپ کی صاحبزادیوں میں سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم خلیفۃ المسیح

الثالث (نور اللہ مرقدہ) لاہور میں صدر لجنہ رہیں، سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ ڈاکٹر منور احمد صاحب، عرصہ دراز تک لجنہ اماءِ اللہ مرکزیہ میں خدمات سرانجام دیتی رہیں، آپ کی تیسری صاحبزادی سیّدہ آصفہ بیگم صاحبزادہ کرنل مبشر احمد ہیں۔

آپ کے صاحبزادے نواب محمد احمد خان صاحب مرحوم۔ نواب مسعود احمد خان صاحب مرحوم اپنے اپنے وقت میں سلسلہ کی خدمات بجالاتے رہے۔ آپ کے پوتے نواب منصور احمد خان صاحب واقفِ زندگی ہیں۔ مغربی جرمنی اور نائیجیریا میں اہم خدمات انجام دیتے رہے اور اس وقت وکیل التبشیر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف ہونے والوں کی نسلیں بھی برکت پاتی ہیں۔

۳ صاحبزادی سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) کی حرم اوّل تھیں۔ آپ محترم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور ثم قادیان کی صاحبزادی تھیں۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی بابرکت زندگی میں آپ کی بہو بن کر دارالمسیح میں تشریف لائیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ آپ نے تربیت کو جذب کیا اور کمال محبت و فدائیت سے خدمت کا موقع پایا۔ جماعت کا ہر کام بڑے ذوق و شوق سے کرتیں۔ اخبار "الفضل" کے اجراء کے لئے آپ نے اپنا اور اپنی بچی کا زیور دے کر حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کی سعادت پائی۔ جس سے سالہا سال سے جماعت مستفیض ہو رہی ہے۔

لجنہ کی تشکیل کے بعد اتفاق رائے سے حضرت سیّدہ اماں جان نے خود آپ کو کرسی صدارت پر بٹھایا۔ اس طرح سے آپ لجنہ اماءِ اللہ کی پہلی صدر نامزد ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۳۶ سال کا لمبا عرصہ صدر رہیں۔ ابتداء میں نظم و نسق کے اصول واضح کرتیں۔ بچیوں کو قرآن کریم پڑھاتیں اُن سے نماز سنتیں اور ان کی تعلیم و تربیت کرتیں۔ جو بھی حضرت خلیفۃ المسیح (اللہ آپ پر راضی ہو) حکم صادر فرماتے اس پر پہلے خود عمل کرتیں اور پھر لجنہ اماءِ اللہ کی ممبرات کو عمل کرنے کی تلقین فرماتیں۔ آپ اپنا پورا جیب خرچ چندہ میں دے دیتیں۔ آپ ابتدائی موصیات میں سے تھیں۔

اُنیس سالہ تحریکِ جدید کا دور ختم ہوا تو آپ کا چندہ مبلغ ۔۔۔ ۲۷۳۲ روپیہ تھا۔ (یہ بہت سستے زمانہ کی بات ہے جبکہ روپیہ کی قیمت بہت زیادہ تھی)۔

حضور نے حکم دیا کہ عورتیں اپنے ہاتھ کی کمائی سے اشاعتِ دین کے لئے چندہ دیں تو آپ نے ادویہ بنا کر فروخت کیں اور حاصل ہونے والی آمدنی سے چندہ ادا فرمایا۔

آپ نہایت محبت کرنے والی اور ملنسار ہستی تھیں۔ جماعت کی خواتین آپ سے ملاقات کر کے بہت سکون پاتی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اولاد بھی ایسی عطا فرمائی جن کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہے۔ آپ کی نیک صحبت اچھی تربیت اور دُعاؤں کا ثمرہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت میاں ناصر احمد صاحب کو امامت کی خلعت سے نوازا۔ آپ کی صاحبزادی سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بہت چھوٹی عمر میں لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔ اور اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ ربوہ کی صدر ہیں۔

صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، صاحبزادہ انور احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب، سب دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ سیّدہ امۃ العزیز بیگم اہلیہ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب عرصہ دراز تک لاہور میں بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ کی خدمات انجام دیتی رہیں اور آپ کی نواسی صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی نائب صدر کے عہدہ پر فائز ہیں اور بہت اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ہیں۔

آپ نے ۳۱ جولائی ۱۹۵۸ء میں بمقام مری وفات پائی۔ دُعا ہے خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی نسل کو ہمیشہ ہمیشہ دین کی توفیق بخشتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

۴

حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہ

بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (خدا آپ پر راضی ہو)
و حرمِ الثانی حضرت مصلح موعود (خدا آپ پر راضی ہو)

سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل و حرمِ ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ پر راضی ہو) کو ایک لحاظ سے لجنہ اماء اللہ کے قیام کی اوّلین محرک کہا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (خدا آپ پر راضی ہو) کی وفات کے تیسرے دن ہی جب کہ عظیم باپ کی وفات کا صدمہ بالکل تازہ تھا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ پر راضی ہو) کی خدمتِ اقدس میں خط لکھا کہ آپ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (خدا آپ پر راضی ہو) کی طرح عورتوں میں درس دیا کریں۔ چنانچہ اِسی خط کی وجہ سے عورتوں میں درس کا سلسلہ چلا۔ اور اِسی خط سے حضور کو آپ کی باکمال ذہنی استعداد کا اندازہ ہوا۔ شادی کے بعد حضور نے آپ کی تعلیم و تربیت اس رنگ میں کی کہ آپ کا وجود سعید احمدی خواتین کی دینی تعلیم میں مددگار ثابت ہو۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد آپ لجنہ کی پہلی سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ ہر ہفتہ لجنہ کا اجلاس کرواتیں۔ آپ خود پروگرام مرتب کرتیں رپورٹیں لکھتیں۔ درس القرآن کا بندوبست کرواتیں۔ مالی قربانیوں کے لئے اکثر تحریک فرماتیں آپ کے زمانہ میں حضور نے برلن کی بیت الحمد کے لئے عورتوں کو تحریک فرمائی تو اس کے لئے جماعت میں پہلا سرکلر آپ نے بھجوایا۔ یہ سرکلر آپ نے بڑے موثر انداز میں تحریر فرمایا۔ آپ کی تحریک پر خواتین نے بے مثال قربانیاں دیں بعض خواتین نے تو اپنے زیورات کے علاوہ اپنے قیمتی کپڑے بھی اس مد میں دے دیئے

حضور کی تحریکات کی روح کو سمجھ کر عمل کرتیں۔ حضور نے ایک دفعہ فرمایا کہ غرباء۔ یتامیٰ اور بیواؤں کو اپنے گھروں پر دعوت دیں چنانچہ آپ نے فوراً اِس تحریک پر عمل کیا اور کروایا۔ اور پچاس افراد کی دعوت کا انتظام کیا۔ اِس مثال کو دیکھ کر اکثر دعوتیں ہونے لگیں۔ آپ نے بڑے جذبے اور ولولہ کے ساتھ خواتین کی دینی و دنیاوی بھلائی کی خاطر کام شروع کیا۔ مگر افسوس آپ کی باعزم زندگی نے وفا نہ کی لجنہ کی سیکرٹری مقرر ہونے کے دو سال بعد آپ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۴ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں آپ کی وفات پر جو پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ سے راضی ہو) نے جماعت کے نام تحریر فرمایا اس سے بہتر خراجِ تحسین پیش کرنا ممکن نہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"مرحومہ علاوہ اِس کے کہ حضرت استاذی المکرم و استادکم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ دینِ حق کی اِس قدر محبت رکھتی تھیں اور سلسلہ کی عورتوں کی علمی ترقی کی اُن کے دل میں اس قدر تڑپ تھی کہ میرے نزدیک ساری جماعت میں اِس قسم کی کوئی عورت موجود نہیں۔"
(خطباتِ محمود صد ۸۲)

"الفضل" نے لکھا

"سیّدہ امۃ الحیٔ کی موت ایک عالم کی موت ہے"

آپ کو خدا تعالےٰ نے دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، بیگم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آپ لاہور اور راولپنڈی میں نائبہ صدر کے عہدہ پر لجنہ کی خدمات انجام دیتی رہیں۔ امریکہ میں بھی آپ لجنہ اماء اللہ کی بہبود کے لئے کام کرتی ہیں اور بہت دلچسپی سے ہر کام انجام دیتی ہیں۔ آپ کی دوسری صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ جناب میاں عبدالرحیم احمد صاحب بھی اوائل عمر سے لجنہ کی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ اِسی طرح آپ کی نواسیاں مکرمہ امۃ البصیر صاحبہ، مکرمہ امۃ النور اور مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

آپ کی علم دوستی اور شوق مطالعہ کے پیشِ نظر سیدہ ام داؤد صاحبہ نے ایک لائبریری کھولنے کی تجویز پیش کی جس کو حضرت خلیفۃ المسیح (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو) نے پسند فرمایا اور لائبریری کا نام امۃ الحیٔ لائبریری تجویز ہوا جس کا باقاعدہ افتتاح ۱۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ہوا۔ اور اِس لائبریری سے آج تک احمدی مستورات فیض حاصل کر رہی ہیں۔

۵

سیّدہ مریم بیگم صاحبہ

حرمِ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو)

حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہ قادیان کی معروف ہستی جناب سیّد عبدالستار شاہ صاحب کی صاحبزادی تھیں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو) کے حرم میں شامل ہونے کی سعادت ۱۹۲۱ء میں حاصل ہوئی۔

آپ لجنہ کے قیام سے ہی لجنہ اماء اللہ کے بہبود کے لئے بڑے شوق

سے کام کیا کرتی تھیں۔ ۱۹۳۳ء میں سیکرٹری منتخب ہوئیں۔ آپ میں ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ہر کام بڑے انہماک سے کیا کرتی تھیں۔ آپ لجنہ کے کاموں کے علاوہ خدمت خلق کے لئے خاص جذبہ رکھتی تھیں۔ غرباء کے لئے آپ کے دل میں بہت درد تھا۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ پر راضی ہو) نے فرمایا "میں نے محسوس کیا ہے کہ غریب عورتوں نے آپ کے دُکھ کو بہت محسوس کیا ہے۔ ان کے دِلوں میں بہت درد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ اُمّ طاہر کے دِل میں غرباء کی بہبود کا بہت زیادہ مادّہ پایا جاتا تھا۔ اور یہ تمام کام بعض دفعہ وہ اِس حالت میں کیا کرتی تھیں کہ بستر پر پڑی ہیں ٹانگیں سوجی ہوتی ہیں اور گرم پانی کی بوتلیں ٹکور کے لئے بستر میں رکھی ہیں۔" آپ ہر کام کو بڑے جوش اور عزم کے ساتھ سرانجام دیا کرتی تھیں آپ کی زندگی کا ایک اور نمایاں کارنامہ ہے۔ جو آپ نے سلور جوبلی کے موقع پر باوجود تنگیٔ وقت اور ناساعد حالات کے، لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا تیار کروایا۔ اس کا ڈیزائن حضور سے منظور کروایا اور پھر جوبلی کے جلسہ سالانہ پر حضور اقدس کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اپنے مبارک ہاتھوں سے اِس جھنڈا کو لہرادیں اور پھر حضور کے ساتھ لہرانے میں مدد کی اِس طرح یہ ایک نہایت اہم اور تاریخی کام انجام کو پہنچا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

پھر اِس موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے پیش کردہ ایڈریس میں پیشگوئی "مصلح موعود" کا خاص طور پر ذکر کیا اور ساتھ اپنی اور پوری دُنیا کی لجنات اماء اللہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا، کہ ہم اپنی نا اہلی کے باوجود حضور کو یقین دلاتی ہیں کہ اگر حضور کو ہماری یا ہماری اولاد کی یا ہمارے اموال کی کسی بھی دینی مہم کے لئے ضرورت ہو تو حضور ہمیں ہر طرح کی جانثاری اور قربانی کے لئے تیار پائیں گے۔"

اس کے علاوہ آپ کے عہد میں قادیان میں محلہ وار لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی گئی گویا کام میں خاصا پھیلاؤ پیدا ہو گیا۔ قادیان کے علاوہ نواحی گاؤں مثلاً بھینی، ننگل اور قادر آباد میں بھی تعلیم و تربیت کے کام کی نگرانی فرماتی تھیں۔

۱۹۴۲ء میں حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ منتخب ہوئیں اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل تک برابر اس عہدہ پہ جلیل القدر خدمات سرانجام دیتی رہیں۔

۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو آپ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اجرِ عظیم سے نوازتا رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ پہ راضی ہو) نے آپ کیلئے صدقہ جاریہ کے طور پر سورہ مریم کی تفسیر کے لئے مبلغ دس ہزار روپیہ دیئے اور اس کے منافع کی تمام رقم آپ کے نام کر دی خدا تعالیٰ آپ کو اس کے اجر سے نوازتا رہے۔ آمین اللھم آمین۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم الشان سعادت سے نوازا وہ یہ ہے کہ آپ کے لختِ جگر ہمارے پیارے آقا! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام وقت ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پہ ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

آپ کی صاحبزادی سیدہ امۃ الباسط صاحبہ عرصہ دراز سے ریلوہ ناصرات الاحمدیہ کی سیکرٹری ہیں اور بڑے مؤثر رنگ میں نئی نسل کی تعلیم و تربیت کا کام کر رہی ہیں اور آپ کا نواسہ صاحبزادہ مکرم سید قمر سلطان صاحب واقفِ زندگی ہیں۔

آپ کی صاحبزادی سیدہ امۃ الحکیم صاحبہ بڑی دُعاگو اور درویش صفت اور خدمتِ دین کی تڑپ رکھنے والی ہیں ان کے دونوں صاحبزادے محترم سیّد قاسم صاحب اور سیّد محمود احمد صاحب واقفِ زندگی ہیں۔ آپ کی صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بھی حتی المقدور خدمتِ دین میں مصروف رہتی ہیں۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی نسل کو نسلاً بعد نسلٍ ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے اور دینِ حق کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ آمین!

۶
محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ
اھلیہ حضرت چوہدری فتح محمّد سیال رض

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نواسی اور حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی بیٹی اور حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیال رض کی اہلیہ تھیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو دینی تعلیم و تربیت سے فیضیابی کے مواقع فراہم کئے تھے۔ آپ نے قرآنِ کریم اپنے عاشقِ قرآن نانا جان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رض سے پڑھا تھا۔ آپ نہایت محبّت سے فرمایا کرتے تھے کہ میری یہ بچی عورتوں میں قرآن کریم پڑھانے کا میرا کام جاری رکھے گی۔

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں عورتوں نے آپ کے درسِ قرآن سے فیض حاصل کیا۔ تقویٰ، پرہیزگاری، حُسنِ اخلاق اور علم و فضل میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد اشاعتِ دین کے لئے

قرآن سے فیض حاصل کیا تقویٰ پرہیزگاری حسنِ اخلاق اور فضل میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ اشاعتِ دین کے لئے عورتوں کو چندے دینے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے ہاتھ سے کام کر کے دین کی خاطر چندہ دینے کی تحریک کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب یہ تحریک خوب پھل پھول رہی ہے۔ لجنہ کے کام بڑی تندہی اور لگن کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔ لجنہ کی ایک تحریک میں اپنا زیور فروخت کر کے چندہ دیا، زندگی نے وفا نہ کی اور لجنہ کے قیام کے پانچ سال بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو وفات پا گئیں۔

آپ کے بچوں کو خدا تعالیٰ نے بڑے فضلوں سے نوازا۔ آپ کی بڑی بیٹی محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبد اللہ خان صاحب مدرسۃ الخواتین کی اولین طالبات میں سے ہیں۔ آپ نے جمشید پور میں لجنہ قائم کی اور وہاں کی صدر رہیں۔ جمشید پور اور پھر کراچی میں قیام کے دوران آپ نے درس القرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔

اسی طرح آپ کی چھوٹی بیٹی منیرہ بیگم اہلیہ چودھری مقبول احمد صاحب بحیثیت صدر شیخوپورہ لمبے عرصہ سے لجنہ اماء اللہ کی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ آپ کے بیٹے محترم ناصر محمد سیال صاحب نے زندگی وقف کی اور حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)۔ دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ کے نواسے محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب جو محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کے فرزند ہیں لاہور کی جماعت میں امیر جماعت ہیں اور سلسلہ کی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب بچے دین کی محبت اور تڑپ رکھتے ہیں۔ دعا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

٧

حضرت سیدہ صالحہ بیگم صاحبہ

اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (مرحوم)

آپ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے نہایت مقرب رفیق حضرت پیر منظور محمد صاحب (مصنف قاعدہ یسرنا القرآن) کی صاحبزادی اور ایک بہت بڑے بزرگ صوفی حضرت احمد جان صاحب آف لدھیانہ کی پوتی تھیں۔ چھوٹی عمر میں شادی ہوگئی اور حضرت مسیح پاک اور خلیفۃ المسیح الاوّل جیسے صاحبِ علم بزرگوں سے شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت سیدہ اماں جان کے صاحبِ علم اور محدث بھائی حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی بیگم ہونے کی حیثیت سے آپ سے علم حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس لئے آپ علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ قرآن کریم علم حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔ بڑے بڑے باریک نکتے حل کر لیا کرتی تھیں۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ مولوی فاضل تھیں۔ عربی اور فارسی کا اچھا علم رکھتی تھیں۔

۱۹۲۲ء سے ۱۹۵۲ء تک نائب صدر رہیں۔ منتظمہ جلسہ سالانہ کا عہدہ بھی آپ کے سپرد تھا ہزاروں مہمان خواتین کی مہمان نوازی اور میزبانی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ ہمیشہ سب کارکنان سے پہلے ڈیوٹی روم میں پہنچ جاتیں اور سب سے آخر میں واپس جاتی تھیں۔ کھانا کھلانے کے تمام انتظامات کی نگرانی خود کرتیں ایک ایک بیرک میں خود جا کر مہمان خواتین سے خیریت دریافت کرتیں حضرت مسیح پاک کے مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھتیں۔ اکرام ضیف کی اہمیت ہر وقت پیش نظر رہتی، صحت کی خرابی میں بھی کام سے غفلت نہ برتتیں۔ دینی و علمی موضوعات پر بڑے عمدہ، مدلل مضامین تحریر فرماتیں، تقاریر بھی کرتیں۔ جو بہت مؤثر ہوتیں

قادیان اور نواحی دیہات کی خواتین کو پڑھنا لکھنا سکھانے کا کام آپ کی نگرانی میں ہوتا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں سینکڑوں خواتین لکھنے پڑھنے اور دستخط کرنے کے قابل ہو گئیں۔ الیکشن کے کام کے لئے آپ نے قادیان اور دیہاتوں کے متعدد دورے کئے۔

رتن باغ فرقان فورس کے لئے اشیاء جمع کرنے اور ان کو قابلِ استعمال بنانے میں آپ بڑی مدد فرمایا کرتی تھیں۔

آپ کی زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے بندوں کی خدمت و اصلاح تھا۔ یہ شفیق ہستی ۸ ستمبر ۱۹۵۳ء کو ہم سے جدا ہو گئیں۔

آپ کے سب بچے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین کے خادم ہیں آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ نصیرہ بیگم مرحومہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب مرحوم، محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم اہلیہ میجر سید سعید احمد نے تمام زندگی خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت میں گزاری۔ سیدہ سعیدہ بیگم ملک عمر علی خان صاحب مرحوم سلسلہ کی خادمہ رہیں۔ آپ کے تینوں صاحبزادے جناب میر داؤد احمد صاحب مرحوم محترم میر محمود احمد صاحب، میر مسعود احمد صاحب سب ہی واقفِ زندگی ہیں۔ اپنے ملک میں اور بیرونِ ملک ہر محاذ پر دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ میر داؤد احمد صاحب مرحوم اور میر محمود احمد صاحب دونوں نے جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے عہدوں پر کام کیا۔ ان دونوں بیٹوں کو حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

آپ کی اگلی نسل بھی خادم دین ہے۔ سیدہ آپا نصیرہ بیگم صاحبہ کے دونوں صاحبزادے مرزا غلام احمد صاحب، جناب مرزا خورشید احمد صاحب محترمہ آپا سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کے صاحبزادے مکرم حسین احمد پاشا صاحب واقفِ زندگی ہیں اور دین کی خدمت پر مامور ہیں۔

دُعا ہے خدا تعالیٰ آئندہ بھی آپ کی نسلوں کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے اور آپ کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ آمین اللھم آمین۔

۸

محترمہ مریم بیگم صاحبہ

اھلیہ حافظ روشن علی صاحب

آپ حضرت مسیح پاک کے بہت پُرانے رفیق جناب مُنشی شادی خان صاحب کی صاحبزادی تھیں اور معزز عالمِ دین جناب حافظ روشن علی صاحب کی اہلیہ تھیں۔ لجنہ کے قیام کے بعد آپ مختلف وقتوں میں عہدوں پر دین کی خدمت کرتی رہیں۔ جلسہ سالانہ پر تقاریر کرتیں۔ الفضل۔ مصباح۔ احمدی خاتون تادیب النساء میں آپ کے مضامین شائع ہوا کرتے۔ الفضل کے خاتم النبیینؐ نمبروں میں آپ کی قلمی کاوشیں جگہ پاتیں۔ آپ بہت ہی بزرگ اور بلند پایہ عالمِ دین خاتون تھیں۔ آپ سے ہزاروں بچوں اور عورتوں نے قرآنِ کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) درس القرآن دیا کرتے تھے۔ اس کا تمام انتظام آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔ اس طرح خدا تعالےٰ نے آپ کو بہت لمبا عرصہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائی۔ ۱۲، ۱۳ جولائی کی درمیانی رات ۱۹۸۵ء میں وفات پائی اس وقت آپ کی عمر ۸۶ سال تھی۔ دُعا ہے خدا تعالےٰ آپ کو اپنی رضا اور محبت کی جنت عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ نے نہ صرف یہ کہ جسمانی خدمات ہی میں حصّہ لیا۔ بلکہ مالی قربانیوں میں بھی آپ صفِ اوّل میں نظر آتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود (خدا آپ سے راضی ہو) کی طرف سے جو تحریک ہوتی اس میں بساط سے بڑھ کر حصّہ لیتیں حضور نے جائیداد وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو آپ نے بڑے اخلاص سے اپنا رہائشی مکان اور ساری مملوکہ زمین وقف کر دی۔ گویا جان مال اور وقت سب کچھ خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے قربان کر دیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنے پیار کی چادر میں ڈھانپ لے۔ آمین۔

۹

محترمہ سیّدہ کلثوم بانو صاحبہ

بریلی کے سیّد عزیز الرحمٰن صاحب کی دوسری بیٹی تھیں۔ پہلی بیٹی سیّدہ عائشہ بانو صاحبہ حضرت عبدالرحیم صاحب نیّرؓ کی اہلیہ تھیں۔ سیّدہ کلثوم بانو صاحبہ کی شادی حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی سے ہوئی اس رشتہ کی تحریک کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود نے تحریر فرمایا "قاضی صاحب ایک صالح نوجوان ہیں"، قاضی صاحب انگلستان میں داعی الی اللہ رہے۔ سیّدہ کلثوم بانو صاحبہ دیندار مخلص خاتون تھیں۔ خدمتِ دین کا یہ عالم تھا کہ حضرت مصلح موعود کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ بے اولاد ہونے کی وجہ سے ضروریات محدود ہیں۔ اس لئے میرے وظیفہ میں کمی کر کے یہی رقم اشاعتِ دین کے مصرف میں لے آئیں۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ اور وظیفہ بھی بحال رکھا۔ بیت الفضل لندن کے لئے چندہ کی تحریک ہوئی تو ایک انگوٹھی کے سوا سارا زیور چندہ میں دے دیا۔ بے اولادی کے دُکھ کے ساتھ قاضی صاحب کی دوسری شادی کا فطری غم بھی صبر سے برداشت کیا۔ اولاد کے لئے دُعا کی درد انگیز درخواست کرتیں۔ حضرت مصلح موعود نے خاص طور پر دُعا فرمائی۔ قاضی صاحب کی دوسری شادی کے ایک سال بعد بیس سال کی دُعاؤں کا ثمر واحد اولاد کلثوم بانو کے بطن سے ایک بیٹی امۃ الوہاب پیدا ہوئیں۔ کلثوم بانو صاحبہ نے سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ سے قرآنِ پاک باترجمہ پڑھا۔ علمی مشاغل سے دلچسپی تھی۔ حضرت سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ امۃ الحی صاحبہ اور حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ سے ہم عمری اور ہم خیالی کی وجہ سے بے تکلفانہ دوستی کے تعلقات تھے۔ جلسہ سالانہ پر ذوق و شوق سے ڈیوٹی ادا کرتیں۔ آپ کو بچّوں کو بہلانے اور خاموش رکھنے کا کام دیا جاتا۔ تہجد گزار، رفیقۂ مسیح اور موصیہ تھیں۔ ۱۹۷۲ء میں وفات پاکر ربوہ میں مدفون ہیں۔

امۃ الوہاب صاحب کی شادی محترم عبداللطیف خاں صاحب سے ہوئی جو واقفِ زندگی تھے۔ ربوہ میں لجنہ کے کاموں میں حصّہ لیتی رہیں اب ڈیوس برگ مغربی جرمنی میں مقیم ہیں۔

۱۰

محترمہ حمیدہ خاتون صاحبہ

بنت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

لجنہ کے قیام کے بعد جلسہ سالانہ میں چھوٹے بچوں کو سنبھالنے کی ڈیوٹی سپرد ہوئی پھر اپنی والدہ محترمہ بیگم یعقوب علی عرفانی کے ساتھ بطور نائبہ سیکرٹری کے لجنہ اماءُ اللہ کی خدمات سر انجام دیتی رہیں۔ آپ کی شادی محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کے ساتھ ہوگئی تو آپ کھٹالیاں چلی گئیں جہاں محترم صوفی صاحب ہیڈ ماسٹر تھے وہاں جا کر آپ دین کی خدمت میں مصروف ہوگئیں کچھ عرصہ بعد محترم صوفی صاحب کو امریکہ مبلغ بنا کر بھیج دیا گیا، آپ ۵ر جولائی ۱۹۲۸ء میں وفات پاگئیں۔

آپ کی ایک بیٹی محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ حفیظ المعارف لانڈھی کراچی میں صدر اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت دین کر رہی ہیں۔ آپ کے بیٹے الطاف اختر وفات پا گئے ہیں۔ ان کے بچے اور بیگم محترمہ نسیمہ عرفانی پر خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کا سایہ رکھے۔ آمین اللھم آمین۔

۱۱

محترمہ عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ

اہلیہ مرزا گل محمد صاحب

آپ جماعت کے معزز رکن اور حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے انتہائی قریبی دوست جناب خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی پیدائش ۱۹۰۳ء کی ہے۔ آپ پیدائشی احمدی اور رفیقہ تھیں۔ لجنہ اماءُ اللہ کے قیام سے قبل ہی آپ محترمہ سیدہ امۃ الحی صاحبہ کے پاس قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرتی تھیں، علم حدیث اور حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی کُتب پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ مدرستہ الخواتین سے مولوی کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ (ایک دفعہ ۳۰۴/۴۰۰ اور دوسری بار ۵۵۳/۶۵۰ نمبر لے کر کلاس میں دوم مرتبہ دوم آئیں) مدرستہ الخواتین میں تقریروں کی مشق کروانے کے لئے ہر ہفتہ ایک اجلاس ہوتا۔ اس مجلس کی آپ پہلی سیکرٹری مقرر ہوئیں۔

جلسہ سالانہ کا انتظام پہلی دفعہ لجنہ اماءُ اللہ کے سپرد ہوا تو عورتوں سے بیعت کروانے کا کام آپ کے ذمے تھا۔ ۱۹۲۸ء میں زنانہ دستکاری کی نمائش ہوئی تو آپ اس کی پہلی سکریٹری ہونے کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں قادیان اور گرد و نواح کے دیہات کا دورہ کیا۔ عورتوں اور بچیوں سے نماز اور کلمہ طیّبہ سنا اور سکھایا۔ یہاں درس گاہ کھولنے کی تجویز پیش کی۔ درس گاہ کُھلنے پر بتیس ۳۲ لڑکیاں زیر تعلیم رہیں۔ ۱۹۴۴ء میں پہلی سیکرٹری تعلیم لجنہ اماءُ اللہ کی طرف سے مقرر ہوئیں۔ اچھی مقرر اور اچھی مضمون نویس تھیں۔ احمدی خاتون۔ الفضل مصباح میں آپ کے مضامین آیا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود (خدا آپ پر راضی ہو) کے درس القرآن کے نوٹ لیا کرتی تھیں۔

پاکستان بننے کے بعد ماڈل ٹاؤن لاہور اور پھر ربوہ میں بھی لجنہ کے کاموں میں حصّہ لیتیں، گویا اُنہوں نے اپنی ساری زندگی علم سیکھنے سکھانے کے لئے وقف رکھی۔ ۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء میں آپ نے وفات پائی۔ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین۔

۱۲

مکرمہ استانی میمونہ صوفیہ بیگم صاحبہ

اہلیہ مولوی غلام محمد صاحب

لجنہ اماءُ اللہ کے قیام کے فوراً بعد فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہوگئیں لہٰذا آپ کو پہلے جلسہ سالانہ پر نائبہ منتظمہ اسٹیج بنایا گیا اور پھر ہر سال آپ اسٹیج کی ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے نبھاتی رہیں۔ سیکرٹری مال۔ منتظمہ دستکاری کے ساتھ محاسبہ بھی رہیں، اپنے محلہ میں صدر اور سکریٹری مال کے فرائض بھی ادا کرتی رہیں۔ ۱۹۳۰ء میں مولوی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۵ء میں حفاظت کا انتظام اور نائبہ منتظمہ بیعت رہیں۔ لجنہ اماءُ اللہ کے قیام کے لیے قادیان کے گھروں۔۔۔۔ اور لجنہ کے حلقے قائم کئے تحریک جدید کے اجراء پر بھی تمام گھروں میں جا کر فہرستیں بنائیں اور محنت سے وصولی کی۔ ۷ر ستمبر ۱۹۲۹ء میں امرتسر میں لجنہ کا جلسہ سالانہ

ہوا تو آپ کو وہاں بھیجا گیا آپ نے جلسہ میں تقریر کی، قادیان کے جلسہ سالانہ میں آپ کی تقاریر ہوا کرتی تھیں اور آپ نظمیں بھی پڑھا کرتی تھیں۔ ۱۹۳۹ء میں لاہور کے سیرت النبیؐ کے جلسہ پر تشریف لے گئیں اور سیرت پاک پر تقریر کی۔ نصرت گرلز ہائی اسکول میں آپ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔

۱۹۲۹ء میں شوریٰ میں عورتوں کی نمائندگی کے حق کے بارے میں آپ نے تقریر کی۔ قادیان یا ربوہ میں جو بھی مالی قربانی کی تحریک ہوتی اس میں حصّہ لیتیں۔ وقفِ جائیداد کی تحریک کے وقت بھی آپ نے اپنے مکان کا ۱/۳ حصّہ کا وقف کیا۔ اسی طرح الیکشن کے کام میں بھی پیش پیش رہیں۔ نواحی دیہات میں تدریس کام بھی آپ نے کیا۔ آپ بڑی اچھی منتظمہ اور سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔ ربوہ میں تدریس القرآن کلاس کا اجراء ہوا تو کئی سال تک تدریس کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ نصرت گرلز اسکول ربوہ سے ریٹائرڈ ہوئیں تو آپ کو بیرونی لجنات کے دورہ جات کا کام سپرد ہوا۔ اس سلسلہ میں کم و بیش ۴۶ دفعہ پشاور۔ کراچی لاہور۔ ملتان مشرقی بنگال اور مختلف دیہاتوں کے دورہ جات کئے ہیں کافی عرصہ لجنہ کے اسٹور کا کام کیا۔

۱۹۲۲ء میں کئے ہوئے عہد وفا کو بڑے خلوص محبت و محنت سے نبھایا۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں وفات پاگئیں اللہ تعالےٰ اپنی محبت سے نوازے۔ آمین۔

آپ کے پوتے مکرم ڈاکٹر خالد احمد صاحب، نصرت جہاں کے تحت افریقہ میں کام کرچکے ہیں۔ آپ کی شادی حضرت مصلح موعود (آپ پر خدا راضی ہو) کی نواسی عزیزہ امتہ الحی صاحبہ سے ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی آئندہ نسلوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

۱۳

محترمہ سارہ درد صاحبہ

اھلیہ مولانا عبدالرحیم درد صاحب

آپ حضرت میاں محمد اسمٰعیل صاحب تاجر کتب آف مالیرکوٹلہ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ ۱/۳ کی موصیہ تھیں۔ نہایت صابرہ شاکرہ اور متوکل علی اللہ خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) سے بہت پیار کرتیں۔ قرآن پاک سے عشق تھا۔ قرآن کریم حضرت خلیفہ اوّل سے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان گنت بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ۱۹۲۸ء میں جب آپ کے شوہر محترم مولانا عبدالرحیم درد صاحب انگلستان سے واپس تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں جو ایڈریس پیش کیا گیا اس میں آپ کی خدمات کو سراہا گیا۔ آپ نے شوہر کی غیر موجودگی کا عرصہ انتہائی صبر و تحمل سے گزارا۔ آپ نے ان گنت احمدی بچوں کی تربیت فرمائی۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے نیک اور خادمِ دین اولاد سے نوازا آپ کی ایک بیٹی رضیہ درد صاحبہ مجلس عاملہ مرکزیہ کی ممبر ہیں اور لمبے عرصہ سے لجنہ کی خدمت کررہی ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۴

محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ

بنت مکرم ماسٹر شیخ عبدالرحمٰن صاحب

آپ خلیفہ نورالدین آف جموں کی نواسی تھیں۔ آپ کی شادی جناب ماسٹر محمد حسن تاج صاحب سے ہوئی تھی۔ آپ بہت ذہین اور تحصیلِ علم کا شوق رکھنے والی خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ مدرسۃ الخواتین میں داخلہ لیا۔ بہت اچھی مقررہ بھی تھیں۔ جو کام بھی آپ کے سپرد کیا جاتا اُس کو بڑی تندہی سے کرتی تھیں۔ جلسہ سالانہ پر نائبہ منتظمہ بیعت کا کام کرتی رہیں آپ ۱۹۳۵ء میں بیمار ہوگئیں اور پھر بستر سے اُٹھ نہ سکیں۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۳ء کو وفات پاگئیں آپ موصیہ تھیں۔

دیگر مالی قربانیوں میں بھی حصّہ لیتی ہیں۔ آپ کی ایک ہی بیٹی محترمہ عزیزہ خورشید بیگم محمود احمد خان لودھی مرحوم ہیں۔ انہوں نے ساری زندگی لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں گزاری جہاں بھی رہتیں مثلاً لاہور، منڈی بہاء الدین میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ربوہ میں امتہ الحی لائبریری میں کام کیا۔ اور اب کراچی میں حلقہ لیاقت آباد کی صدر ہیں اور ضلع کراچی کے دفتر میں کام کرتی ہیں۔ آپ کے بیٹے منور احمد اور منصور احمد دونوں جماعت کا کام کرتے ہیں منصور احمد حافظ قرآن بھی ہیں آپ کی بیٹیاں امتہ النور، امتہ القدیر، امتہ المتین تینوں ناصرات الاحمدیہ کی سیکرٹری کے طور پر کام کرتی ہیں۔ دُعا ہے خدا تعالےٰ آئندہ نسلوں کو بھی خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

اللہ تعالےٰ اِن نیک و پاک خادمِ دین ہستیوں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے اپنی محبت کی چادر میں ڈھانپ لے اور اپنی رضا کے پانی سے سیراب فرمائے اور قیامت تک جماعت احمدیہ کی نسلوں کو ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منارۃ المسیح

۱۹۶۵ء میں، قومی دفاعی فنڈ میں محترمہ جمیلہ عرفانی اور بیگم ایم اے خورشید
اسٹیٹ بنک کے مینجر کو چیک پیش کرتے ہوئے۔

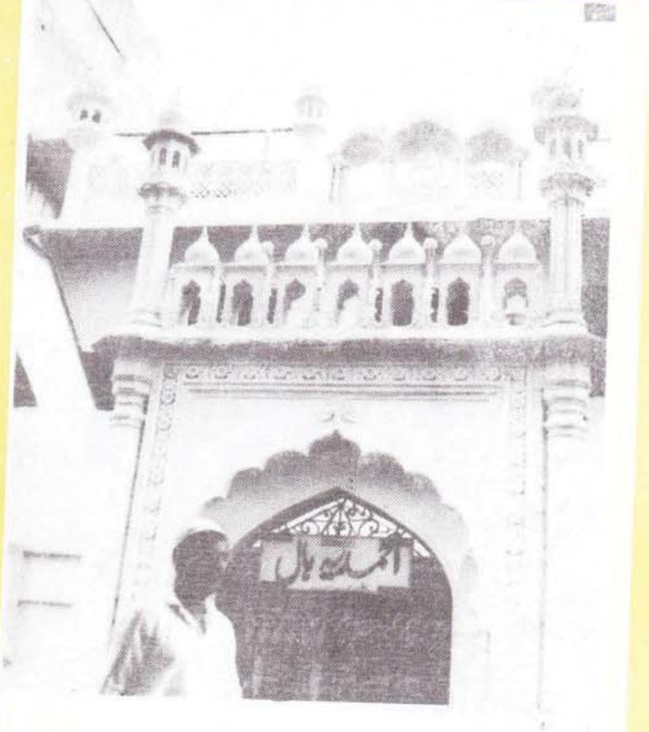

احمدیہ ہال کراچی

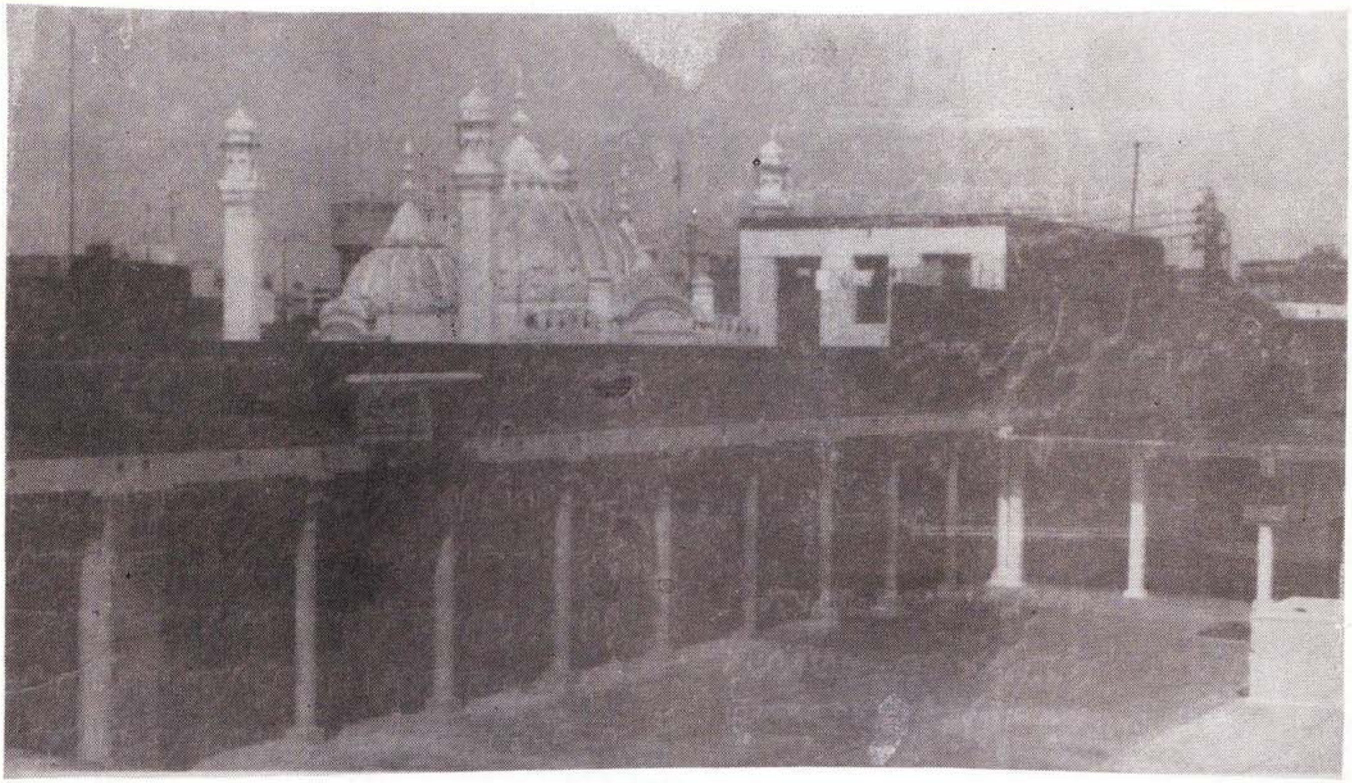

بیت الاقصیٰ قادیان کا بیرونی منظر

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود قادیان

لجنہ اماءُ اللہ

ہزاروں درود و سلام ہوں اُس محسنِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جو تمام جہانوں کے لئے رحمتِ مجسّم بن کر آیا۔ جس نے عورت کو اُس کے پامال شدہ حقوق واپس دِلوائے۔ اور معاشرہ میں اس کی حقیقی عزّت کو قائم کیا۔ لیکن مُرورِ زمانہ کے بعد جب دُنیا ایک بار پھر اُس حسین تعلیم کو بھول گئی تب اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے رُوحانی فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کو احیائے دین او قیامِ شریعت کے لئے مبعُوث فرمایا۔ آپ نے جہاں عورت کو اُس کے حقیقی منصب و مقام اور ذمّہ داریوں سے رُوشناس کیا وہاں مَردوں کے حقُوق کی ادائیگی اور ان سے حُسنِ سلوک کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے زمانہ میں ہی ایک خاصی تعداد ایسی خواتین کی پیدا ہو چکی تھی جن کے دِلوں میں علم و فضل کی شمعیں روشن ہو چکی تھیں ـــ !!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کا عہدِ خلافت خصُوصاً خواتین کے لئے نہایت ہی مُبارک ثابت ہُوا۔ آپ نے مسندِ خلافت پر متمکّن ہوتے ہی اِس ضرورت کو شدّت سے محسُوس کیا کہ جماعت کی ترقی عورتوں کی صحیح تعلیم و تربیت سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اِس اہم مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو احمدی مستورات کی عالمگیر تنظیم کی بنیاد رکھی۔ حضور نے فرمایا :-

"یاد رکھو ! کوئی دِین ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ عورتیں ترقی نہ کریں۔ پس اِسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی ترقی کرو۔ عورتیں کمرے کی چار دیواری میں سے دو دیواریں ہیں۔ اگر کمرے کی دو دیواریں گر جائیں تو کیا اس کمرے کی چھت قائم رہ سکتی ہے ؟ نہیں ! ہرگز نہیں !!" (خطاب حضرت مُصلح موعود بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۲ء)

نیز فرمایا ـــ "ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پُورا کرنے کیلئے عورتوں کی کوشش کی بھی اُسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے ؟ ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیئے۔ جس سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اِسی دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکیں "۔

احمدی خواتین کی یہ تنظیم جو صرف چودہ ممبرات سے شرُوع ہُوئی تھی آج بفضلہٖ تعالیٰ ایک عالمگیر تنظیم بن چکی ہے۔ ابتداءً صرف قادیان میں لجنہ اماءاللہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اِس کے بعد ۱۹۲۴ء سے آہستہ آہستہ ہندوستان کے مختلف شہروں اور دیہات اور پھر بیرونی ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہونی شرُوع ہو گئیں۔ تقسیمِ مُلک تک اِس تنظیم کا مرکزی دفتر بھی قادیان میں رہا۔ جو تقسیم کے بعد ربوہ منتقل ہو گیا۔ جس کے تحت بشمولِ پاکستان دُنیا کے ۴۶ ممالک میں لجنہ اماءاللہ سرگرم عمل ہے ـــ لجنہ اماءاللہ کی پہلی صدر حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد صاحبہ تھیں۔ (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو جب یہ تنظیم قائم فرمائی تو حضرت اماں جان نُصرت جہاں بیگم کی خدمت میں ممبرات لجنہ اماءاللہ نے صدارت کی درخواست کی چنانچہ پہلا اجلاس آپ کی صَدارت میں شرُوع ہُوا۔ مگر دورانِ اجلاس ہی آپ نے حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد کو صدر نامزد فرما دیا)

حضرت سیدہ اُمِّ ناصر احمد ۱۹۲۲ء تا ۳۱ر جولائی ۱۹۵۸ء تک صدر رہیں۔ لیکن ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۴ء اُن کی بیماری کے دوران حضرت سیدہ اُمِّ طاہر احمد صدر رہیں۔ اس کے بعد ماہ اگست ۱۹۵۸ء سے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم سیدنا حضرت مُصلح موعُود صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ ہیں جو انتھک محنت سے تمام دُنیا کی لجنات کی رہنمائی فرما رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمُر میں برکت دے تا آپ کی قیادت میں لجنات کے قدم مزید تیز ہوں۔ آمین۔ لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کی پہلی سیکرٹری سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ حرم حضرت مُصلح موعُود تھیں۔ اُن کے بعد حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب۔ حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت مُصلح موعود اور حضرت سیدہ اُمِّ طاہر۔ حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ نے بھی جنرل سیکرٹری کے فرائض ادا کئے۔

لجنہ اماءاللہ کے ہمہ گیر پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے درجِ ذیل شُعبہ جات قائم کئے گئے ہیں :- شعبہ اعتماد۔ شعبہ تجنید۔ شعبہ تربیت۔ شعبہ تعلیم۔ شعبہ تبلیغ۔ شعبہ مال۔ شُعبہ خدمتِ خلق۔ شعبہ صحتِ جسمانی۔ شعبہ ضیافت۔ شعبہ تحریک جدید۔ شعبہ وصیت اور شعبہ کیسٹ پروگرام۔ لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کے تحت خلفائے سلسلہ نے احمدی خواتین میں قربانی کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ آج احمدی خواتین مالی قُربانی کے مَیدان میں صفِ اوّل میں نظر آتی ہیں۔ بیت فضل لنڈن۔ بیت محمُود ہالینڈ۔ بیت نُصرت جہاں ڈنمارک۔ ربوہ میں لجنہ اماءاللہ کے مرکزی دفتر اور ہال کی پُرشوکت عمارت اور بیت النُّصرت لائبریری قادیان کی تعمیر احمدی مستُورات کی بے دریغ مالی قُربانیوں کا مُنہ بولتا ثبُوت ہے۔ ان کے علاوہ بھی خلفائے سلسلہ کی طرف سے جاری ہونے والی ہر بابرکت مالی تحریک میں بھی احمدی خواتین نے ہمیشہ نمایاں حصّہ لیا ہے ـــ ۱۹۴۵ء میں لجنہ اماءاللہ کے ایک اہم شُعبہ ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت آٹھ سے پندرہ سال تک کی عُمر کی احمدی بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے۔ اس شعبہ کی پہلی سیکرٹری محترمہ طیّبہ صدیقہ بیگم خان مسعود احمد خان صاحب مقرر کی گئیں ـــ

تاریخ لجنہ اماء اللہ کراچی

مرتبہ:۔ نگار علیم

کراچی میں جماعت احمدیہ کا پہلا مرکز ۱۹۳۷ء میں احمد خان بلڈنگ واقع سولجر بازار میں قائم ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لاتے تو اپنے دو اڑھائی سو احباب کے ساتھ یہیں مقیم ہوتے ....

لجنہ کی باقاعدہ تنظیم نہ تھی۔ خواتین خانہ بڑے شوق اور اہتمام سے معزز مہمانوں کے لئے خود کھانا تیار کرتیں اور دیگر خدمات سرانجام دینے میں فخر محسوس کرتیں۔ اس زمانہ میں یہ سعادت محترمہ امینہ بی اہلیہ ایوب خان صاحب، محترمہ حمیدہ بی اہلیہ حاجی خان صاحب۔ اہلیہ صاحب عبدالرزاق خان صاحب، ان کی بیٹیوں اور دیگر اہلِ خانہ نے حاصل کی۔

لجنہ اماء اللہ کراچی باقاعدہ طور پہ ایک تنظیم کی حیثیت سے ۱۹۳۸ء میں قائم ہوئی۔ ۱۹۳۸ء سے تقسیم پاک و ہند تک بیشتر ریکارڈ تلف ہو چکا ہے اس لئے کوئی تفصیلی معلومات تو حاصل نہ ہو سکیں۔ تاہم اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد حسین صاحب نے یہاں لجنہ اماء اللہ کی شاخ قائم کی تھی۔ گویا لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی تاریخ ۱۹۳۸ء سے شروع ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں لجنہ کے اجلاسات پندرہ روزہ ہوتے تھے۔ ممبرات کی تعداد پچیس اور تیس کے درمیان تھی۔ عہدیداران میں محترمہ امۃ النصیر اہلیہ صاحبہ چودھری احمد جان صاحب۔ محترمہ عائشہ بیگم علیمی خان صاحب اور محترمہ بلقیس خانم بنت حاجی عبدالکریم صاحب شامل تھیں۔

قیامِ پاکستان کے وقت محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ محترم چودھری احمد جان صاحب لجنہ کراچی کی صدر تھیں۔

۱۹۴۷ء میں نو واردان کراچی نے تنظیم میں کس طرح شمولیت کی اور کارواں کس طرح آگے بڑھایا یہ دلچسپ، عہد آفرین اور ایمان افروز حالات محترمہ احمدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری بشیر احمد صاحب نے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمائے ہیں۔

"پارٹیشن کے وقت غالباً پندرہ اگست ۱۹۴۷ء کی شام کو ہم لوگ بذریعہ ریل گاڑی دہلی سے روانہ ہو کر سترہ اگست کو کراچی پہنچے۔ ماہِ رمضان المبارک کا اختتام تھا۔ خبروں میں یہ سن کر کہ ہمارا پیارا مرکز قادیان ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ میں تقریباً نیم بیہوش ہو گئی۔ اس وقت کی دلی کیفیت کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے ....

اگلے دن عید کا چاند نظر آیا اپنے مہربان میزبان کے ذریعہ پتہ کیا کہ عید کی نماز کہاں ہو گی۔ غرضیکہ ہم لوگ غمزدہ دلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر فریضہ نماز عید الفطر کی ادائیگی کی غرض سے زولوجیکل گارڈن پہنچے۔ نماز کے بعد جماعت احمدیہ کے زن و مرد بچے بوڑھے متفرق مقامات سے آئے ہوئے عجیب جذبات لئے ایک دوسرے کی تلاش میں سرگرداں و پریشاں نظر آئے۔ ہم دہلی سے آئی ہوئی مستورات بھی انہیں کوششوں میں لگی ہوئی تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری خواہش پر عزیزہ ناصرہ نسرین بنت شیخ عبدالحق صاحب نے مجھے لجنہ کراچی کی صدر محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ چودھری احمد جان صاحب کے پاس لے جا کر تعارف کرایا۔ اس کے بعد لجنہ کراچی کے چند اجلاسات میں جو صدر لجنہ کے گھر پر ہی منعقد ہوتے تھے شرکت نصیب ہوئی۔

پارٹیشن کی وجہ سے مختلف مقامات سے آئے ہوئے احمدی گھرانوں کی کثرت کی وجہ سے لجنہ کراچی کی ممبرات کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔ صدر لجنہ کراچی نے اپنی بعض گھریلو مصروفیات اور معذور بچوں کی نگہداشت کے پیشِ نظر مزید کام جاری رکھنے سے معذوری کا اظہار کیا اور خواہش ظاہر کی کہ لجنہ کراچی کی ممبرات میں اب اضافہ ہو چکا ہے اس لئے از سر نو تنظیم کی جائے اور نئی عہدیداران مقرر کی جائیں۔ کثرت رائے سے یہ طے پایا کہ انتخاب کی غرض سے ایک جلسہ میرے غریب خانہ یعنی نمبر ۶ بندر روڈ ایکسٹینشن پر منعقد کیا جائے۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کو یہ جلسہ وقت مقررہ پر محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ احمدی مستورات کی اکثریت محترمہ استانی صاحبہ کو صدر لجنہ کراچی کے فرائض سپرد کرنے کے حق میں تھی جس پر محترمہ استانی صاحبہ نے اپنی کراچی میں عارضی رہائش کے مدِ نظر فرمایا کہ "صدارت

کی ذمہ داری کراچی میں منتقل مقیم ممبرات میں سے ہی کسی کو دی جا سکتی ہے۔" بعد ازاں خاکسارہ کا نام پیش ہو کر منظور ہوا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جتنا عرصہ استانی صاحبہ کراچی میں رونق افروز رہیں۔ نہ صرف ہماری سرپرستی کرتی رہیں۔ بلکہ ہم بھولی بھٹکی احمدی مستورات کی از سرِ نو تربیت اور تنظیم میں بھی کوشاں رہیں۔ خاکسارہ کو ان کے ساتھ ایک معاونہ کی حیثیت سے جو کچھ بھی خدمت دین کا موقع ملا وہ ایک غیر مترقبہ نعمت بنا۔

محترمہ مذکورہ کی پُر خلوص نگرانی کا نتیجہ کامیاب لجنہ کہلانے کی صورت میں اور جس پر بار ہا مرکز سے تعریفی ریمارکس ملتے رہے۔

لجنہ اماء اللہ کراچی کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ایسی مبارک ہستیوں کا قرب نصیب ہوا جو خلوصِ دل سے لجنہ کراچی کی کامیابی کی خواہاں اور کوشاں رہیں۔

سیدہ محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اپنے چند ماہ کے عارضی قیام میں لجنہ کراچی کی خاصی تربیت فرمائی۔ ماہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا درس روزانہ میرے غریب خانہ پر شروع کیا جس کی برکت سے آج تک لجنہ کراچی کے زیرِ انتظام یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔"

"ان دِنوں ہر اجلاس میں اگلے اجلاس کا پروگرام بنا لیا جاتا تھا اور تمام چندہ جات بھی دورانِ اجلاس ہی جمع کئے جاتے تھے۔ نمازِ جمعہ چونکہ احمدیہ ہال کراچی کی تکمیل کے بعد یہیں ہونے لگی تھی اور مستورات کو یہاں آنے میں سہولت رہتی تھی اس لئے دفتر لجنہ کی ضرورت محسوس ہوتے ہی اس جگہ کو موزوں خیال کیا گیا۔ اس موقع پر ایک الماری دفتر لجنہ کے لئے سید شرافت حسین صاحب مالک نیو احمدیہ فرنیچر مارٹ نے لجنہ کو پیش کی۔ جو لجنہ کراچی کا چھوٹا سا دفتر بنی۔" (اس میں متعلقہ کاغذات و فائلیں نیز کھاتہ جات وغیرہ رکھے گئے) احمدیہ ہال کی تکمیل کے بعد محترم امیر صاحب نے لجنہ گیلری کا ایک کمرہ از راہِ شفقت لجنہ کو مرحمت فرما دیا۔ ضرورت کا تمام سامان کرسی، میز، قلم دوات وغیرہ سب احمدی بھائی بہنوں کا عطیہ ہیں۔ اب یہ ننھا سا دفتر جمعہ کے علاوہ ہفتہ میں دو دن، چار، پانچ گھنٹوں کے لئے کھولا جانے لگا۔ چونکہ کام کافی پھیل چکا تھا اس لئے بعد میں مزید جگہ کی ضرورت محسوس ہونے لگی امیر جماعت احمدیہ جناب چودھری عبداللہ خان صاحب سے دفتر لجنہ کراچی سے ملحقہ کمرے کا تقاضا کیا گیا۔ رشتہ داری کے لحاظ سے بے تکلفی بھی تھی مجھے ان کے کہے ہوئے الفاظ اور وہ نظارہ جو آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے کبھی نہیں بھول سکتے۔ فرمایا "مگر وعدہ کرو کہ اب لجنہ آئندہ کسی کمرے کا تقاضا نہیں کرے گی۔" جواباً خاکسارہ نے عرض کی "آپ بھی کمال کرتے ہیں بھائی جان جو یہ شرط لگاتے ہیں۔ میرا تو دل چاہتا ہے لجنہ کراچی اتنی ترقی کرے کہ ایک دن یہ تقاضا ہو کہ لجنہ کراچی کی ضروریات کے مدِّ نظر جماعت احمدیہ ہال کو مکمل طور پر لجنہ کے حوالہ کر کے خود کوئی اور مقام حاصل کر لے۔" میرے منہ سے نکلے ہوئے یہ بے ساختہ الفاظ ان کی بے حد خوشنودی کا باعث بنے۔ الحمدللہ۔"

محترمہ بیگم صاحبہ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ہم کہیں اور نکل آئے ہیں۔ لہٰذا اس زمانہ کی طرف مراجعت کرتے ہیں۔

احمدہ بیگم صاحبہ چودھری بشیر احمد صاحب کے زمانہ صدارت میں صغریٰ بیگم قدسیہ صاحبہ سیکرٹری اور سیکرٹری مال مقرر کی گئی تھیں۔ وہ لجنہ کا سارا ریکارڈ اور حساب کتاب رکھتیں۔ جب لجنہ اماء اللہ کا دوسرا اجلاس ہوا تو حاضری ۷۵ ممبرات پر مشتمل تھی۔ اس وقت یہی حلقہ مرکزی حلقہ تھا اور سولجر بازار کے نام سے موسوم تھا۔ (بعد میں یہ حلقہ جیکب لائنز کہلانے لگا) لجنہ کراچی کا دوسرا حلقہ سعید منزل کے قائم کیا گیا۔ اس رامسوامی کا علاقہ بھی شامل تھا اس کی صدر محترمہ خضر سلطانہ صاحبہ دہلوی منتخب ہوئیں۔ جبکہ سیکرٹری جمیلہ عرفانی صاحبہ تھیں۔ محترمہ خضر سلطانہ نے ۱۴ جنوری ۱۹۴۸ء تک یہاں صدارت کے فرائض انجام دیئے اس کے بعد محترمہ بیگم احمد جان صاحبہ صدر منتخب ہوئیں۔ جمیلہ عرفانی نائب صدر، سیکرٹری صفیہ اللہ داد صاحبہ اور محترمہ کلثوم رحمانی صاحبہ سیکرٹری مال سعیدہ بیگم صاحبہ۔ دیگر قابلِ ذکر اور متعدد کارکنات میں فضیلت بیگم صاحبہ، معصومہ بیگم صاحبہ، سیدہ صالحہ بانو صاحبہ اور ممتاز بیگم صاحبہ شامل ہیں۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء کو ایک شاندار جلسہ مصلح الموعود منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے فرمائی۔

۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو حضور خلیفۃ المسیح الثانی کراچی میں رونق افروز ہوئے اور ۱۸ مارچ کو ۱۱ بجے دن تھیوسوفیکل ہال میں کراچی لجنہ سے تاریخی خطاب فرمایا۔ اس دن ہال میں حضور کی تقریر سننے کے لئے بعض معزز مہمان خواتین بھی تشریف لائیں مثلاً لیڈی عبداللہ ہارون مع اپنی بہو بیٹیوں کے۔ محترمہ بیگم تزئین فریدی صاحبہ۔ محترمہ بیگم شعبان صاحبہ، مسز جی اے خان اور مسز آغا ہلالی صاحبہ۔ حضور نے اپنے

خطاب میں سورۃ کوثر کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ احمدی مستورات کی تعداد ساڑھے چھ سو تھی۔

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک لیاقت آباد۔ گولیمار۔ فیڈرل ایریا لارنس روڈ، مارٹن روڈ اور ناظم آباد کے حلقہ جات قائم ہو چکے تھے۔

۱۶ اور ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء کو لجنہ کراچی کی نمائندگان نے پہلی مرتبہ پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر منعقد ہونے والی مجلس مشاورت میں شرکت فرمائی۔

۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک قائم ہونے والے حلقہ جات میں جن خواتین نے نمایاں کام کیا۔ ان میں محترمہ وزیر بیگم بٹ صاحبہ۔ محترمہ حبیبہ ہاشمی صاحبہ۔ محترمہ عائشہ خادم حسین۔ محترمہ مسعودہ بٹ۔ محترمہ ذکیہ بٹ محترمہ سرور جان صاحبہ۔ محترمہ بلقیس صادقہ۔ محترمہ خیر النساء خالدہ۔ محترمہ رؤفہ بیگم۔ محترمہ فاطمہ بیگم۔ محترمہ کفیلہ کوثر۔ محترمہ بیگم صاحبہ مولوی مجید صاحب۔ محترمہ بیگم یٰسین صاحبہ۔ محترمہ ثریا رانجھا محترمہ فاطمہ احسان الٰہی صاحبہ اور محترمہ ہمشیرہ صاحبہ خالد لطیف شامل ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کراچی کی جنرل سیکرٹری محترمہ صغریٰ بیگم قدسیہ صاحبہ کچھ عرصہ بعد بوجہ صحت کی خرابی مستعفی ہو گئیں تو ان کی جگہ محترمہ مجیدہ بیگم شاہنواز صاحبہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئیں اور محترمہ جمیلہ عرفانی صاحبہ کو نائبہ جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالحمید سیکرٹری مال چنی گئیں۔

۲۷، ۲۸، دسمبر ۱۹۴۹ء کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کے علاوہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ میں بھی لجنہ کراچی کی عہدیداران نے شرکت فرمائی۔ لجنہ کراچی کا پانچواں حلقہ جیکب لائنز کے نام سے قائم کیا گیا۔ تو اس کی صدر رشیدہ بیگم اہلیہ شیخ عبدالحق صاحب مقرر کی گئیں۔ جن کے بیرونِ شہر تشریف لے جانے کے بعد محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ ڈاکٹر عبدالرحمان کامٹی کو صدارت کے فرائض سونپے گئے۔ بیگم صاحبہ میر امان اللہ صاحب نائب صدر مقرر کی گئیں۔ ان کے علاوہ اس حلقہ میں محترمہ احمدی بیگم زہرہ۔ محترمہ ذکیہ بُشریٰ صاحبہ۔ نعیمہ ملک صاحبہ۔ حفیظہ فیض عالم صاحبہ۔ فرخندہ اختر صاحبہ اور نواب بیگم صاحبہ نے بہت اچھا کام کیا۔

ماہ ستمبر ۱۹۵۰ء میں حضور خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے تو ۱۷ ستمبر ۱۹۵۰ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی کو احمدیہ ہال میں ان کے ایک اہم خطاب سے مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ جس میں حضور نے انسانی پیدائش کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے احمدی عورتوں کو ان کی بنیادی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

۱۹۵۰ء میں حضرت سیدہ اُمِّ ناصر صاحبہ نے ملیر کینٹ میں ایک حلقہ کا قیام فرمایا ان دنوں آپ اور حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ کراچی میں رونق افروز تھیں۔ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد حنیف صاحب صدر منتخب کی گئیں۔ اور فہمیدہ لطیف صاحبہ کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

ابتداء میں مارٹن روڈ اور جہانگیر روڈ ایک ہی حلقہ تھا۔ مگر بعد میں جہانگیر روڈ میں الگ حلقہ قائم کر دیا گیا۔ یہاں کی نمایاں کارکنات میں محترمہ امۃ الہادی رشید الدین صاحبہ، محترمہ نسیم خدیجہ صاحبہ۔ محترمہ گلزار بیگم صاحبہ آفتاب بسمل۔ محترمہ سلمیٰ آفتاب۔ محترمہ حمیدہ سلیم صاحبہ اور محترمہ محمودہ احمد صاحبہ شامل ہیں۔

۲۷ دسمبر ۱۹۵۰ء کو لجنہ اماء اللہ کی پانچویں مجلس شوریٰ کے موقع پر لجنہ کراچی کی نمائندگان نے تجویز پیش کی کہ "ہر لجنہ کی طرف سے سال میں کچھ ایسے جلسے منعقد کئے جائیں جن میں غیر احمدی بہنوں کو مدعو کیا جائے تاکہ احمدیت کی طرف سے ان کے دل میں جو شکوک اور غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں انہیں دور کیا جا سکے۔ نیز ان جلسوں میں معمولی تواضع کا انتظام بھی کیا جائے"۔

یہ تجویز اس شکل میں منظور کر لی گئی۔ کہ ایسے جلسہ جات لازمی نہ کئے جائیں تاہم جو لجنہ ایسے جلسے منعقد کرنا چاہے اور خرچ برداشت کر سکے وہ ضرور کرے"۔

یہ تجویز ملیر کینٹ کی تھی لہٰذا جون ۱۹۵۱ء میں انہوں نے ایک بڑا تبلیغی جلسہ منعقد کیا اور غیر از جماعت بہنوں سے گفتگو کے علاوہ کافی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

لجنہ کے امتحانات منعقدہ مئی ۱۹۵۱ء میں کراچی کے حلقہ ملیر کی ممبر فہمیدہ بیگم نے سوئم پوزیشن حاصل کی۔

۱۸ نومبر ۱۹۵۱ء کو ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس میں بعض معزز غیر احمدی خواتین بھی شامل ہوئیں۔

۱۹۵۲ء میں حلقہ ایبے سینیا لائنز کا قیام عمل میں آیا۔ اس حلقہ میں بیگم صاحبہ حبیب بخش۔ محترمہ بیگم صاحبہ ذاکر محمد حسین صاحب۔ محترمہ امۃ الرشید بیگم صوفی مبارک صاحب۔ بیگم صدیق شاہ صاحب اور بیگم مولوی اسماعیل بقاپوری صاحب نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔

سینٹرل کمیٹی لجنہ کراچی کے تحت درسِ قرآن کا سلسلہ بھی شروع

کیا گیا۔ سب سے پہلا درس محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے دیا۔ اس کے علاوہ محترمہ آمنہ بیگم چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ جیکب لائنز میں اور محترمہ خضر سلطانہ صاحبہ حلقہ سعید منزل میں درس دیتی رہیں۔

ناظم آباد میں حلقہ ۱۹۵۰ء میں قائم ہو چکا تھا جس کی صدر محترمہ عائشہ بیگم عیسیٰ خان بھاگلپوری صاحب تھیں۔ ان کی مسلسل علالت کی وجہ سے ۱۹۵۲ء میں نئے انتخابات عمل میں آئے۔ اور عائشہ بیگم صاحبہ انتظار حسین صاحب کو نئی صدر منتخب کیا گیا۔ محترمہ ناصرہ بیگم ایم اے خورشید صاحبہ نائب صدر اور بیگم شریف وڑائچ صاحب سیکرٹری مقرر کی گئیں۔ بعد میں اس میں کچھ ترمیم ہوئی اور محترمہ ظفر جہاں بھٹی صاحبہ اہلیہ بیگم عبدالمجید بھٹی صاحب کو نائب صدر اور بیگم خورشید صاحبہ کو سیکرٹری بنا دیا گیا۔ سیکرٹری مال محترمہ صاحبزادی خورشید صاحبہ اور نائب سیکرٹری وسیمہ اختر صاحبہ مقرر ہوئیں۔

۲۶ اگست ۱۹۵۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے احمدیہ ہال میں لجنہ اماء اللہ سے اہم ترین خطاب فرمایا جس میں احمدیت کے خلاف مخالفت کے طوفان کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے مستورات پر زور دیا کہ مردوں کے دوش بدوش وہ بھی احمدیت کے متعلق پھیلائی گئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ سوسائٹی میں ظاہر طور پر عورتوں کا اثر و رسوخ کافی بڑھ چکا ہے۔ آپس میں میل جول اور تعلقات کا دائرہ وسیع کرنے سے غیروں کو ہمارے عقائد کا بخوبی علم ہو سکے گا۔ ۱۹۵۳ء میں لجنہ کراچی کی طرف سے بیگم رعنا لیاقت علی صاحبہ کو ہالینڈ میں سفیر مقرر ہونے پر عصرانہ دیا گیا اور سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کے مقاصد اور مساعی سے آگاہ کیا گیا۔ اپنے جوابی خطاب میں انہوں نے لجنہ اماء اللہ جیسی تنظیم سے تعارف حاصل ہونے پر بڑی مسرت کا اظہار کیا۔

۲۴ نومبر ۱۹۵۳ء کو لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر اہتمام احمدیہ ہال میں ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جس کی مہمان خصوصی محترمہ بیگم صاحبہ خان عبدالقیوم خان صاحب، سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد تھیں۔ جلسہ میں کافی غیر از جماعت مہمان خواتین شامل ہوئیں۔

۱۹۵۴ء میں حضور ایدہ اللہ پر قاتلانہ حملہ کے مذموم ارتکاب کے سلسلہ میں لجنہ کراچی کی طرف سے ایک قرارداد منظور کر کے لجنہ مرکزیہ ربوہ اور حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری کو بھجوائی گئی۔ احمدیوں کے خلاف فسادات کے نتیجہ میں "الفضل" کی اشاعت بھی حکومت کی طرف سے ایک سال کے لئے روک دی گئی۔ لہٰذا لجنہ کی رپورٹیں ہفت روزہ "المصلح" کراچی میں شائع ہوتی رہیں۔ کیونکہ اس وقت اسے جماعت احمدیہ کے واحد ترجمان کی حیثیت حاصل تھی۔

۱۹۵۵ء میں جو حلقہ جات کام کر رہے تھے۔ ان میں کام کرنے والی نمایاں ممبرات کے نام یہ ہیں محترمہ آمنہ بائی صاحبہ، سیدہ جمیلہ خاتون صاحبہ۔ محترمہ انور بیگم صاحبہ۔ عائشہ بٹ صاحبہ۔ ہاجرہ بیگم صاحبہ۔ فہمیدہ بخاری صاحبہ۔ بیگم مفتی محمد حسین صاحب۔ امۃ القدیر فرحت صاحبہ۔ امۃ الحئی طلعت صاحبہ۔ بیگم اشرف صاحبہ۔ بیگم ممتاز اسلم صاحبہ۔ بیگم طاہرہ ناصر شاہ صاحبہ۔ سارہ نسیم صاحبہ۔ محترمہ امۃ اللطیف بشیر صاحبہ۔ اور امۃ السلام بیگم صاحبہ

۱۹۵۵ء میں لجنہ کراچی کو ایک منظم اور تربیت یافتہ جماعت کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اور اب کام بھی کافی پھیل گیا تھا۔ سنٹرل کیٹی کا حلقہ جات پر مکمل کنٹرول تھا۔ ہر شعبہ کے لئے علیحدہ سیکرٹری مقرر تھی۔ ہر ماہ عاملہ عامہ کا ایک جلسہ ہوتا تھا جس میں تمام حلقہ جات کی کارکردگی کی رپورٹ سنی جاتی تھی۔ سنٹرل کیٹی کے عہدیدار حلقہ جات کا دورہ کر کے ان کی مستعدی کا جائزہ لیتے رہتے تھے۔

لجنہ کراچی کے کام میں وسعت کے پیش نظر اب ایک کلرک کی ضرورت محسوس کی جانے لگی تھی جو حسابات اور ریکارڈ رکھ سکے چنانچہ محترمہ حفیظۃ الرحمان صاحبہ نے کچھ عرصہ یہ ذمہ داری سنبھالی اور دفتر کی فائلوں کو باقاعدہ ترتیب دیا۔ احمدیہ ہال کی تکمیل سے قبل تمام بڑے جلسہ جات بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب کی قیام گاہ پر ہوتے تھے۔ بعد میں سارے اہم جلسہ جات اور تقریبات احمدیہ ہال میں منعقد کی جانے لگیں۔

دفتر لجنہ جمعہ کے علاوہ ہفتہ کے اور دو دنوں میں بھی کھولا جانے لگا۔ اپریل ۱۹۵۵ء میں محترمہ جلیلہ بیگم ہاشمی صاحبہ کو تنخواہ دار سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے روزانہ آفس کھولنا شروع کیا اور تاحیات بڑے خلوص و جانفشانی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ دفتر کو اگست ۱۹۵۵ء میں از سر نو ترتیب دیا گیا اور ممبرات نے باہمی چندہ سے اس کی تزئین و آرائش کی۔ دفتر کے باقاعدہ افتتاح کی رسم ۱۹ ستمبر ۱۹۵۵ء کو محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ حضرت ام ناصر صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دست مبارک و دعا سے انجام پائی۔ اس موقع پر وزیٹرز بک کا آغاز بھی کیا گیا۔ چنانچہ اس پر سب سے پہلی عبارت حضرت سیدہ صدر صاحبہ کے حکم پر حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے تحریر فرمائی۔ جس کے نیچے حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ، حضرت سیدہ ام متین صاحبہ۔ صاحبزادی

امۃ الجمیل صاحبہ۔ صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ اور صاحبزادی محمودہ صاحبہ نے دستخط فرمائے۔

اس وقت تک کراچی میں لجنہ کے ۱۵ حلقہ جات قائم ہو چکے تھے

احمدی مستورات کی سہولت کے پیش نظر ۱۹۵۵ء میں ہی چھوٹے پیمانہ پر ایک پروویژن اسٹور کھولا گیا۔ جس میں خواتین کے روزمرہ استعمال کی بعض اشیاء ایک صد روپیہ سے خرید کر رکھی گئیں۔ محترمہ رشیدہ بیگم قاضی محمد اسلم صاحب کو انچارج اسٹور مقرر کیا گیا۔

انڈونیشیا سے آئی ہوئی خواتین کے ایک وفد سے لجنہ اماء اللہ کراچی کی عہدیداران نے ملاقات کی اور انہیں لجنہ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے قرآن پاک کا ڈچ اور دیباچہ تفسیر القرآن بہ زبان انگریزی پیش کئے۔

بیرونی ممالک میں مبلغین کے اخراجات کے بجٹ میں کمی واقع ہو جانے کی وجہ سے ایک خصوصی تحریک کی گئی۔ جس میں لجنہ کراچی نے ڈیڑھ ہزار روپیہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ مستحقین اور متاثرین سیلاب کے لئے خصوصی طور پر بستر اور پارچہ جات تیار کر کے ربوہ بھیجے گئے۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں احمدیہ ہال میں ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا جس کی صدارت محترمہ بیگم خورشید نواب صدیق علی خان صاحب نے فرمائی۔ نیز کافی مہمان خواتین بھی شامل ہوئیں۔

جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء میں لجنہ کے ایک اجلاس کی صدارت محترمہ احمدہ بیگم چودھری بشیر احمد صاحب صدر لجنہ کراچی نے فرمائی۔ اسی جلسہ میں لجنہ کی دسویں مجلس شوریٰ کے موقع پر جو ۲۷/۲۸ کی درمیانی شب کو منعقد ہوئی۔ لجنہ کراچی کی پیش کردہ دو تجاویز زیر بحث آئیں۔ پہلی تجویز لجنہ کراچی کے اخراجات سے متعلق تھی کہ انہیں اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے کل ممبری چندہ کا ۱/۲ حصہ مقامی ضروریات کے لئے رکھنے کی اجازت دی جائے یہ تجویز منظور کر لی گئی۔ دوسری تجویز مرکز میں واقفین زندگی کے بچوں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا اسکول کھولنے سے متعلق تھی جس کے لئے ایک تربیت یافتہ استانی کی تنخواہ ہر ماہ لجنہ کراچی نے دینے کا وعدہ کیا۔

۱۹۵۶ء میں بیگم صاحبہ چودھری بشیر احمد صاحب کی تجویز پر عاملہ کے مشورہ سے ایک زنانہ دستکاری اسکول کھولا گیا۔ جس کی ابتدائی پونجی چند بچے کھچے رنگین ٹکڑے اور کترنیں تھیں۔ بعد میں ایک سنگر سلائی مشین بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ کی طرف سے تحفے میں دی گئی۔

اس ادارہ کی نگران محترمہ سلیمہ بیگم اہلیہ جناب سیٹھ عوث علی صاحب مقرر ہوئیں جنہوں نے تاحیات انتہائی دلچسپی اور جانفشانی سے اس ادارہ کی توسیع و بہتری کے لئے کام کیا۔

اگست ۱۹۵۶ء میں سلائی و کٹنگ سکھانے کے لئے کلاسیں بھی شروع کر دی گئیں۔ اور ایک تربیت یافتہ استانی اس مقصد کے لئے ملازم رکھی گئی۔ ادارہ کے کاموں میں محترمہ امۃ اللہ صاحبہ آپا سلیمہ کی دست راست اور معاونہ تھیں۔

۱۹۵۷ء میں محترمہ استانی صاحبہ میمونہ صوفیہ کراچی تشریف لائیں۔ تو حلقہ سعید منزل اور راموامی کو علیحدہ علیحدہ حلقہ جات میں تقسیم کر دیا گیا۔ حلقہ سعید منزل کی صدر محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ سیٹھ عوث علی صاحب اور راموامی کی محترمہ نور جہاں بیگ صاحب مقرر ہوئیں جو بفضلہٖ تاحال اس حلقہ کی صدر ہیں۔

۱۹۵۷ء کی تعلیم القرآن کلاس میں کراچی کی دو ممبرات نے اوّل دوئم پوزیشن حاصل کی۔ اس سال لجنہ کے امتحانات میں بھی کراچی کی ہی ایک بہن محمودہ احمد صاحبہ اوّل آئیں۔ اس سال لجنہ کراچی کے زیر اہتمام پہلی بار ایک تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کلاس بارہ روز لگائی جاتی رہی اور اس میں محترم و مکرم عبد المالک خان صاحب اور مرزا عبد اللطیف صاحب نے بھی لیکچرز دیئے۔

۱۹۵۷ء میں ۲۰ فروری کو منعقد کئے جانے والے جلسۂ مصلح الموعود کی صدارت محترمہ سیدہ اُمِّ متین صاحبہ نے فرمائی۔

ماہ اگست ۱۹۵۷ء میں لجنہ کراچی نے ایک شاندار جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس کی صدارت اپوا کی ایک اہم کارکن محترمہ بیگم صوفی نے فرمائی۔

اسی سال نائب صدر لجنہ کراچی محترمہ امۃ السلام بیگم صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں۔ لجنہ نے اُن کے لئے ایک الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا۔ اور ایڈریس کے علاوہ ایک قیمتی تحفہ بھی ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اب محترمہ امۃ السلام بیگم صاحبہ کی جگہ محترمہ فاطمہ بیگم عبد الرحمان کاٹھی صاحبہ کو نئی نائب صدر منتخب کیا گیا۔

۱۹۵۸ء میں لجنہ کراچی کے کاموں کو شعبہ وار تقسیم کر دیا گیا۔ اور ہر شعبہ کے انتظام و نگرانی کے لئے ایک علیحدہ سیکرٹری مقرر کر دی گئی۔ اس انتظام کے تحت جو کارکنات مقرر ہوئیں۔ ان میں صدر محترمہ بیگم صاحبہ بشیر احمد جنرل سیکرٹری محترمہ مجیدہ بیگم شاہنواز۔ سیکرٹری مال ڈاکٹر عبد الحمید صاحبہ۔

نائبہ سیکرٹری جمیلہ عرفانی صاحبہ۔ سیکرٹری اصلاح و ارشاد محمودہ خاتون صاحبہ سیکرٹری خدمت خلق آپا سلیمہ بیگم صاحبہ۔ سیکرٹری نمائش محترمہ امتہ الکریم صاحبہ اور نگران ناصرات محترمہ سرور بیگم مولوی عبدالمالک صاحبہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ۲ مارچ ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح الموعود کے کراچی میں رونق افروز ہونے کی وجہ سے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی صدارت میں تمام عہدیداران کا اجلاس ہوا جس میں کراچی لجنہ کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔ یہ مجلس جو ۲½ گھنٹہ جاری رہی لجنہ کراچی کی یادگار تقاریب میں سے ایک ہے۔

ماہ نومبر ۱۹۵۸ء میں محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے مرکز کی نمائندہ کے طور پر کراچی لجنہ کے زیرِ اہتمام منعقد کئے جانے والے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ دفاتر لجنہ کا معائنہ کیا۔ نیز حسابات اور ریکارڈ کے رجسٹر چیک کئے۔ اس کے علاوہ ایک میٹنگ میں شعبہ جاتی سیکرٹریان کو کام کرنے کا صحیح طریقہ بتایا۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں احمدیہ ہال میں ایک بڑے جلسہ میں محترمہ احمدہ بیگم بشیر احمد صاحب کو الوداعی سپاسنامہ پیش کیا گیا اور بیگم صاحبہ کی ۱۲ سالہ صدارت کے دوران لجنہ کراچی نے جس تیزی اور مستعدی سے ترقی کے مراحل طے کئے اس کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے بیگم صاحبہ کی خدمات کو سراہا گیا۔

محترمہ بیگم صاحبہ کی لاہور روانگی کے بعد محترمہ مجیدہ بیگم شاہنواز صاحبہ لجنہ کراچی کی نئی صدر منتخب کی گئیں اور محترمہ جمیلہ عرفانی صاحبہ نے سیکرٹری کے فرائض سنبھالے۔

۱۹۵۹ء میں ہی کراچی کے پسماندہ علاقوں کی ممبرات کی دینی و علمی استعداد بڑھانے کے لئے ایک خصوصی دینیات کورس کا اجراء کیا گیا۔

اکتوبر ۱۹۵۹ء میں ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس کی صدارت محترمہ خورشید آرا بیگم نواب صدیق علی خان صاحب نے فرمائی۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے خطاب میں جلسے کے پروگرام اور احمدی بہنوں کے نظم و ضبط کی بڑی تعریف کی۔ ۱۹۵۹-۶۰ء میں تین نئے حلقہ جات محترمہ امتہ اللہ خورشید صاحبہ کے ہاتھوں قائم ہوئے۔ حلقہ پی ای سی ایچ ایس۔ حلقہ کورنگی اور حلقہ شیر شاہ۔ اس طرح اب کل ۱۵ حلقہ جات ہو گئے۔ ان حلقہ جات میں نمایاں کام کرنے والوں میں محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ چودھری سردار احمد صاحب، سیدہ جمیلہ بیگم صاحبہ۔ بیگم مسعود احمد خورشید صاحب۔ محترمہ بیگم عبدالمالک خان صاحب۔ فاطمہ احسان الٰہی صاحبہ۔ نصیرہ انور بیگم شریف وڑائچ۔ انور بیگم فضل حق صاحب۔ بیگم میجر نصیر شاہ صاحب۔ وزیر بیگم صاحبہ اور [illegible] بیگم صوفی صاحب شامل ہیں۔

۱۹۶۰ء میں صدر لجنہ مرکزیہ کی ہدایت کے تحت تعلیم القرآن کلاسز آٹھ مراکز میں لگائی گئیں۔ جلسہ سیرت النبیؐ۔ جلسہ یوم مسیح موعود۔ جلسہ یوم مصلح موعود اور یوم خلافت بھی شاندار طریقہ پر منائے گئے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی کراچی میں تشریف آوری کے موقع پر ایک خصوصی تقریب میں انہیں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں محترمہ بیگم صاحبہ نے لجنہ کو انتہائی قیمتی نصائح سے نوازا۔ نیز صاحبزادی آمنہ طیبہ صاحبہ نے بیرونی لجنات کی مساعی پر روشنی ڈالی۔

اس سال انڈسٹریل ہوم کو رجسٹرڈ کرایا گیا۔ عید کے موقع پر تبلیغی کارڈ چھپوا کر غیر احمدی احباب کو بھیجے گئے۔

۱۹۶۱ء میں بہنوں کو تقریری تربیت دینے کے لئے ایک کلاس لگائی گئی جو دس روز جاری رہی۔ بیگم صاحبہ یسین لکھنوی صاحب۔ محترمہ مریم عثمان صاحبہ اور جمیلہ عرفانی صاحبہ نے یہ کلاس لی۔

اس سال پہلی مرتبہ پورے ضلع کا ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع بھی منعقد کیا گیا جس میں دستکاری کی نمائش بھی لگائی گئی۔

۱۹۶۱ء میں جلسہ سالانہ میں حسب روایت بطور مرکزی نمائندہ محترمہ استانی صاحبہ میمونہ صوفیہ شامل ہوئیں۔

۱۹۶۲ء میں حلقہ جہانگیر روڈ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے انہیں جہانگیر روڈ ایسٹ ویسٹ کا نام دیا گیا۔

اس سال بھی حسبِ روایت جلسہ یوم مسیح موعود۔ یوم خلافت جلسہ پیشگوئی مصلح موعود شاندار طریقہ پر منعقد کئے گئے۔ ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ بھی ہوا۔ جس میں متعدد غیر از جماعت مہمان خواتین نے شرکت فرمائی۔

کتابچہ "سراج دین عیسائی کے چار سوالات" کی ضبطی پر ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا اور صدرِ پاکستان کو ایک احتجاجی مراسلہ بھی ارسال کیا گیا۔

اس سال لجنہ کراچی کی کارکردگی بہت نمایاں رہی اور تمام شہروں کے درمیان ہونے والے بیشتر مقابلہ جات میں جو اجتماع کے موقع پر منعقد کئے گئے۔ کراچی کی شرکاء نے متعدد انعامات حاصل کئے۔

اس سال مرکز سے کراچی کی چند بہنوں کو اسناد خوشنودی بھی عطا کی گئیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ محترمہ امتہ اللہ بیگم۔ محترمہ حبیبہ ہاشمی صاحبہ۔

محترمہ گلزار بیگم آفتاب بسمل صاحب۔ محترمہ مقصودہ اختر صاحبہ۔ محترمہ بیگم صاحبہ صوفی مبارک احمد صاحب۔ عائشہ بیگم خادم حسین صاحبہ۔ محترمہ سیّدہ بیگم عمر علی صاحبہ۔ اور آپا سلیمہ بیگم سیٹھ غوث الٰہی صاحب۔

سال ۶۳-۱۹۶۲ء میں بیگم شاہنواز صاحبہ اپنے بھائی کی مسلسل علالت کی وجہ سے تقریباً ۶ ماہ باہر رہیں۔ اس لئے کام کی رفتار پر کافی اثر پڑا۔ اس کے علاوہ اب حلقہ جات کی تعداد بھی ۲۰ ہو چکی تھی اس لئے براہِ راست تمام حلقہ جات سے رابطہ رکھنے میں دشواری ہو رہی تھی چنانچہ فاطمہ بیگم صاحبہ کے علاوہ ایک اور نئی انسپکٹریس محترمہ فہمیدہ بیگم کو مقرر کیا گیا۔

اس سال حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ حضرت سیّدہ اُمّ متین اور احمدہ بیگم صاحبہ سابقہ صدر لجنہ کراچی تشریف لائیں اور لجنہ کراچی کے سہ روزہ سالانہ پروگرام میں شرکت فرمائی۔ ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء کو سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ منعقد ہوا۔

۱۹ نومبر کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا جس میں حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ نے "رحمت اللعالمینؐ" کے موضوع پر بہنوں سے خطاب فرمایا۔

۲۰ نومبر کو حسب روایت جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مقابلہ جات کے انعامات اور اجتماع ربوہ ۶۳-۱۹۶۲ء کے موقع پر حاصل ہونے والی اسنادِ خوشنودی سیّدہ صدر صاحبہ نے اپنے دستِ مبارک سے مرحمت فرمائیں۔

جن بہنوں کو مرکز سے اسنادِ خوشنودی عطا کی گئیں ان کے نام یہ ہیں۔

محترمہ مجیدہ بیگم شاہنواز صاحبہ۔ جمیلہ عرفانی صاحبہ۔ مسز نصیرہ النور شریف وڑائچ صاحبہ۔ محترمہ سرور بیگم عبدالمالک خان صاحب۔ شوکت گوہر صاحبہ۔ بیگم ایم اے خورشید صاحبہ۔ بیگم مولوی عبدالحمید صاحبہ۔ سعیدہ بیگم صاحبہ۔ امۃ الحیّ صاحبہ۔ فاطمہ احسان الٰہی صاحبہ اور محترمہ رضیہ رفیع الدین صاحبہ۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ یورپ سے تشریف لائیں۔ لجنہ کراچی کی عہدیداران نے ائیرپورٹ پر آپ کا استقبال کیا۔ لجنہ کے اصرار پر آپ نے تکان اور ناسازئ طبع کے باوجود ۳۰ اکتوبر کو ایک خصوصی جلسہ کی صدارت فرمائی اور سفر یورپ کا حال بھی سنایا۔ بعدازاں تمام ممبرات لجنہ نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

اس سے قبل ۱۱ اگست کو لجنہ نے ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا جس کی صدارت حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے فرمائی۔ اس جلسہ میں لجنہ کراچی کی ریکارڈ حاضری رہی۔ جلسہ میں حضرت بیگم صاحبہ کی تقریر اتنی مؤثر اور دلپذیر تھی کہ سامعین دم بخود آپ کے ارشادات سنتی رہی تھیں۔

۱۲ اگست کو ایک خصوصی تبلیغی جلسہ بھی کیا گیا۔ جس میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب کو مدعو کیا گیا۔

اس سال دس روزہ تعلیمی کلاس کے علاوہ ہفتے میں تین دن ترجمۂ قرآن کی کلاس بھی ضلعی سطح پر لگائی جاتی رہی۔

۱۹۶۴ء میں ایک نیا حلقہ دستگیر قائم ہو جانے کے بعد کراچی میں حلقہ جات کی تعداد ۲۱ ہو گئی۔

۱۵ دسمبر ۱۹۶۴ء کو لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں پورے ضلع کی ممبرات نے شامل ہو کر علمی و تربیتی پروگراموں میں حصّہ لیا۔ اس سے قبل ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء کو ایک بڑے جلسہ سیرت النبیؐ کی صدارت محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب نے فرمائی۔ نیز حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب نے بھی سیرت پاکؐ کے حسین پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

۲۴ جون کو لجنہ اماء اللہ نے ایک خصوصی جلسہ میں صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کو مدعو کیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے بیحد لطیف پیرایہ میں لجنہ سے خطاب کیا۔

ماہ نومبر میں ماریشس کی دو بہنیں جو مرکز سے دوبارہ وطن جانے کے لئے عازم کراچی ہوئی تھیں۔ لجنہ کراچی کی مہمان بنیں۔ اس موقع پر نہ صرف انہیں عصرانہ دیا گیا بلکہ دو حسین تحائف ان کے لئے اور ایک تحفہ لجنہ ماریشس کے لئے بھی دیئے گئے۔ ۱۹۶۴ء میں مرکز نے درج ذیل بہنوں کو اسنادِ خوشنودی سے نوازا۔

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ محترمہ مسعودہ خانم بٹ صاحبہ۔ محترمہ حبیبہ قدسیہ صاحبہ۔ محترمہ امۃ الرشید رحمان صاحبہ۔ محترمہ امۃ الودود صاحبہ محترمہ سلمٰی آفتاب صاحبہ محترمہ فہمیدہ اختر صاحبہ اور محترمہ حور جہاں بشریٰ صاحبہ۔

اُس سال کراچی لجنہ کی جانب سے مصباح میں آٹھ صفحات کا اضافہ

کیا گیا جس کا کل خرچ لجنہ کراچی نے برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔

۱۹۶۵ء میں دو مرتبہ حلقہ جات کا اضافہ ہوا۔ جولانڈھی اور محمود آباد میں قائم کئے گئے۔

اس سال شعبہ اصلاح و ارشاد نے حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ کا مضمون "ہمارا دستور العمل" کتابی صورت میں شائع کیا۔

دفاعی فنڈ میں ۲۱۸۱۱ روپیہ اسٹیٹ بنک میں جمع کرایا گیا اور ۴۳ تولہ سونا بھی دیا گیا۔ صدر مملکت کی جانب سے لجنہ کراچی کی اس قربانی پر شکریہ کا خط موصول ہوا۔

۲ بڑے پارسل ربوہ میں آکر آباد ہونے والے بے خانماں برباد افراد کے لئے اور ۲۰۲ کپڑے مع ۱۰۰۰ ہزار روپیہ نقد اور اسی مالیت کے بستر مہاجرین کشمیر کے لئے بھیجے گئے۔

اپوا کی جانب سے بیگم ڈاکٹر منور علی صاحبہ اور بیگم تزئین فریدی صاحبہ نے شہری دفاع کے سلسلہ میں احمدیہ ہال میں لیکچر دیئے۔ ۴۸ خواتین نے شہری دفاع کی تربیت حاصل کر کے اسناد لیں۔ ۴۱ روزہ نرسنگ کورس ۷۵ ممبرات نے پاس کیا۔ ۱۴ طالبات نے رائفل ٹریننگ حاصل کی۔

تعمیر بیت النصرت کوپن ہیگن کے لئے ممبرات لجنہ کراچی نے ۲۰۴۸۹ روپیہ بھجوایا۔ اس سال ناصرات کے جلسۂ سیرت النبیؐ میں نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ازراہِ شفقت شرکت فرمائی۔ ۲۷ مئی کو لجنہ کے جلسۂ سیرت النبیؐ کی صدارت بھی حضرت بیگم صاحبہ نے فرمائی۔ اس جلسہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے بھی انتہائی روح پرور تقریر فرمائی۔

اگست ۱۹۶۶ء میں بیگم صاحبہ مرزا رفیع احمد صاحب کو ایک عصرانہ لجنہ کراچی کی جانب سے دیا گیا۔

۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی کے سانحہ ارتحال کے موقع پر ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ اور قرارداد تعزیت منظور کر کے لجنہ مرکزیہ۔ حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ اور خاندان کے دیگر افراد کو پہنچائی گئی۔

ایک بڑے جلسہ یوم مسیح موعود کے علاوہ ۳ حلقہ جات میں تبلیغی جلسہ جات بھی منعقد ہوئے۔

۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو حسب روایت جلسہ پیشگوئی مصلح موعود شاندار طریق سے منایا گیا جس میں جناب احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ اور حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری صاحبان نے بھی خطاب کیا۔

اپریل ۱۹۶۶ء میں تعلیم القرآن کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے لجنہ کے سپرد فرمایا۔ کراچی میں اس سلسلہ میں بہت توجہ دی گئی۔ اور متعدد ایسے مراکز کھولے گئے جن میں قرآنی تدریس کا انتظام کیا گیا۔

۳ مارچ ۱۹۶۷ء کو حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی معیت میں کراچی کے دس روزہ دورہ کے لئے تشریف لائیں اور درج ذیل پروگراموں میں شرکت کی۔ ۳ مارچ کو ایک اجلاس میں صدر اور جنرل سیکرٹری کا انتخاب کروایا گیا۔ محترمہ مجیدہ بیگم شاہنواز صدر اور جمیلہ عرفانی صاحبہ بلا مقابلہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئیں اسی شام آپ نے حلقہ ناظم آباد کا دورہ فرمایا اور رجسٹر وغیرہ بھی چیک کئے۔

۴ مارچ کو حلقہ سوسائٹی کی عہدیداران سے ملاقات فرمائی اور رجسٹروں کا معائنہ کیا۔ اسی دن دوپہر کو سالانہ جلسہ کے افتتاحی اجلاس میں شرکت فرمائی ۵ مارچ کو جلسہ سالانہ کے دوسرے روز علمی مقابلہ جات میں تقسیم انعامات فرمائی۔

۶ مارچ کو حلقہ لیاقت آباد کے دورہ میں عہدیداران کو کام کرنے کا صحیح طریقہ بتایا اور رجسٹروں کا معائنہ کیا۔ نیز حلقہ لیاقت آباد میں ایک مختصر پروگرام کی صدارت بھی کی۔

۶ مارچ کو ہی احمدیہ ہال میں دونوں معزز مہمانوں کو استقبالیہ دیا گیا۔ اس موقع پر سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے آپ نے خلافت سے وابستگی اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

۷ مارچ کو حلقہ عزیز آباد اور دستگیر کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئیں اور ایک مشترکہ پروگرام میں شرکت فرمائی۔ اسی دن ۳ بجے سہ پہر احمدیہ ہال میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبیؐ کی صدارت کی اور ۱۷۵ غیر از جماعت مہمان بہنوں کے دل موہ لئے۔

۸ مارچ کو لجنہ کراچی کے زیر اہتمام ایک سائنسی میلہ اور مینا بازار میں شرکت کی۔

۹ مارچ کو ناصرات الاحمدیہ کے علمی پروگراموں اور اجتماع میں شرکت کی۔

۱۰ مارچ کو حلقہ سعید منزل کا دورہ کیا۔

۱۱ مارچ کو ایک جلسہ سیرت النبیؐ محترمہ بیگم صاحبہ شاہنواز کے گھر منعقد ہوا۔ جس میں لیڈی ہارون۔ بیگم دولت ہدایت اللہ۔ بیگم نواب صدیق علی خان۔ ڈاکٹر شوکت ہارون کے علاوہ اپوا کی دیگر ممبرات بھی

شامل ہوئیں۔ حضرت چھوٹی آپا نے حسبِ روایت سادہ مگر دلنشیں خطاب فرمایا جس نے حاضرین پر انتہائی بھرپور تاثر چھوڑا۔

۱۲۔ مارچ کو آپ خیبر میل سے واپس تشریف لے گئیں۔ اس طرح یہ چند دن لجنہ کے لئے یادگار ہو گئے اور اَنمٹ نقوش چھوڑ گئے۔

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی لجنہ کراچی کی کارکردگی سرفہرست رہی اس سال حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ کا مضمون "پردے میں بے پردگی" شائع کروایا گیا۔ ناظرہ کے علاوہ ترجمہ سکھانے کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ اور حلقہ جات میں تعلیمی اور تربیتی کلاس لگانے کا انتظام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک کلاس تیرہ روز کے لئے ضلعی سطح پر لگائی گئی۔ جس میں امیر صاحب جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان۔ جناب مولوی عبدالمالک خان صاحب۔ جناب چودھری احمد مختار صاحب۔ جناب سیّد احمد علی صاحب۔ جناب محمد اجمل شاہد صاحب۔ اور جناب یالبو اللہ داد صاحب کے علاوہ جناب عبدالرحیم بیگ صاحب نے بھی لیکچرز دیئے۔

۵ حلقہ جات میں تبلیغی جلسے منعقد کئے گئے۔

ماہ اگست میں حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے حلقہ سوسائٹی میں ایک بڑے جلسہ سیرت النبیؐ کی صدارت فرمائی۔ جس میں ۴۰ غیر از جماعت مہمان خواتین بھی شامل تھیں۔ نومبر ۱۹۶۶ء میں حضور خلیفۃ المسیح الثالث کراچی میں قیام فرما ہوئے تو محترمہ بیگم صاحبہ بھی ہمراہ تھیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ایک خصوصی جلسہ میں لجنہ سے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر احمدی مستورات میں قرآنی تعلیم کا شوق اور اس پر عمل پیرا ہونے کے فوائد سے متعلق تھی۔ حضرت بیگم صاحبہ کو علیحدہ سے ایک عصرانہ پر مدعو کیا گیا۔ جس میں انہوں نے احمدی عورت کے لباس سے متعلق بڑی مفید نصائح فرمائیں۔

دفتر لجنہ کیلئے محترمہ حبیبہ ہاشمی صاحبہ، لجنہ اسٹور کے لئے محترمہ ناصرہ حافظ بشیر صاحبہ اور انڈسٹریل ہوم کے لئے محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ کی خدمات کا تذکرہ کراچی لجنہ کی تاریخ کا ایک ضروری جزو ہے کیونکہ ان خواتین نے جس خلوص اور جانفشانی سے اپنے فرائض سنبھالے وہ اپنی مثال آپ ہیں اور دیگر عہدیداران کے لئے مینارہ روشنی ہیں۔

۶۸-۱۹۶۷ء میں لجنہ کی ممبرات کی تعداد ۵۰۰ ہو چکی تھی اور کل ۲۵ حلقہ جات بن چکے تھے۔ تاہم تین چار حلقہ جات ممبرات کی کمی کی وجہ سے دوسرے حلقہ جات میں ضم بھی کرنے پڑے۔ یہ حلقہ جات جہانگیر روڈ ویسٹ۔ لارنس روڈ۔ شیر شاہ ہیں۔ اس سال ایک نیا حلقہ جو ڈرگ روڈ کو دو حصّوں میں تقسیم کر کے بنایا گیا ڈرگ کالونی کے نام سے قائم کیا گیا۔ نفیسہ بیگم اس کی پہلی صدر منتخب ہوئیں۔ دیگر حلقہ جات جو بڑی خوش اسلوبی سے قائم ہیں اور مستعد و فعال ہیں یہ ہیں۔ پی ای سی ایچ ایس محمد علی سوسائٹی۔ سعید منزل۔ جیکب لائنز۔ پیر کالونی۔ رامسوامی۔ ناظم آباد۔ لیاقت آباد۔ عزیز آباد۔ دستگیر۔ ماری پور۔ مارٹن روڈ۔ جہانگیر روڈ ایسٹ۔ کورنگی۔ لانڈھی۔ حلقہ شرقی۔ ڈرگ روڈ۔ ملیر کینٹ۔ سعود آباد۔

لجنہ کے کاموں کو ۵ بڑے شعبہ جات میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر شعبے کی ایک سیکرٹری حلقہ جات میں اپنے شعبہ جاتی کاموں کی توسیع و بہتری کے لئے کوشاں و ذمّہ دار ٹھہری۔

۱۹۶۷ء - ۱۹۶۸ء میں لجنہ کی ممبرات کی کل تعداد ۵۰۰ ہو چکی تھی اور ۲۵ حلقہ جات قائم ہو چکے تھے تاہم ۳، ۴ حلقہ جات ممبرات کی کمی کے پیشِ نظر دوسرے حلقہ جات میں ضم کر دیئے گئے اس سال جو حلقہ جات جو خوش اسلوبی سے چل رہے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

سعید منزل۔ جیکب لائنز۔ پیر کالونی۔ رامسوامی۔ ناظم آباد۔ لیاقت آباد عزیز آباد۔ دستگیر۔ مارٹن روڈ۔ جہانگیر ایسٹ۔ کورنگی۔ لانڈھی ملیر کینٹ سعود آباد۔ ڈرگ کالونی۔ ڈرگ روڈ۔ پی ای سی ایچ ایس۔ محمد علی سوسائٹی۔ حلقہ شرقی۔

دورانِ سال جماعت احمدیہ کی جانب سے سیرت النبیؐ کی کُتب کی نمائش احمدیہ لائبریری بندر روڈ میں لگائی گئی۔ لجنہ نے بعض غیر از جماعت مہمانوں کو اس نمائش میں مدعو کیا۔ حضور خلیفۃ المسیح الثانی کا مضمون "رحمت العالمینؐ" طبع کرا کے مہمانوں میں تقسیم کیا گیا۔

ماہ جون میں ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ حاضری بے حد خوش کن تھی۔ خصوصاً مہمان خواتین کثیر تعداد میں شامل ہوئیں اس جلسہ کی خاص بات محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کا پُرتاثیر خطاب تھا۔ جس نے مہمانوں پر بے حد اچھا تاثر چھوڑا۔ ماہِ جولائی میں حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ کراچی تشریف لائیں۔ آپ کے ہمراہ صاحبزادی امۃ المتین اور صاحبزادی امۃ الباسط بھی تھیں۔ آپ نے اپنے قیام کراچی کے دوران لجنہ کے بعض پروگراموں میں شرکت کی۔ عہدیداران عاملہ کی میٹنگ میں صدارت فرماتے ہوئے ان کی مشکلات اور مسائل سنے اور انہیں مفید مشورے دیئے۔ ایک بڑے جلسہ عام سے

خطاب کرتے ہوئے ممبرات لجنہ پر تعلیم القرآن اور ترجمہ سیکھنے پہ زور دیا۔

۷ جولائی کو حضور ایدہ اللہ کراچی تشریف لائے۔ ۸ جولائی کو حضور نے تنظیموں کے لئے بعض مفید اور زرین مشورے اور نصائح فرمائے۔ اسی دن حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے عاملہ کی عہدیداران سے ملاقات فرمائی۔

۶۹-۱۹۶۸ء میں حضور ایدہ اللہ مع بیگم صاحبہ کراچی تشریف لائے اور تقریباً ایک ماہ قیام فرمایا۔ ۹ ستمبر کو آپ نے لجنہ کے ایک بڑے جلسہ سے خطاب فرمایا جس میں کراچی کی جملہ ممبرات شریک ہوئیں۔ اس سے قبل لجنہ کی ممبرات کی جانب سے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو استقبالیہ دیا گیا جس کے بعد سیّدہ بیگم صاحبہ نے جملہ عہدیداران کو شرف مصافحہ بخشا۔

اس سال حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی تشریف لائیں اور کئی نجی محفلوں میں شرکت فرمائی۔ تاہم طبیعت کی خرابی کے پیشِ نظر کسی بڑے جلسہ سے خطاب نہ فرما سکیں۔

حسبِ روایت دس روزہ تربیتی کلاس بھی لگائی گئی۔

حضور ایدہ اللہ خلیفۃ المسیح الثالث کی بابرکت تحریک "ابتدائی سترہ آیات سورۃ بقرہ کی حفظ کی جائیں"، پر لجنہ کراچی کے زور و شور سے عمل کیا۔ جس کے نتیجہ میں ۳۷۲ ممبرات نے یہ آیات حفظ کیں۔ ۷۱-۱۹۷۰ء میں جنگ کی صورتحال نے لجنہ کے کاموں پر خاصا اثر ڈالا۔ اور اکثر جگہ تعطّل پیدا ہوا۔ ۷۳-۱۹۷۲ء میں کام کی رفتار بے حد سست ہو گئی۔

لہٰذا دوران سال صرف ۱۹ حلقہ جات کی رپورٹ ملتی ہے۔ اس میں سے بھی صرف گیارہ حلقہ جات میں احسن طریق پر تمام شعبہ جات میں کام ہوا۔

۱۷ اپریل ۱۹۷۰ء کو حضور ایدہ اللہ بیرون ملک روانگی کے لئے مع حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب، حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ اور دیگر ہمسفر ساتھیوں کے لاہور سے کراچی پہنچے۔ جہاں جماعت کے سرکردہ احباب کے علاوہ لجنہ کی متعدد ممبرات بھی اپنے آقا کے استقبال کے لئے والہانہ انداز میں چشم براہ تھیں۔ حضور اگلے روز جب زیورچ کے لئے روانہ ہوئے تو لجنہ کی عہدیداران بھی حضور اور بیگم صاحبہ کو رخصت کرنے ہوائی اڈہ پر موجود تھیں۔

حسبِ روایت اس سال بھی پندرہ روزہ تربیتی کلاس لگائی گئی۔

سالانہ اجتماع میں شرکت کی گئی۔ اس سال صنعتی نمائش منعقدہ ربوہ میں کراچی کی کئی بہنوں نے انعامات حاصل کئے۔

مشرقی پاکستان ریلیف فنڈ کے لئے چندہ جمع کیا گیا۔

۱۹۷۱ء کی جنگ اور سقوط ڈھاکہ جیسے دلخراش واقعہ کی وجہ سے ملکی حالات میں جو افراتفری رہی وہ لجنہ کے کاموں پر بھی اثر انداز ہوئی۔ تاہم دفاعی فنڈ کے لئے ۵۵۶۵ روپیہ کا چیک محترمہ جمیلہ عرفانی صاحبہ نے لجنہ کراچی کی جانب سے محترم منیجر صاحب اسٹیٹ بنک کو پیش کیا۔ لجنہ کی خدمات کے سلسلہ میں وزارتِ دفاع پاکستان اور محترمہ بیگم رعنا لیاقت علی خان کی جانب سے شکریہ کے خطوط بھی موصول ہوئے۔

ترکی ریلیف فنڈ میں بھی شرکت کی گئی۔

بچوں کو ناظرہ قرآن شریف پڑھانے کے لئے ۸ مراکز قائم کئے گئے اور ترجمہ پڑھانے کے لئے خصوصی کوششیں کی گئیں۔

تمام حلقہ جات کا از سر نو جائزہ مرتب کیا گیا۔ تاکہ بڑھتی ہوئی سستی اور عدم تعاون کا سدِّ باب کیا جا سکے۔ انڈسٹریل ہوم اور لجنہ اسٹور بھی عدم تعاون کا شکار تھے ان کی توسیع کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ دو حلقہ جات نے عربی گرامر اور ترجمہ کی باقاعدہ کلاسیں لگانا شروع کیں۔ تربیتی کلاس بھی حسبِ معمول لگائی گئی۔ حلقہ سوسائٹی نے ہفتہ تعلیم القرآن کے علاوہ ایک بڑا جلسہ تعلیم القرآن منعقد کیا۔

۱۹۷۲ء میں تین نئے حلقہ جات کا اضافہ کیا گیا۔ کھوکھراپار۔ ماڈل کالونی اور حلقہ النور۔ انڈسٹریل ہوم میں بہتری اور توسیع کے امکانات نظر نہ آئے تو اس سال اسے بند کر دیا گیا۔ البتہ محترمہ ناصرہ بشیر کی محنت اور پُرخلوص کاوشوں کی وجہ سے لجنہ اسٹور قائم رہا۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر بیرونی نمائندگان اور واپسی کے وقت انڈونیشن اور امریکن مہمان ممبرات کے قیام اور طعام کا بہت اچھا بندوبست کیا گیا۔

اس سال تمام حلقہ جات میں درس القرآن ہوا۔

شعبہ اشاعت کی کارکردگی مثالی رہی جس کے لئے مرکز سے خصوصی سند اور انعام بھی ملا۔ شعبۂ مال میں بھی کراچی سرِفہرست رہا۔

جون ۱۹۷۳ء تک ضلع کراچی اب اتنی وسعت اختیار کر چکا تھا کہ حلقہ جات سے جلد جلد رابطہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ چندوں کی وصولی کے علاوہ تربیتی اور تنظیمی امور میں تعطّل پیدا ہونا شروع ہو گیا۔

صدر لجنہ محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ اپنی نجی مصروفیات کی بنا پر

کثر ملک سے باہر رہنے لگی تھیں اور دونوں نائب صدور اپنی کمزوری صحت کی بناء پر حلقہ جات میں دورے کرنے کے قابل نہ تھیں لہٰذا ایک جمود کی سی کیفیت طاری ہونے لگی اور وہ لجنہ جس کا ماضی نہایت ہی فعال اور مستعد تھا اب سست اور کمزور شمار ہونے لگی۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ کی فراست نے بھانپ لیا کہ اب لجنہ کراچی کو تازہ خون درکار ہے۔

چنانچہ ۱۹۷۳ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق خدام اور انصار اللہ کے نمونہ پر حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کو بھی ۶ بڑی شاخوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر شاخ کو ایک قیادت کا نام دیا گیا اور اس کی ایک علیحدہ نگران مقرر کی گئی ہر نگران کے تحت اُس کی ایک علیحدہ عاملہ بنائی گئی۔ جب کہ ہر قیادت چند حلقہ جات پر مشتمل ایک یونٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف نگران اپنے علاقہ کی سربراہ ہونے کے علاوہ ضلع کی انتظامیہ کی ایک ممبر بھی ہوتی ہے اور اس کا تعلق براہِ راست ضلعی صدر سے ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ اپنے دائرہ کار میں مکمل اختیار اور کنٹرول بھی رکھتی ہے۔ صدر ضلع اور سیکریٹریان شعبہ ہر ماہ باقاعدہ جو ہدایات مقامی اور مرکزی کاموں کے سلسلہ میں جاری کرتی ہیں وہ وصول کر کے اپنے ماتحت علاقہ میں ان پر عمل کروانا اور اپنی رپورٹ ماہانہ کارکردگی کے جائزہ کی شکل میں دفتر ضلع تک پہنچانا نگران کا کام ہے۔ جو ضروری پڑتال کے بعد مرکز بھجوا دی جاتی ہیں۔

جون ۱۹۷۳ء میں یہ تنظیم نو عمل میں آئی تو بعض ضلعی عہدیداران میں بھی کچھ تبدیلی کی گئی۔ جمیلہ عرفانی صاحبہ کی جگہ محترمہ نسیم سعید صاحبہ نئی جنرل سیکریٹری مقرر کی گئیں۔ اس کے علاوہ ایک نئی نائب صدر محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ ظفر احمد صاحب منتخب کی گئیں۔ تنظیم نو کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے لجنہ میں ایک نئی زندگی اور نئی روح نظر آنے لگی۔ اَب ہر ماہ ایک میٹنگ نگرانات منعقد کی جانے لگی جس میں نگرانات قیادت شامل ہو کر ہدایات حاصل کرتیں اور اسی میٹنگ میں اپنی رپورٹیں بھی ہمراہ لاتیں۔ مرکز سے آنے والے خطوط اور دیگر مواد بھی انہیں اسی میٹنگ میں دے دیئے جاتے۔ اس کے علاوہ ہر تیسری جمعرات کو ایک اجلاس عاملہ و عامہ بھی منعقد کیا جانے لگا۔ جس میں تربیتی امور پر گفتگو کے علاوہ سیکریٹریان کو کام سیکھنے کا موقع بھی ملنے لگا۔

۱۹۷۳ء میں قیادتوں کے قیام کے علاوہ جو تبدیلی عاملہ میں کی گئی وہ حسب ذیل ہے۔

صدر لجنہ: محترمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ

اس کے علاوہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کی ہدایت پر ۳ نائب صدور منتخب کی گئیں۔ تاکہ دورہ جات میں زیادہ دقت نہ ہو۔ چنانچہ نائب صدر نمبر۱ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبزادہ ظفر احمد صاحب۔ نائب صدر نمبر۲ محترمہ بیگم ایم اے خورشید صاحبہ اور نائب صدر نمبر۳ محترمہ آمنہ کرامت اللہ صاحبہ مقرر ہوئیں۔

جنرل سیکریٹری: محترمہ نسیم سعید صاحبہ
نائبات: ۱۔ بشریٰ سعادت صاحبہ
" ۲۔ شائستہ بیگم بنت فضل حق صاحب۔
سیکریٹری مال: سیّدہ ہادی لطیف صاحبہ۔
" نائبہ۔ محترمہ محمودہ بٹ صاحبہ
نگران قیادت نمبر۱: محترمہ بیگم سیّد سعید خالد صاحب
" قیادت نمبر۲: محترمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحب۔
" قیادت نمبر۳: محترمہ ظفر جہاں بیگم عبدالمجید بھٹی صاحب۔
" قیادت نمبر۴: محترمہ بیگم سلطان طاہر صاحب
" قیادت نمبر۵: محترمہ گلزار بیگم آفتاب بسمل
" قیادت نمبر۶: محترمہ امۃ القدیر فرحت صاحبہ

سیلاب کی تباہ کاریوں کے پیشِ نظر جماعتی تحریک پر لجنہ کراچی نے بھی حسب روایت لبیک کہا اور انتہائی مختصر وقت میں گیارہ ہزار ایک سو روپیہ جمع کیا۔ ساڑھے پانچ ہزار گرم اور ٹھنڈے مستعمل پارچہ جات۔ بستر برتن۔ جوتے اور ادویات کے علاوہ اجناس علیحدہ جمع کئے گئے۔ جو لجنہ مرکزیہ کی وساطت سے جماعتی متاثرین کے لئے پیش کئے گئے۔ حسبِ روایت جلسہ جات اور جلسہ ہائے سیرت النبیؐ منعقد کئے گئے۔

ماریشس سے تشریف لانے والی ایک احمدی خاتون بیگم ہدایت سوقیہ کو استقبالیہ دیا گیا۔ ۶ قیادتیں مقرر ہو جانے سے مسابقت کی رُوح بیدار ہوئی اور تمام شعبہ جات میں نمایاں بہتری کے آثار پیدا ہونے لگے۔

سیّدہ نسیم سعید صاحبہ صرف دس ماہ کام کر سکیں اور انہیں اپنے شوہر کے تبادلہ کی وجہ سے کراچی سے باہر جانا پڑ گیا۔ لہٰذا نئی جنرل سیکریٹری محترمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ کو مقرر کیا گیا۔ بیگم مجیدہ شاہنواز اس دفعہ لمبے عرصہ کے لئے باہر تشریف لے جا رہی تھیں۔ محترمہ نصیرہ بیگم اہلیہ صاحبزادہ

ظفر احمد صاحب کو قائم مقام صدر چُنا گیا۔

۷۴-۱۹۷۳ء تک کراچی میں لجنہ کی ممبرات کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی۔

محترمہ سیّدہ ہادی لطیف کی جگہ محترمہ بیگم شریف وڑائچ کو سیکرٹری مال مقرر کیا گیا۔ نیز قیادت نمبر ۵ کی سابقہ نگران کی ایک دوسرے حلقہ میں رہائشی تبدیلی کی وجہ سے محترمہ فہمیدہ اختر صاحبہ کو نئی نگران مقرر کیا گیا۔

۱۸ مئی کو محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کراچی کے طویل دورہ پر تشریف لائیں۔ لجنہ اماء اللہ کراچی نے ایک وسیع پروگرام بنایا ہوا تھا۔ تاہم ملکی حالات کے پیشِ نظر سب پر عمل نہ ہو سکا۔

آپ نے بیس مئی سے ۲۶ مئی تک تقریباً ہر قیادت میں دورے کیے ان کے جلسوں میں شرکت کی اور ہدایات دیں۔

صدر صاحبہ نے کراچی میں قیام کے دنوں میں مرکزی دفتر لجنہ کراچی کے تمام رجسٹر چیک کر کے صحیح طریقہ پر کام کرنے کے سلسلہ میں ہدایات بھی دیں۔ خصوصاً لجنہ کراچی کو ہدایت کی کہ کراچی بندرگاہ ہے۔ غیر ممالک سے آنے والی خواتین اور وفود پہلے یہاں آتے ہیں۔ اس لئے ان کے قیام و طعام کا بہتر بندوبست کرنے کے لئے ایک سیکرٹری ضیافت ضرور مقرر کریں۔

۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ پر آنے والے ابتلا کے ضمن میں بے گھر افراد کی آبادکاری اور بہبود کے لئے لجنہ کراچی نے خصوصیت سے ۸ ہزار کی نقد رقم پارچہ جات اور گرم چادریں وکپڑے بھجوائے۔

دورانِ سال مجلس عاملہ و عامہ کے ۳۰ اجلاس منعقد کئے گئے۔

۴ جنوری ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ امریکہ کی عہدیداران لجنہ کے پہلے وفد نے جلسہ سالانہ سے واپسی پر امریکہ روانہ ہونے سے پہلے چند گھنٹے کراچی میں قیام کیا۔ احمدیہ ہال میں انہوں نے لجنہ کراچی کی عہدیداران کے ساتھ عصر اور مغرب کی نمازیں ادا کیں۔ ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ امیر صاحب کی جانب سے دیا گیا جس میں لجنہ کراچی کی ضلعی عہدیداران بھی شامل ہوئیں۔ رات کی پرواز سے یہ وفد واپس روانہ ہو گیا۔

۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء کو امریکہ کی صدر صاحبہ محترمہ نسیمہ امین جلسہ سالانہ سے واپسی پر کراچی ٹھہریں۔ عہدیداران لجنہ نے ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ جہاں سے انہیں صدر صاحبہ لجنہ کراچی کی قیام گاہ لے جایا گیا۔ یہاں ان کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد وہ جمعہ کی نماز کے لئے احمدیہ ہال تشریف لائیں۔ بعد نماز جمعہ لجنہ کراچی نے ان کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ جس میں سپاسنامے کے علاوہ عصرانہ کا انتظام کیا گیا تھا انہیں لجنہ کی طرف سے ایک تحفہ بھی پیش کیا گیا۔ شام کو انہوں نے کلفٹن اور کیماڑی کی سیر کی اور رات کی پرواز سے واپس امریکہ کے لئے روانہ ہو گئیں۔

اس سال محترمہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی کراچی میں رونق افروز ہوئیں ان کی آمد پر لجنہ کراچی کی طرف سے ایک استقبالیہ دیا گیا۔ آپ نے جملہ عہدیداران سے مصافحہ کیا اور ازراہِ نوازش جنرل سیکرٹری کو بعض مشورے اور ہدایات بھی دیں۔ قیادت نمبر ۲، نمبر ۳ اور نمبر ۴ کی جانب سے بھی آپ کو استقبالیئے دیئے گئے۔ جبکہ ضلعی لجنہ اور قیادت نمبر ۱ کی جانب سے منعقد ہونے والے جلسہ ہائے یوم خلافت میں آپ نے صدارت فرمائی۔

صدر لجنہ کراچی اپوا کی ایک سرگرم رُکن بھی ہیں۔ خواتین کے عالمی سال کے سلسلہ میں اُنہوں نے صدر لجنہ مرکزیہ کے مشورے سے ایک ۴ صفحاتی مضمون جس میں لجنہ کے نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی تھی۔ صدر اپوا کو پیش کیا۔

۳۱ اگست کو ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع زیرِ صدارت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ منعقد ہوا۔ جس میں آپ نے اپنے دستِ شفقت سے انعامات بھی تقسیم کئے اور بچیّوں سے مصافحہ کے علاوہ مفید نصائح بھی فرمائیں۔ قیادتوں کو کارکردگی کے انعامات بھی دیئے گئے۔

۳ مئی ۱۹۷۵ء کو انڈسٹریل ہوم (جو) ناگزیر وجوہ کی بناء پر ۱۹۷۲ء میں [illegible] کر دیا گیا تھا دوبارہ قائم کر دیا گیا۔ لجنہ کی طرف سے ایک ہزار [illegible] کی گئی۔ جس سے بعض بُنیادی ضرورت کا سامان خریدا گیا۔ [illegible] دکانوں سے آرڈر لے کر مال تیار کیا گیا۔ جس کی فروخت سے [illegible]

تمام قیادتیں اپنے طور پر تربیتی کلاسیں لگاتی ہیں۔ اس مرتبہ بھی تمام قیادتوں نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس لگائی۔ جن میں خواتین اساتذہ کے علاوہ مربیان کرام نے بھی درس دیا۔

۷۶-۱۹۷۵ء میں کراچی کی قیادت نمبر ۱ سوم اور قیادت نمبر ۴ چہارم آئیں۔ ناصرات الاحمدیہ قیادت نمبر ۱ دوم، قیادت نمبر ۴ سوئم۔ اور قیادت نمبر ۳ چہارم رہیں۔

۱۹۷۶ء میں لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی نائب صدر اور قائم مقام صدر محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ کی زیرِ صدارت ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو مجلس عاملہ کا اجلاس ہوتا رہا جس میں قیادت کی نگرانات بھی اپنی ماہانہ رپورٹوں کے ساتھ حاضر ہوتیں۔ لجنہ کی بہبودی اور کام کو بہتر طریق پر چلانے کے لئے باہم مشورے ہوتے اور نت نئی تجاویز پیش کی جاتی رہیں۔ مرکز سے آنے والی ہدایات اور مواد بھی اسی اجلاس میں دیئے جاتے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ کی تیسری جمعرات کو مجلس عاملہ و عامہ کا اجلاس منعقد کیا جاتا۔

اس سال محترمہ امتہ الحفیظ بھٹی صاحبہ بیرونِ ملک تشریف لے گئیں۔ ان کے جانے کے بعد جون ۱۹۷۶ء تک بُشریٰ سعادت صاحبہ اور امتہ الرشید شائستہ صاحبہ نے کام سنبھالا تاہم ۱۸ جون کو جنرل سیکریٹری کے فرائض و اختیارات محترمہ امتہ الشافی سیال صاحبہ کے حوالے کئے گئے۔

جلسہ سالانہ سے واپسی کے بعد مارشس افریقہ اور امریکہ کے وفود نے مختصر عرصہ کے لئے کراچی میں قیام کیا ان کی خدمت میں ایک پارٹی کا انتظام ضلعی لجنہ کی جانب سے کیا گیا۔ جس میں مہمانوں نے اپنے تاثرات بتائے اور دورۂ مرکز کا احوال سنایا۔ ان کی رہائش اور طعام و قیام کے بندوبست کے سلسلہ میں ممبرات و عہدیداران لجنہ نے ہر طرح سے مقامی جماعت کے ساتھ تعاون کیا۔ چنانچہ مہمان بڑے خوشگوار ماحول میں رُخصت ہوئے۔

اس سال گرمیوں میں محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ قادیان سے تشریف لائیں۔ آپ ایک طویل عرصہ کے بعد پاکستان آئی تھیں لہٰذا فطری طور پر سب کو بے حد خوشی ہوئی۔ لجنہ کی مجلس عاملہ کی جانب سے ایک شاندار استقبالیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۷۶ء کو ایک دن کے لئے حضور ایدہ اللہ محترمہ بیگم صاحبہ کی معیت میں دورۂ مغرب کے لئے جاتے ہوئے کراچی میں رونق افروز ہوئے اور ۲۱ کو روانہ ہو گئے۔ مختصر قیام کی وجہ سے کوئی پروگرام تو مرتب نہ کیا جاسکا تاہم قیام گاہ پر عہدیداران لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

اس سال خدا کے فضل و کرم سے دو اور بزرگ و مبارک ہستیاں بھی عازم کراچی ہوئیں یعنی نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ۔ ان کے اعزاز میں ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا جس میں شہر بھر کی ممبرات شامل ہوئیں اور مبارک ہستیوں کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد مہمانوں کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں سیّدہ مہر آپا نے خطاب کیا اور حاضرات کو مفید نصائح سے نوازا۔

مرکزی تربیتی کلاس سے واپس آنے والی بچیوں کو بھی ایک پارٹی دی گئی۔ جس میں انہوں نے دورہ مرکز اور کلاس کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کئے اور بتایا کہ حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے کراچی کی طالبات کے نظم و ضبط اور تعلیمی معیار کی خصوصیت سے تعریف کی۔

اس سال ضلعی سطح پر ایک بارہ روزہ تربیتی کلاس بھی منعقد کی گئی جس میں مربیّ صاحب عبدالسلام طاہر کے علاوہ محترم امیر صاحب نے بھی لیکچر دیئے۔ اس کے علاوہ ابتدائی طبّی امداد کے ضمن میں بھی کئی اسباق پڑھائے گئے جو ڈاکٹر محمودہ نذیر اور ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ نے پڑھائے۔ حاضری ۴۰ اور ۵۴ کے درمیان رہی۔

حسبِ روایت جلسہ ہائے سیرت النبیؐ۔ یوم مسیح موعود۔ یوم خلافت اور یوم مُصلح موعود تمام قیادتوں میں منعقد کئے گئے۔ قیادتوں نے اپنے طور پر بھی تربیتی کلاسیں لگائیں اور ماہِ رمضان میں درس کا انعقاد کیا۔ مرکز کے تحت مضمون نگاری کے ایک مقابلے میں لجنہ کراچی کی ایک ممبر ذکیہ اللہ داد صاحبہ نے سوم انعام حاصل کیا۔

قیادت نمبر ۲ کی نگران کے بیرونِ ملک روانگی کے باعث محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نئی نگران منتخب ہوئیں قیادت نمبر ۴ میں بیگم سلطان طاہر کی جگہ محترمہ امتہ الہادی کو مقرر کیا گیا۔

قیادت نمبر ۵ میں نگران محترمہ گلزار بیگم آفتاب بسمل صاحبہ کی جگہ فہمیدہ اختر بیگم مشتاق مقرر کی گئیں۔

۷۸-۱۹۷۷ء میں حضرت سیدہ صدر صاحبہ کراچی تشریف لائیں اور دوران قیام قیادتوں کے دورہ جات کے علاوہ لجنہ کراچی کا انتخاب بھی کروایا۔

۹ ستمبر ۱۹۷۷ء کو لجنہ کراچی کی صدارت کے لئے انتخاب محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ کثرت رائے سے صدر منتخب ہوئیں۔

حضرت سیّدہ صدر صاحبہ نے ڈرگ روڈ کے درس القرآن میں شرکت فرمائی اور افطاری و نماز کے بعد بہنوں کو شرف مصافحہ اور ملاقات بخشا۔ نیز حلقہ ڈیفنس اور حلقہ النور میں اجتماعی دُعا میں شامل ہوئیں اور بہنوں سے ملاقات کی۔ ۱۸ ستمبر کی صبح ۹ بجے آپ دفتر لجنہ تشریف لائیں۔ رجسٹروں کی چیکنگ فرمائی اور مفید ہدایات دیں بعض نقائص کی نشاندہی کرتے ہوئے کام کرنے کا صحیح طریقہ سمجھایا اور کام کو احسن طریقہ پر انجام دینے کے لئے لمبی اور پُرسوز دُعا بھی کروائی۔

جنوری ۱۹۷۸ء کو کراچی کے حلقہ جات کے دوروں کا آغاز کیا گیا ۳۷ حلقہ جات کے دورے مارچ میں مکمل ہو سکے۔ یہ دورہ مجلس عاملہ کی بنیادی اراکین نے قیادتوں میں بیداری پیدا کرنے کی غرض سے کیا۔

جہیز فنڈ کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ ایک کتابچہ بعض تربیتی امور کے بارے میں شائع کیا گیا۔ جس میں ہر قیادت نے ایک تربیتی مسئلہ پر مضمون لکھا ہے۔ یہ مفید کتابچہ "ہماری تربیت اور

اس کے تقاضے“ کے عنوان سے لجنہ کراچی کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ دو پمفلٹ آدابِ بیوت۔ آداب نمازِ جمعہ بھی شائع کئے گئے۔

لجنہ کی گیلری کے لئے تمام قیادتوں نے دریاں، صفیں اور برتن خریدنے کے لئے تعاون کیا۔ نیز مہمانوں کے لئے ہر قیادت نے دو عمدہ بستر بھی بنوا کر دیئے جو شعبہ ضیافت کے حوالہ کر دیئے گئے۔

ضلعی سطح پر ایک پندرہ روزہ کلاس لگائی گئی جس میں مربیان کرام نے بھی پڑھایا۔ قیادتوں نے بھی اپنے اپنے طور پر درسِ قرآن کریم اور تربیتی کلاسوں کا انعقاد کیا۔

اس مجلس عاملہ میں خدمت خلق کی سیکرٹری کے طور پر محمودہ الیاس صاحبہ اور نائبہ جنرل سیکرٹری کے طور پر بُشریٰ محمود صاحبہ کا اضافہ ہوا۔ بُشریٰ سعادت سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مقرر کی گئیں۔

ضلع کی عاملہ کے تحت ایک بڑا جلسہ سیرت النبیؐ ۲۳ فروری کو منعقد کیا گیا۔ جس میں امیر صاحب کے علاوہ مربی عبدالسلام طاہر صاحب نے بھی خطاب کیا۔

لجنہ امریکہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر لجنہ کراچی نے مبارک باد کا خصوصی پیغام بھجوایا۔ جلسہ سالانہ سے قبل ایک انگریز بہن جو مرکز دیکھنے کی خواہشمند تھیں۔ کراچی میں قیام پذیر ہوئیں۔ لجنہ کراچی کی طرف سے انہیں ٹی پارٹی دی گئی اور انگلش کی ۸ کُتب تحفتاً پیش کی گئیں۔ جو انہوں نے بخوشی قبول کیں اور لجنہ کراچی کو شکر گزاری کے جذبات سے نوازا۔

خدمت خلق کے لئے حضرت سیّدہ صدر صاحبہ کے تاثرات خوشنودی موصول ہوئے۔ جو جہیز فنڈ اور ہنگامی کاموں میں پیش پیش رہنے کے سلسلہ میں ان کی طرف سے دیئے گئے۔

قیادت نمبر ۳ کی دو بہنوں کو قرآن کریم پڑھانے کے سلسلہ میں مرکز سے سندات خوشنودی عطا کی گئیں جن کے نام یہ ہیں۔ کلثوم بیگم مولوی حمید صاحب۔ ۲۔ صبیحہ نصیر راجپوت صاحبہ

۷۶-۱۹۷۵ء تک لجنہ کراچی کی تعداد ۱۲۵۰ تک ہو چکی تھی جبکہ ۱۹۷۸ء میں یہ تعداد ۱۶۰۰ ہو گئی۔

۸۰-۱۹۷۹ء میں عہدیداران ضلع میں کچھ تبدیلی ہوئی۔ اور محترمہ زینت ابوبکر صاحبہ اور بُشریٰ اکرم صاحبہ بطور نائب صدر منتخب کی گئیں۔ بیگم خورشید پہلے ہی نائب صدر کے طور پر کام کر رہی تھیں اس طرح کل ۳ نائبات صدر صاحبہ محترمہ نصیرہ بیگم مرزا ظفر احمد صاحب کی معیت میں کام کرنے لگیں۔

محترمہ امۃ الشافی سیال صاحبہ جنرل سیکرٹری کے ہمراہ دو نئی نائبات محترمہ بُشریٰ حمید صاحبہ اور محترمہ آنسہ منصور صاحبہ نے کام سنبھالا۔ سیکرٹری مال باقاعدہ طور پر بیگم شریف احمد وڑائچ رہیں اور حمیرا منصور ان کی نائبہ مقرر کی گئیں۔ سیکرٹری خدمت خلق محترمہ امۃ الکریم بیگم شیخ مبارک احمد صاحب کو بنایا گیا۔ ممتاز فیروز کو بطور ایڈیشنل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ چونکہ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ مستقل جاری رہتا تھا اس لئے صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کی ہدایت کے مطابق بُشریٰ محمود کو سیکرٹری ضیافت بنایا گیا۔

اس سال ضلع میں کام کی زیادتی کی وجہ سے ہر قیادت کے لئے علیحدہ سیکرٹری مال بھی مقرر کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق اس سال کراچی میں طالبات کی فہرست تجنید بھی تیار کی گئی اور پہلی مرتبہ پہلی سے لے کر پی ایچ ڈی تک کی طالبات کے نام رجسٹر کئے گئے۔ اب تک ہر سال کراچی لجنہ ضلعی سطح پر سالانہ اجتماع کا اہتمام کرتی تھی اس مرتبہ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کراچی کے ایک ماہ کے دوران لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی سے خطاب فرمایا۔ اس عظیم الشان جلسہ میں لجنہ کراچی کی بیشتر ممبرات نے شرکت فرمائی۔ خطاب کے بعد حضور کی خدمت میں انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کی چیئرمین محترمہ ثمرینہ ہاشمی نے طلائی تاروں سے بنا ہوا مینارۃ المسیح کا خوبصورت ماڈل پیش کیا۔ اس کے علاوہ ۳۰۰۰۰ روپے کا چیک لجنہ کراچی کی طرف سے ”روسی زبان میں ترجمۃ القرآن کے لئے اس شکرانے کے تحت حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ حضور کراچی تشریف لائے اور لجنہ کراچی کی ممبرات نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

ماہ اپریل میں محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ علاج کی غرض سے تشریف لائیں۔ چنانچہ ضلع کراچی نے انہیں بھی مدعو کیا تاکہ ممبرات لجنہ ان کی پیاری اور محترم شخصیت سے کچھ فیض اٹھا سکیں۔

دوران سال حضرت سیّدہ مہر آپا بھی کراچی تشریف لائیں اور کراچی لجنہ کے جلسہ سالانہ کی صدارت فرمائی۔

اس سال مرکزی تعلیم القرآن فضلِ عمر میں کراچی سے تمام قیادتوں کی ۵۶ طالبات شامل ہوئیں۔

قیادت نمبر ۳ کی وسعت کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے کیونکہ مختلف سمات میں پھیلے ہوئے گیارہ حلقہ جات پر کسی ایک فرد کا کنٹرول بہت مشکل ہو رہا تھا۔ لہٰذا اس قیادت کا ایک

حصّہ قیادت نمبر ۷ بنا دیا گیا۔ جو نارتھ ناظم آباد کے علاقے اور شیر شاہ سائٹ کے علاوہ اورنگی ٹاؤن پر مشتمل تھا۔ اس کی نگران محترمہ بُشریٰ محمود صاحبہ کو مقرر کیا گیا۔ باقی حصّے کی نگران بدستور محترمہ ظفر جہاں بھٹی ہی رہیں۔

اس سال حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کے دورہ کراچی پر مشتمل تقاریر کا مجموعہ بھی شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک ٹریکٹ "اسلامی پردہ" اور اس کی اہمیت کے نام سے طبع کروایا گیا۔

انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کے نام سے ایک ذیلی تنظیم بھی قائم کی گئی۔ جس کی چیئرمین محترمہ ثمرینہ ہاشمی مقرر کی گئیں۔ اس تنظیم کا مقصد کالج میں پڑھنے والی طالبات میں دینی کاموں کا شوق پیدا کرنا اور ان کے توسط سے تعلیم یافتہ طبقے میں احمدیہ جماعت کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور کرنا ہے۔

۱۹۸۰-۸۱ء میں مرکز سے نمایاں رابطہ رکھنے پر محترمہ اقبال بیگم صاحبہ نگران قیادت نمبر ۱، محترمہ امتہ الہادی صاحبہ نگران قیادت نمبر ۴۔ محترمہ بیگم راجہ ناصر احمد صاحب نگران قیادت نمبر ۶، اور بُشریٰ محمود صاحبہ نگران قیادت نمبر ۷ کو سندات خوشنودی کا حقدار قرار دیا گیا۔ جن دیگر بہنوں کو اچھا کام کرنے پر مرکز سے سند ملی ان کے نام یہ ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر ہاشمی صاحبہ۔ محترمہ خورشید عطا صاحبہ۔ محترمہ صادقہ قمر صاحبہ۔ محترمہ بُشریٰ ابراہیم صاحبہ۔ محترمہ عارفہ نصیر صاحبہ۔ محترمہ ساجدہ اسماعیل صاحبہ۔ محترمہ امتہ الرشید مبارک صاحبہ۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ یہ سب ممبرات قیادت نمبر ۴ سے تعلق رکھتی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کے تحت کہ پندرہویں صدی کے آغاز پر بکرے صدقہ کئے جائیں۔ کراچی ضلع کی طرف سے ایک بکرا چودہویں صدی کے اختتام کے دن اور ایک بکرا پندرہویں صدی کے آغاز کے دن صدقہ کیا گیا۔ قیادتوں نے بطور مجموعی ۱۵ بکرے صدقہ کئے اور نقد رقم بھی دی گئی۔

اس سال حضور ایدہ اللہ نے دارالضیافت کیلئے ۲۰ دیگوں کی تحریک بھی فرمائی۔ لہٰذا کراچی کی تمام قیادتوں نے ایک ایک دیگ کا تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

اس سال گرمیوں میں حضرت سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ تقریباً ایک ماہ کے لئے کراچی تشریف لائیں اور تیسرے سالانہ جلسہ میں شرکت کے علاوہ قیادتوں میں بھی تشریف لے گئیں۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۱ر اگست ۱۹۸۱ء کو پی ای سی ایچ ایس کے ایک جلسہ میں قیادت نمبر ۲ کی ممبرات سے خطاب کے علاوہ عصرانہ میں شرکت فرمائی۔

۱۶ر اگست کو تیسرے سالانہ جلسہ میں شرکت فرمائی اور بہنوں سے خطاب کے علاوہ انہیں شرف مصافحہ بھی بخشا۔

۱۷ر اگست ۱۹۸۱ء کو عزیز آباد اور گوہر آباد میں لجنہ کے فری ٹیوشن سنٹرز کا معائنہ فرمایا۔

۱۸ر اگست ۱۹۸۱ء کو صدر لجنہ کراچی کے انتخابی جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اس انتخاب میں محترمہ سلیمہ میر صاحبہ بطور صدر لجنہ ضلع کراچی منتخب کی گئیں۔

۱۹ر اگست ۱۹۸۱ء کو حضرت سیّدہ صدر صاحبہ نے احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کی عہدیداران سے ملاقات کے علاوہ ان کے ایک جلسہ کی صدارت فرمائی۔ یہ پوری شام آپ نے طالبات کے ساتھ گزاری اور ان کے مسائل سنے اور مفید مشورے دیئے۔

۲۴ر اگست کو آپ نے قیادت نمبر ۶ میں منعقد کئے گئے ایک جلسہ کی صدارت فرمائی اور حاضرین کو زرّین نصائح سے نوازا۔

۲۷ر اگست کو ناصرات الاحمدیہ ضلع کراچی کے جلسہ کی صدارت فرمائی اور انہیں انعامات بھی دیئے۔

۲۹ر اگست کو لجنہ کراچی نے لجنہ حیدر آباد سندھ کی عہدیداران کو ایک عصرانہ پر مدعو کیا جس میں حضرت سیّدہ صدر صاحبہ بھی شامل ہوئیں۔

۳۰ر اگست کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مارٹن روڈ کی مسجد میں گیارہ بجے ممبرات لجنہ کراچی سے اپنا اہم ترین خطاب فرمایا۔ جلسہ ہذا میں حضور نے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کا الحاق لجنہ مرکزیہ سے ختم کر کے ایک ۵ رکنی منتظمہ کمیٹی کا قیام فرمایا۔ اور اس کمیٹی کی صدر، محترمہ سلیمہ میر صاحبہ کو نامزد کیا۔

کمیٹی کی دیگر ممبرات یہ تھیں۔ محترمہ نصیرہ بیگم اہلیہ ظفر احمد صاحب محترمہ امتہ الرفیق ظفر صاحبہ۔ محترمہ بُشریٰ داؤد صاحبہ اور محترمہ شیریں عبدالحمید صاحبہ۔ حضور نے اس کمیٹی کو پندرہ روزہ رپورٹیں بھجوانے کی تاکید کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ یہ رپورٹیں آئندہ حضور کی خدمت میں پیش کی جائینگی

۵ ستمبر ۱۹۸۱ء کو حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ نے حلقہ ڈیفنس میں ایک جلسہ کی صدارت فرمائی اور ممبرات کو زرّیں نصائح سے نوازا۔

۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۶ء تک منتظمہ کمیٹی کی کارکردگی کا طائرانہ جائزہ "قسمت کے ثمار" میں پیش کیا جا رہا ہے۔

احمدیہ

سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن گرلز یونٹ

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۸ء کو احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے قیام کے اعلان کے ساتھ تین اہم فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

طالبات اپنے حلقۂ اثر میں اپنے عمل اور کردار کے ذریعے جماعت کا تعارف کروائیں اور غلط فہمیوں کو دور کریں۔ پروگراموں کو دلچسپ بنائیں تاکہ وہ طالبات جو یکجانیت کے خیال سے جماعتی پروگراموں میں حصہ نہیں لیتیں بڑھ چڑھ کر آگے آئیں اور اپنی ہم عمروں کی تربیت کا کام کریں۔

ثمرینہ ہاشمی صاحبہ، ثمینہ چغتائی صاحبہ، امتہ الباسط بیگ صاحبہ عظمیٰ مومن صاحبہ، بلشرہ قادر صاحبہ، سعدیہ بٹ صاحبہ۔ ناصرہ لطیف صاحبہ، نگہت مسعود صاحبہ، نصرت نورین راجہ صاحبہ نے سرگرمی سے کام کیا۔ ایک کے جی سکول، کوچنگ سنٹر اور لینڈنگ لائبریری قائم کی گئی نومبر ۱۹۷۸ء میں احمدیہ ہال میں کالجز میں آنے والی طالبات کو استقبالیہ دیا گیا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء کو اردو مباحثہ منعقد کیا گیا جس کا عنوان اس ایوان کی رائے میں "خواتین کے لئے اعلیٰ تعلیم ضروری ہے"۔ ۱۴ جون ۱۹۷۹ء کو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر معلوماتی مقابلہ ہوا۔ قیادت نمبر ۴ کی ٹیم اوّل رہی۔ ۶ دسمبر ۱۹۷۹ء کو آرٹ اینڈ ہینڈی کرافٹ نمائش مرتب کی گئی جس میں آرائشِ گل۔ کڑھائی۔ کروشیا، وال ہینگنگز۔ پینٹنگ۔ فوٹوگرافی اور ہینڈی کرافٹ کی اشیاء کی نمائش ہوئی۔ مارچ ۱۹۸۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں PIN & THREAD کے کام سے تیار شدہ بینارۃ المسیح پیش کیا گیا۔ ۲۱ اگست ۱۹۸۰ء عید ملن کے ساتھ انڈور گیمز کا پروگرام رکھا گیا اس کی محترم مہمان حضرت مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی تھیں۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۰ء کو سالانہ کھیل کروائے گئے۔ اس کی مہمانِ خصوصی بھی حضرت مہر آپا صاحبہ تھیں۔ دسمبر ۱۹۸۰ء میں مشاعرہ اور نعت خوانی کا مقابلہ ہوا۔ اس کے علاوہ طالبات نے مختلف بنیادوں میں وفاتِ مسیح ناصریؑ کے موضوع پر تقریری مقابلہ۔ تاریخِ پاکستان اور تاریخِ احمدیت کے موضوع پر مقابلہ اور اسپین میں مسجد کے پُرشوکت قیام پر یومِ تشکر اور سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر تقریری مقابلے کروائے۔

محترم خلفائے وقت کی کراچی تشریف آوری کے بابرکت مواقع پر طالبات نے خصوصی ملاقاتوں میں اپنے مسائل پر رہنمائی حاصل کی۔ اپنے حلقۂ اثر کی طالبات کی ملاقاتیں کروائیں اور محافل سوال وجواب میں شرکت کے لئے مدعو کیا جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔

لجنہ مرکزیہ

کی ضلعی دوڑ میں حاصل کردہ امتیازات

۱۹۵۹ء	حُسن کارکردگی کی سند
۱۹۶۰ - ۶۱ء	دوم
۱۹۶۱ - ۶۲ء	اوّل
۱۹۶۲ - ۶۳ء	اوّل
۱۹۶۳ - ۶۴ء	دوم
۱۹۶۴ - ۶۵ء	ربوہ کی معیت میں اوّل
۱۹۶۵ - ۶۶ء	اوّل
۱۹۶۶ - ۶۷ء	ربوہ کی معیت میں دوم
۱۹۶۷ - ۶۸ء	دوم
۱۹۶۸ - ۶۹ء	〃
۱۹۶۹ - ۷۰ء	پنجم
۱۹۷۰ - ۷۱ء	×
۱۹۷۱ - ۷۲ء	چہارم
۱۹۷۲ - ۷۳ء	سوم
۱۹۷۳ - ۷۴ء	×
۱۹۷۵ - ۷۶ء	قیادت نمبر ۲ سوم
	قیادت نمبر 4 چہارم

لجنہ اماء اللہ کراچی کی اہم مالی خدمات

"بیت النصرت" کوپن ہیگن ۔۔ ۔۔ ۱۱۰۲۷

"بیت الہدیٰ" آسٹریلیا ۔۔ ۔۔ ۔۔۔۔۴

خلیفۃ المسیح الثالث کو برائے تعمیر بیت، ۔۔ ۔۔ ۱۰،۹۴۳

بیرونی ممالک مربیان کرام کے بجٹ میں، ۔۔ ۔۔ ۱۵،۰۰۰

۱۹۶۵ء میں قومی دفاعی فنڈ میں ۔۔۔ ۲۱۸۱۱ نقد، ۴۳ ۳/۴ تولہ سونا اور اشیائے ضرورت کے ۱۴ بنڈل مع ۔۔ ۱ صدریاں۔

۱۹۷۱ء میں قومی دفاعی فنڈ کے لیے اسٹیٹ بنک کو بذریعہ چیک ادائیگی، ۔۔۔ ۵۵۶۵

مہاجرین کشمیر کے لیے ربوہ بھیجے ۔۔۔ ۔۔۔ ۱۱،۰۰۰ نقد
سات بڑے پارسل اشیائے ضرورت

بیرونی مراکز (احمدیہ مشن) ۔۔ ۔۔ ۷۱۱۵۵۳

تعمیر ہال لجنہ، ممبرات کراچی، ۔۔۔ ۳۶۵۹۰۹

محترمہ بیگم شاہ نواز ۔۔ ۔۔ ۴۰،۰۰۰

محترمہ ناصرہ بیگم حافظ بشیر ۔۔ ۔۔ ۶۰،۰۰۰

دوبارہ " ۔۔ ۔۔ ۱۵،۰۰۰

نگر پارکر اسپتال ۔۔ ۔۔ ۱۱،۷۷۵

ابھی جاری ہے۔

اس کے علاوہ "بیت خضر سلطانہ" ربوہ کی کل تعمیر محترمہ خضر سلطانہ نے کروائی۔

محترمہ امۃ النصیر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کراچی

اہلیہ چوہدری احمد جان صاحب

عہد صدارت ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۷ء

محترمہ امۃ النصیر صاحبہ زوجہ چوہدری احمد جان صاحب مرحوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی بُنیاد ان کے ہاتھوں رکھی گئی۔ اور وہ لجنہ کراچی کی پہلی صدر منتخب ہوئیں۔ آپ کی پیدائش ضلع سانگھڑ کے ایک گاؤں میں ہوئی۔ آپ صغر سنی ہی میں والد صاحب کے سایۂ عاطفت سے محروم ہوگئیں۔ اور آپ کے چچا حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم ان کو اپنے ساتھ قادیان دارالامان لے آئے اور یوں آپ کی پرورش ایک خالصتاً دینی اور علمی ماحول میں ہوئی۔

قادیان چونکہ جماعت کا مرکز تھا لہٰذا یہاں مختلف علاقوں سے لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ حافظ روشن علی صاحب کے گھر بھی دینی درس و تدریس کا سلسلہ قائم رہتا تھا۔ اور بہت سے شاگرد ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ محترمہ موصوفہ بھی پردہ میں رہ کر اس رُوحانی چشمہ سے فیضیاب ہوتی رہیں۔ یوں بھی حافظ صاحب کا گھر حضرت بانیٔ سلسلہ کے گھر کے بالکل قریب تھا۔ اس لئے کافی آنا جانا تھا۔ چنانچہ وہاں کا ماحول بھی آپ پر اثر انداز ہوا۔ آپ ہر قسم کا جماعتی مسئلہ بڑی خوش اسلوبی سے حل فرمالیتیں۔ دُرِ ثمین۔ کلامِ محمود۔ دُرِ عدن کے بیشتر اشعار آپ کو اَزبر تھے۔

آپ کی چچی محترمہ اُستانی مریم صاحبہ علاقہ کی عورتوں اور بچّوں کو قرآنی تعلیم دیتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے سُن سُن کر ہی بہت سا قرآن شریف حفظ کر لیا۔

آپ کی شادی ۱۹۲۹ء میں قادیان میں ہوئی اور حضرت امّاں جان نے از راہِ شفقت اپنی دُعاؤں سے خود انہیں رُخصت کیا۔ بیاہ کر آپ ۱۹۲۹ء میں ہی سندھ آگئیں۔ جہاں مختلف شہروں کے قیام کے بعد مستقل طور پر کراچی آکر آباد ہوگئیں۔ اس وقت تک کراچی میں احمدی گھرانے اس قدر نہ تھے۔ خواتین کی تعداد بمشکل پندرہ بیس تھی۔ آپ نے انہیں قریب لانے کے لئے گھر گھر جاکر ان کو یکجا کیا اور اپنے گھر میں اجلاس بُلانے شروع کئے۔ مختلف قسم کی پارٹیوں اور دعوتوں کے بہانے ان کو ایک دوسرے کے قریب لاتی رہیں۔ آخر دن رات کی محنت رنگ لائی اور یوں ۱۹۳۸ء میں کراچی لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ (تاریخ لجنہ از سیدہ اُم متین صاحبہ میں مرقوم ہے کہ محترمہ امۃ اللہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے لجنہ کراچی کی بُنیاد رکھی)

آپ لجنہ کراچی کی پہلی صدر منتخب ہوئیں۔ آپ نے اپنی جماعتی ذمّہ داریاں ہمیشہ بڑی جانفشانی اور خلوص سے نبھائیں۔ آپ کی اولاد میں سے تین بچّے بالکل معذور تھے جو آپ کی پوری اور ہمہ وقتی توجہ کے محتاج تھے۔ اس کے باوجود آپ جماعتی کاموں کے لئے ہمیشہ مستعد رہتیں۔

کافی عرصہ تک صدارت کے فرائض انجام دینے کے بعد آپ نے محض اپنے معذور بچّوں کی دیکھ بھال کی مجبوری کی وجہ سے اس عہدہ سے سبکدوشی اختیار کی۔

قیام پاکستان کے وقت مختلف علاقوں سے لوگ ہجرت کر کے آرہے تھے آپ نے اپنے شوہر اور والد محترم کے ساتھ مل کر ان کی آبادکاری، رہائش اور ملازمت کے لئے بہت کوششیں کیں۔

محترمہ امۃ النصیر صاحبہ جماعتی فرائض کے علاوہ خاندانی امور کی انجام دہی میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں۔ پورے خاندان میں نہایت ہردلعزیز تھیں، ہر چھوٹا بڑا اپنا مسئلہ اور دُکھ درد ان کے سامنے پیش کرتا۔ غرباء کی مدد ہمیشہ اس رنگ میں کرتیں اور خاندان کے نسبتاً کم مایہ افراد کی اس طرح خیال رکھتیں کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔

۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء میں دماغ کی شریان پھٹ جانے کی وجہ سے یہ پیاری ہستی اپنے خالق کے حضور حاضر ہوگئی۔ موصیہ ہونے کے سبب ربوہ میں مدفون ہیں۔

آپ نے اپنے پیچھے ۵ بیٹے اور ۴ بیٹیاں چھوڑیں۔ جن میں سے اکثر جماعتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے لجنہ کراچی کا جو پودا انہوں نے لگایا تھا وہ اب تناور درخت

بن چکلے ہے۔ اللہ کرے کہ اس کی شاخیں ہمیشہ سرسبز اور ثمر دار رہیں۔ (آمین ثم آمین)۔

محترمہ احمدہ بیگم صاحبہ

بیگم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں

عہد صدارت ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۹ء

محترمہ احمدہ بیگم صاحبہ کا تعلق ایک دیندار، تعلیم یافتہ، معزز زمیندار گھرانے سے تھا۔ والد صاحب اعلیٰ پائے کے وکیل تھے۔ اسلامی احکام کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے تھے سلسلہ سے متاثر تھے مگر عہد بیعت نہیں باندھا تھا کیونکہ اس کو نبھانا بہت مشکل تصور کرتے تھے۔ اپنی بیٹی کی شادی احمدی خاندان میں کی سُسرال میں احمدہ بیگم صاحبہ پر قبولِ احمدیت کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالا گیا۔ راہِ حق کی پہچان کے لئے دُعا کرتیں اور دینی کُتب کا مطالعہ کرتیں ایک خواب میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا وقت آنے پر بیعت کر لوگی چنانچہ حسبِ بشارت ۱۹۲۵ء میں باقاعدہ سلسلہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ شوہر کی سرکاری ملازمت میں شہر شہر تبدیلیوں کی وجہ سے کئی جگہ رہنے کا موقع ملا ہر جگہ احمدی خاندانوں سے رابطہ کرتیں اور نماز جمعہ و اجلاسوں میں شامل ہوتیں۔ جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کروانے کا خاص شوق تھا۔ معززین شہر سے ذاتی تعلقات کی وجہ سے حاضری کافی ہوتی جو حلقۂ احباب میں آپ کے دینی مؤقف کے تعارف کا ذریعہ بنتی۔ آپ ایک شعلہ بیان مقررہ تھیں۔

۱۹۴۲ء میں دہلی میں حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ کی زیرِ نگرانی ہونے والے انتخاب میں آپ دہلی لجنہ کی صدر منتخب ہوئیں۔ آپ اپنے مفوضہ فرائض بڑی جانفشانی سے ادا کرتیں۔ تقسیم برصغیر کے بعد کراچی آ کر خدمت میں مستعد ہو گئیں محترمہ بیگم احمد جان صاحب کے ساتھ کام شروع کیا۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی لجنہ کی صدر منتخب ہوئیں تقسیم کے معاً بعد کے ناگفتہ بہ حالات میں احمدی خاندانوں سے رابطہ کیا اپنی قیام گاہ پر اجلاس شروع کروائے ینگ احمدیہ ویمن ایسوسی ایشن قائم کی احمدی لڑکیوں کو خاتون انسٹرکٹرز سے سیلف ڈیفنس کی تربیت دلانے کا اہتمام کیا۔ ناظم آباد میں جو اُس وقت شہر سے دور سمجھا جاتا تھا پرائمری اسکول کھولا جو بہت جلد اپنے اعلیٰ معیار کی وجہ سے مقبول ہو گیا۔ احمدی بچیوں کو ہنر مند بنانے اور کچھ ذریعۂ آمد پیدا کرنے کے قابل بنانے کے لئے انڈسٹریل ہوم کھولا۔ جس کا کام بہت عمدہ ہوتا گاہے گاہے نمائش بھی لگاتیں۔ لجنہ کے کاموں میں توسیع کی وجہ سے آفس سیکرٹری متعین کی۔ حساب کتاب کا شعبہ قائم کیا۔ سالانہ رپورٹ شائع ہونے لگی۔ لجنہ کی ممبرات کا لائحہ عمل مرتب کیا۔ فطری مہمان نوازی اور منتظم مزاج کی وجہ سے مہمانوں کو حفظِ مراتب کے لحاظ سے اہمیت دیتیں اور دعوتیں دیتیں۔

محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ

بیگم چوہدری شاہ نواز صاحب

عہد صدارت ۱۹۵۹ء تا ۱۹۷۲ء

آپ کا نام مجیدہ بیگم ہے۔ والد صاحب کا نام نواب محمد دین صاحب اور والدہ محترمہ کا نام سکینہ بی بی صاحبہ ہے۔

آپ نے ایف اے تک لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والدین سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ وہاں سے بیاہ کر کراچی آ گئیں اور ۱۹۵۰ء سے محترمہ احمدہ بیگم صاحبہ چوہدری بشیر احمد کے صاحب کے ساتھ کام شروع کیا۔ پہلے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر ۱۹۵۹ء میں صدر منتخب ہوئیں۔ لجنہ کراچی کی عہد آفریں شخصیت ہیں۔ پہلی سالانہ رپورٹ جو ۱۹۵۵-۵۶ء کی ہے آپ کے ہاتھ کی تحریر کردہ ہے۔ لجنہ کی سالانہ اجتماعات میں جو قبل ازیں ایک دن پر مشتمل ہوتے تھے دو دن کا اضافہ کیا اس طرح تین دن کے اجتماعات میں ناصرات الاحمدیہ کی بھرپور نمائندگی ہونے لگی۔ ان پروگراموں میں مرکزی نمائندوں کو دعوت دی جاتی چنانچہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جیسی مؤقر و محترم ہستیاں ان اجتماعات میں رونق افروز ہوتیں۔ آپ

مزاجاً خدمت خلق کی رسیا ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہونیوالی مالی کشائش اعلانیہ اور خفیہ دل کھول کر خرچ کرتی ہیں۔ آپ کے نیک کاموں میں دیگر خواتین بھی پیش پیش رہتیں۔ مسجد کوہِ ہنگین میں چندہ دہندگان کے نام بغرض دعا سونے کی تختی پر لکھوا کر لجنہ کی گیلری میں آویزاں کروائے۔ لجنہ کی تربیتی کلاسز کا اجراء کیا۔ تعلیمی ترقی کے لئے لجنہ کراچی اسکالرشپ جاری کئے جو ربوہ بھیجے جاتے۔ رمضان المبارک میں درس القرآن کا خاص اہتمام کروائیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ملکی ضرورت کے پیشِ نظر احمدیہ ہال میں ممبرات کو جمع کر کے اُونی سویٹر اور ٹوپیاں بنوائیں اور دوسری اشیائے ضرورت جمع کر کے گفٹ پیک بنوائے۔ ایک جلسہ میں دفاعی ضرورت کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی جس کے نتیجہ میں ۵۴ تولے سونے کے زیورات اور ۳۶ ہزار روپے نقد رقم جمع ہوئی جو صدر کے دفاعی فنڈ میں جمع کروادی گئی۔ اس وقت کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب نے لجنہ کراچی کے نام خصوصی تشکر نامہ بھجوایا۔ اس کے علاوہ بے شمار کپڑے اپوا کے ذریعے بھجوائے گئے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی کثیر سامان بھیجا گیا۔ کراچی میں خواتین کی دوسری انجمنیں بھی ہیں مگر ان خدمات کی وجہ سے لجنہ کراچی کی حیثیت ممتاز رہی۔ احمدی خواتین کو لیڈی ڈفرن ہسپتال میں فرسٹ ایڈ اور نرسنگ کی تربیت دلائی۔

آپ اپنی خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور متحمل طبیعت کی وجہ سے اپنے ملنے والوں پر بہت خوشگوار اثر ڈالتی ہیں۔ نافع الناس وجود ہیں خدا تعالیٰ آپ کی قربانیوں کو کئی گنا اجر سے نوازے اور تاحیات مقبول خدماتِ دینیہ کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ آمین۔

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

بیگم ایم اے خورشید صاحب

قائم مقام صدر ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء

ناصرہ بیگم صاحبہ اکوڑہ خٹک میں محترمہ نور بی بی صاحبہ اور محترم عبدالغفور صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں۔ ایبٹ آباد ہاسٹل میں رہ کر مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر قادیان کی دینیات کلاسز میں تین سال دینی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۴۳ء میں شادی کے بعد کوئٹہ چلی گئیں۔ کراچی لجنہ میں خدمات کا ۱۹۵۶ء سے شروع ہوتا ہے۔ حلقہ ناظم آباد سے کام کا آغاز کیا۔ لگن اور تندہی سے کام کرنے کی عادی ہیں۔ حسن کارکردگی کے متعدد انعامات لئے۔ ۱۹۶۳ء میں ہاؤسنگ سوسائٹی میں منتقل ہونے سے پہلے بحیثیت سیکریٹری حلقہ اور پھر صدر حلقہ کام کرنے کی توفیق ملی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے وقت سیکریٹری مال تھیں۔ دفاعی فنڈ جمع کرنے میں سخت محنت سے کام کیا۔ ۱۹۶۶ء میں نائب صدر موصیات منتخب ہوئیں۔ موصیات کی فہرستیں مرتب کیں اور متعدد نئی موصیات بنائیں۔ کئی مرتبہ بیرونِ کراچی اور کراچی میں وقف عارضی کیا۔

محترمہ بیگم مجیدہ شاہنواز صاحبہ کے لندن منتقل ہو جانے کی وجہ سے لجنہ کے کاموں پر اثر پڑتا تھا۔ اس لئے انہوں نے محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو قائم مقام صدر مقرر کیا۔ تین سال تک روایتی حسنِ کارکردگی کے ساتھ اس عہدہ پر عملاً صدر کا کام کرتی رہیں۔ ۱۹۷۲ء میں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے ان کی خرابیٔ صحت کی وجہ سے محترمہ آپا نصیرہ بیگم صاحبہ کو صدر مقرر فرما دیا۔ آپا نصیرہ بیگم صاحبہ کے ساتھ نومبر ۱۹۷۸ء سے نائب صدر کے عہدہ پر کام کرتی رہیں۔ ۱۹۸۱ء میں قیادت نمبر ۲ کی نگران مقرر ہوئیں۔

محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ

اہلیہ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب

۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۱ء

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے صاحبزادے مرزا سلطان احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا عزیز احمد کی صاحبزادی ہیں۔ سات سال کی عمر میں والدہ محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے پرورش و تربیت کی ذمہ داری نانی اماں محترمہ رضیہ بیگم مرزا اسلم بیگ صاحب اور چچی محترمہ امتہ السلام بیگم صاحبہ نے ادا کی۔ قرآن پاک ناظرہ و ترجمہ محترمہ اُستانی مریم بیگم صاحبہ اور حضرت حافظ روشن علی صاحب سے پڑھا والد صاحب میجسٹریٹ درجہ اوّل تھے۔ سرکاری تبادلوں کی وجہ

سے سلسلہ تعلیم جو سیالکوٹ کانونٹ اسکول سے شروع ہوا تھا قصور، قادیان اور لاہور میں جاری رہا۔ میٹرک تک تعلیم پائی۔ ابتدائی تربیت میں دادا مرحوم کی خاص توجہ شامل رہی پھر حضرت اماں جان، نصرت جہاں بیگم کا ہر سال اوسطاً تین، چار ماہ ان کے گھر قیام خصوصی تربیت کا باعث بنا۔ حضرت اماں جان مرحومہ آپ ہی کے کمرہ میں قیام فرماتیں اور نماز و روزہ کے ساتھ نشست و برخواست تک سب آداب سکھاتیں۔ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر اسحٰق صاحب دوسری والدہ کی شکل میں ہمدرد و مشفق رہنما ثابت ہوئیں۔ گیارہ اپریل ۱۹۴۰ء حضرت مصلح موعود نے حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کے ساتھ نکاح پڑھایا اور بیش قیمت نصائح کے ساتھ ڈھاکہ رخصت فرمایا۔

۸ مئی ۱۹۴۱ء سے لجنہ کا کام شروع کیا۔ کلکتہ میں قحط زدہ لوگوں کی امداد میں دن رات ایک کر دیئے۔ ۱۹۴۷ء میں سابق مشرقی پاکستان تبادلہ ہوا تو لجنہ کے عمومی کاموں کے علاوہ سیلاب زدگان اور تقسیم کے متاثرین کی ہر طرح دادرسی کی توفیق ملی۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی آئیں تو حضرت سیدہ اُمِ متین صاحبہ نے صدر مقرر فرمایا۔

کراچی لجنہ میں زندگی کی نئی لہر پیدا کرنے کے لئے پورے کراچی کے دور و نزدیک علاقوں کے دورے کئے۔ اصلاحی تقاریر کیں جن میں وقت کی پابندی پر زور دیا۔ لجنہ کے اجتماعات میں وقت کی پابندی پر عمل کروایا۔ جس کا اثر اب تک موجود ہے۔ جہیز فنڈ علیحدہ کیا۔ بڑی رازداری سے عزتِ نفس کا خیال رکھتے ہوئے اپنے سامنے ضرورت کے مطابق جہیز تیار کروا کے پہنچاتیں۔ مہاجرین بہار کے لئے وظائف مقرر کئے تعلیم کے فروغ کے لئے فنڈ جمع کر کے یونیفارم، کتب، جوتے، سویٹر مہیا کرتیں۔ حلقہ احباب وسیع ہونے کی وجہ سے غیر از جماعت بہنیں بھی اس فنڈ میں حصہ لیتیں۔

محترمہ سلیمہ میر صاحبہ

اہلیہ مکرم عبد القادر صاحب ضاڈار

عہد صدارت ۱۹۸۱ء سے تا حال

۱۹۰۴ء کے بیعت کنندہ میر الٰہی بخش صاحب آف شیخ پور ضلع گجرات کے ہاں ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئیں آپ کی والدہ محترمہ مریم بیگم صاحبہ تھیں مدرسۃ الخواتین قادیان کی تعلیم یافتہ تھیں۔ قرآن پاک کی درس و تدریس سے خاص شغف تھا۔ کوئٹہ میں قرآن پاک کا درس دیتے ہوئے اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پائی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد پرورش و تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بڑے بھائی میر حمید اللہ صاحب (برج انسپکٹر) اور بھابی نعیمہ بیگم صاحبہ نے ادا کی۔ بھابی نے قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی بڑی توجہ اور شوق سے محترمہ سلیمہ صاحبہ کو مڈل تک پڑھا کر دینی مدرسہ میں داخل کروایا۔ جہاں آپ نے عالمہ تک تعلیم حاصل کی۔ تعلیمی سہولت مہیا کرنے اور دینی تربیت میں انہماک کی وجہ سے بھائی، بھابی، ماں باپ کا درجہ حاصل کر گئے جزاھم اللہ تعالیٰ۔

۱۹۴۶ء میں شادی ہوئی شوہر واقفِ زندگی تھے۔ تقسیم برصغیر کے بعد کراچی آکر جیکب لائنز میں مقیم ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں ایران گئے۔ وہاں تین چار احمدی گھرانے تھے اُن کے نماز جمعہ و اجلاس وغیرہ کا اپنے مکان پر انتظام کیا۔ ۱۹۶۴ء میں شوہر کی وفات کے بعد اپنے بھائی میر امان اللہ صاحب کے پاس کراچی آگئیں اور آٹھ نو عمر بچوں کی پرورش کے ساتھ تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور بی اے تک تعلیم پائی۔ ساتھ ہی ساتھ لجنہ کے دفتر آکر ڈاک کا جواب دینے کا کام شروع کیا۔ حلقہ پی ای سی ایچ ایس میں خدمت کا موقع ملا بعد ازاں وہاں کی صدر منتخب ہوگئیں۔ قیادتوں کی تشکیل ہوئی تو یہ علاقہ قیادت نمبر ۲ میں شامل ہوگیا اور آپ کو قیادت کی نگران کے فرائض ملے ۱۹۸۱ء میں جب منتظمہ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے منتظمہ کمیٹی کی صدر نامزد فرمایا۔ ۱۹۸۶ء میں جب لجنہ کراچی کا مرکزی لجنہ سے دوبارہ الحاق ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو صدر لجنہ کراچی نامزد فرمایا۔

آپ کے عہدِ صدارت کا سب سے بڑا اعزاز دو خلفاء کی شفقتوں اور محبتوں سے بھرپور رہنمائی ہے۔ ہمارے مجلہ "المحراب" میں محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ کے عہدِ صدارت کی کارکردگی کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری محبوب صدر کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے تادیر صحت و تندرستی کے ساتھ خدمتِ سلسلہ کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

یادِ رفتگاں

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ

اہلیہ سیٹھ محبوب الٰہی صاحب

محترمہ سلیمہ بیگم حیدر آباد دکن کے ایک معزز تاجر سیٹھ محمد غوث صاحب کی بیٹی تھیں۔ ان کا اصلی نام تو احمدی بیگم رکھا گیا تھا مگر سلیمہ پکارے جانے کی وجہ سے یہی نام مشہور ہوا۔ اور احبابِ جماعت انہیں سلیمہ بیگم حیدر آبادی کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

ان کے بچپن میں لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہ تھا مگر آپا سلیمہ کو لکھنے پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ والدہ صاحبہ کی نیم رضامندی اور والد صاحب کی طرفداری کی بناء پر گھر میں پانی بھرنے والے پرانے سقّے سے قرآن مجید ناظرہ بعمر ۸ سال ختم کیا۔ اور فطری شوق کی بناء پر بہت جلد لکھنا بھی سیکھ لیا۔ اور روانی سے اُردو لکھنے پڑھنے لگیں۔ آپ کے والد احمدیت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانے میں مولانا منیر صاحب تبلیغی جلسوں میں آیا کرتے تھے۔ چونکہ آپا سلیمہ کو جلسوں میں جانا بہت پسند تھا اس لئے والد صاحب اکثر انہیں ساتھ لے جاتے یہانتک کہ وہ خود تقریریں کرنے کے قابل ہو گئیں۔ حیدر آباد میں پڑھی لکھی خواتین نے ایک ادارہ قائم کر رکھا تھا "حقوق نسواں" آپ بھی اس کی ممبر بن گئیں اور عورتوں کے حقوق و فلاح و بہبود کے سلسلہ میں کام شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ اس ادارے نے مذہبی نوعیت کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ آپا جان نے بھی اس جلسہ میں اپنا مؤقف بیان کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ بعض "ہمدرد" خواتین نے انہیں باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر یہ نہ مانیں۔ دورانِ تقریر اچانک خواتین نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ تو قادیانیت کی تبلیغ کر رہی ہے بعض جوشیلی خواتین اسٹیج پر چڑھ آئیں اور انہیں مارنے کیلئے بڑھیں مگر آپ ذرا نہ گھبرائیں اور اسی سکون سے تقریر جاری رکھی۔ مگر مجمع اکھڑ چکا تھا۔ اور عورتیں ان پر چڑھ دوڑی تھیں مگر بعض بہن خواتین نے انہیں بچا کر اسٹیج سے اُتار لیا۔ دوسرے دن اخبار میں اس "جوشیلی خاتون" کے بارے میں خوب گرماگرم خبریں لگیں۔

آپا سلیمہ بیگم کے شوہر اپنے خاندان کے اکیلے احمدی تھے اور خاندان والوں سے ان کی مخالفت چلتی رہتی تھی مگر آپا سلیمہ بیگم کی خوش اخلاقی نرم روّیے اور ہمدردانہ سلوک نے بہت جلد سسرال بھر کو ان کا گرویدہ بنا دیا اور وہ آہستہ آہستہ انہیں اپنی تمام تقریبات میں شامل کرنے لگے۔ مگر آپا سلیمہ بیگم سختی سے کہہ دیتیں کہ دیکھو میں تمہاری رسومات میں شامل نہیں ہوں گی۔ بعد میں شکایت نہ کرنا۔ یہانتک کہ ان میں سے اکثر خواتین خود بھی ان بدعات اور رسومات سے گریز کرنے لگیں۔ دراصل ان کا لہجہ ہی اس قدر پر متقین اور مؤثر ہوتا تھا کہ سُننے والا غیر محسوس طریق پر قائل ہوتا چلا جاتا تھا۔ حیدر آباد دکن کی لجنہ کی سرگرم رکن ہونے کی بناء پر ویسے بھی لوگ ان کی بہت عزّت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سخت بیمار پڑیں حالت اتنی زیادہ خراب ہو گئی کہ چلنے پھرنے سے قاصر ہو گئیں۔ مگر ڈاکٹر حیران تھے کہ اس عورت کی قوّت ارادی کس قدر مضبوط ہے کہ یہ پھر اٹھ کھڑی ہوئیں اور قیامِ پاکستان کے بعد حسبِ عادت یہاں آ کر اپنی سرگرمیوں میں لگ گئیں۔ ہمیشہ سے بہت ہمدرد اور ملنسار، غریب پرور اور سخی خاتون تھیں۔ جب بیگم بشیر احمد صاحب صدر لجنہ کراچی کے انڈسٹریل ہوم کے لئے ان کا نام تجویز کیا تو اس لئے فوراً رضامند ہو گئیں کہ اس طرح غریب عورتوں کی کچھ دادرسی ہو سکے گی۔ اس زمانے میں انڈسٹریل ہوم میں بعض غیر از جماعت بہنیں بھی کام کرتی تھیں۔ ایک عورت جو بے اولاد تھی اس نے بطورِ خاص آپا جان سے دُعا کے لئے کہا۔ آپا جان نے حضور کو دُعا کے لئے خط لکھا۔ اور خود بھی بہت دُعا کی۔ اللہ کی قدرت کہ

وہ صاحب اولاد ہوئی اور ہمیشہ کہتی تھی کہ یہ محض آپ کی دُعا کا نتیجہ ہے ورنہ میں تو مایوس ہو چکی تھی۔ اس طرح مالی استعانت کے علاوہ یہ انڈسٹریل ہوم ایک طرح سے تعارف کا ذریعہ بھی تھا۔

خاندان والوں اور خلافت سے عشق تھا۔ محترمہ امّاں جان برابر انہیں خط لکھتی تھیں۔ آپا امۃ الحیٔ صاحبہ سے تو بے حد بہناپا اور دوستی تھی۔ آپا سلیمہ بیگم کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ

"حضور خلیفۃ المسیح الرابع کی والدہ صاحبہ آپا مریم کے تو ہم مستقل مہمان ہوتے تھے۔ ان کی بیماری میں لاہور میں ان کی تیمارداری بھی کی۔ حضور اب بھی جب امّی جان کو یاد کرتے ہیں تو آواز بھرا جاتی ہے۔ آتے تو امّی کو فون کرتے آپا میں آ رہا ہوں لیکن خدارا روئیں نہیں میں پان کھانے آ رہا ہوں۔ امّی حضور کی آواز سُن کر ہمیشہ رو دیتی تھیں، انہیں غالباً آپا مریم یاد آجاتیں اور یہ کہ ان کی حیات نے وفا نہ کی اور وہ حضور کا یہ عروج نہ دیکھ سکیں۔"

چودہ سال صاحب فراش رہیں مگر لجنہ کی خدمت اس حال میں بھی کرتی رہیں۔ ہر حالت میں نماز کی ضرور پابندی کرتیں۔ روزہ اگرچہ بعد میں نہ رکھ سکتی تھیں مگر دوسروں کو باقاعدہ اٹھا کر روزہ رکھواتیں اور نہ رکھنے والوں سے ناراض ہوتیں خاموشی سے لوگوں کی مدد کرنا ان کا شیوہ تھا۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلتا اور آنے والی کی ضرورت پوری ہو جاتی اسی طرح ہر آنے جانے والی حسبِ توفیق تواضع کرتیں۔ تمام لڑکیوں کو اجلاس والے دن تاکید کر کے اجلاس میں بھجواتیں اور آخر وقت تک موقع محل سے گھر والوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تربیت یافتہ گھرانے کی تمام خواتین لجنہ کی فعال ممبرات ہیں اور اپنی بزرگ کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کر رہی ہیں۔

آپا سلیمہ نے انڈسٹریل ہوم کی نگراں کی حیثیت سے اس کے قیام کے وقت سے بندش تک خدمت کی۔ نیز ۶۳-۱۹۶۲ سے ۷۰-۱۹۶۹ء تک نائب صدر لجنہ رہیں اور جب تک حیات رہیں ایک فعال اور سرگرم ممبر کی حیثیت سے اپنی ذمّہ داریاں انجام دیتی رہیں۔

آپ کی یہ خوبی تھی کہ اپنے بعد خدمت کا جذبہ رکھنے والی ممبرات کو کام کے لئے تیار کر گئیں۔ آپ کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

محترمہ عائشہ خادم حسین صاحبہ

محترمہ عائشہ بیگم اہلیہ شیخ خادم حسین صاحب قیام پاکستان کے وقت ہی کراچی تشریف لائیں اور ابتداء سے ہی لجنہ کراچی سے منسلک رہیں۔ حلقہ لالوکھیت میں تاحیات سیکرٹری مال اور حزب الخارج کے طور پر کام کیا۔ گھر گھر جا کر چندہ اور صدقہ جمع کرتیں۔ اور ہمیشہ بجٹ سے زیادہ چندہ اکٹھا کر کے دیتیں۔ مرکز سے دو مرتبہ سندات خوشنودی حاصل کیں۔ جشن پنجاہ سالہ لجنہ مرکزیہ کے موقع پر سیّدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ نے بھی سند امتیاز سے نوازا۔

چندہ خود جا کر لے آتیں مگر ناخواندہ ہونے کی وجہ سے بعد ازاں رسیدیں کسی پڑھی لکھی ممبر سے کٹوا لیتیں۔

کوئی اجلاس یا جلسہ ہوتا تو گھر گھر جا کر اطلاع پہنچاتیں۔ اور اکثر کمزور بہنوں کو خود بصد اصرار جلسوں میں لے کر جاتیں۔ ہر گھر سے رابطہ رہتا۔ متعدد لڑکے لڑکیوں کے رشتے کروائے۔ اگر کسی احمدی بہن کو ان کی مدد کی ضرورت ہوتی بخوشی کرتیں۔ سودا سلف لانے، کھانا پکانے دوا لانے، بچے سنبھالنے اور بعض اوقات ہسپتال میں رہ کر تیمارداری کرنے تک میں کبھی عار محسوس نہ کیا۔

احمدیہ ہال میں مددگار کارکن کے طور پر سالہا سال کام کیا۔ دریاں اور صفیں بچھانا اور پھر اٹھا کر بحفاظت رکھنا۔ انہیں دھونا اور محفوظ رکھنا۔ میٹنگوں اور جلسہ جات میں سامان لگوانا اور پھر اٹھوا کر رکھنا یہ سب ذمّہ داریاں آپ نے اپنے سر لے رکھی تھیں اور دل و جان سے اپنی ذمّہ داریاں ادا کرنے کی عادی تھیں۔

وفات سے دو سال قبل کمزوری اور نظر کی خرابی کی وجہ سے ڈاکٹروں نے باہر نکلنے کو منع کر دیا تھا جس کا انہیں بڑا قلق تھا۔ اکثر کہتیں کہ "خبر ہے مجھ سے کیا غلطی ہو گئی کہ اللہ نے دینی کاموں سے روک دیا۔ انتقال اچانک ہارٹ فیل کے سبب ہوا۔ اور بوجہ موصیہ ہونے کے ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

بہت عبادت گذار اور دُعا گو خاتون۔ کبھی کسی کی غیبت یا شکوہ نہ کرتیں۔ جب موقع ملتا اعتکاف بیٹھتیں۔ اور درس یا بڑے جلسہ جات میں بہت دور دور جا کر شامل ہوتیں بلکہ اپنے حلقہ کی دیگر خواتین

کو بھی باصرار لے جاتیں۔ پوری زندگی میں شاید ہی کسی اجلاس کا ناغہ کیا ہوگا۔ کیونکہ اجلاسوں میں شامل ہونے کو وہ ہمیشہ احمدی عورت کا دینی و اخلاقی فریضہ سمجھتی تھیں۔ غرض حلقہ کی ان ممبرات میں سے تھیں جن کی وجہ سے حلقہ میں زندگی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے۔

محترمہ حبیبہ بیگم ہاشمی

محترمہ حبیبہ بیگم ہاشمی لجنہ اماء اللہ کراچی کی پہلی باقاعدہ آفس سیکرٹری تھیں۔ محترمہ بیگم شریف وڑائچ کراچی ہیں جو ان کی دیرینہ رفیق کار رہی ہیں۔ ان سے تعارف کرواتی ہیں۔

محترمہ حبیبہ بیگم ہاشمی اپریل ۱۹۵۶ء میں لجنہ کے دفاتر کی پہلی آفس سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ اور تاحیات ایک جاں نثار اور مخلص خادمہ دین کی حیثیت سے لجنہ کراچی کی خدمت کرتی رہیں۔ اس قدر محنتی اور انتھک کام کرنے والی ممبرات انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں اور مجھے فخر ہے کہ لجنہ کے کاموں میں ان کے ساتھ عرصہ دراز تک رفاقت حاصل رہی اور ان جیسی سرگرم اور بے لوث خادمہ دین سے میں نے اور لجنہ کی دوسری کارکنات نے بہت کچھ سیکھا خصوصاً دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جذبہ۔ گھر میں دینی کاموں کے لئے باہر نکلنے کے باوجود ایک توازن اور سلیقہ قائم رکھنا۔ اور غربت میں بھی بے حد وفا اور خودداری کی آن بان قائم رکھنا وغیرہ وغیرہ

میں جب پہلے پہل کراچی آئی تو سب سے پہلا تعارف انہی سے ہوا۔ تین ہٹی پل کے پاس پہاڑی کے قریب چٹائیوں سے گھرا ہوا تین کمروں کا ایک کچا مکان جس کا صرف ایک کمرہ پکا تھا۔ نہایت مختصر ضروریات زندگی۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ خاوند سے ان کے تعلقات صحیح نہ تھے اس لئے گھر کی اقتصادی ذمہ داری بھی انہی کو پوری کرنی پڑتی تھی۔ سلائی کڑھائی کے کاموں سے جو آمدنی حاصل ہوتی اسی میں گزر بسر کرتی تھیں۔ اس زمانے میں لجنہ کا دفتر روزانہ کھلتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے ۴ بچوں کا ساتھ۔ تنہا۔ گھر کی تمام ذمہ داریاں۔ صفائی پکانا ریندھنا۔ گھر کے دوسرے کام۔ پھر سلائی کرنا۔ اور روزانہ لجنہ آفس جاکر اپنے دینی فرائض ادا کرنا۔ احمدیہ ہال سے آکر کپڑے سیتیں اور اس عالم میں بھی کہ تھکان سے برا حال ہوتا اجلاس کبھی نہ چھوڑتیں۔ ان ممبرات کے لئے جو ہمیشہ عذر تلاش کرتیں اور گھر کی مصروفیات کو اجلاسات میں نہ آنے کا بہانہ بناتی ہیں خصوصاً حبیبہ ہاشمی صاحبہ کی شخصیت مشعل راہ ہے۔ جب میں سوسائٹی سے لیاقت آباد آئی تو پھر ان سے بہت قربت رہی اب وہ ذرا فراغت میں تھیں بڑی بیٹی کی شادی کر دی تھی۔ بڑے بیٹے نے پھولوں کا کام شروع کر دیا تھا۔ اور دوسرے بھی بچے بن گئے تھے وہ آہستہ آہستہ گھر بھی بناتی جا رہی تھیں۔ چھوٹے بیٹے کو تعلیم بھی دلا رہی تھیں۔ (بعد میں وہ ماڈرن موٹرز میں ملازم ہوگیا)۔ بڑی بیٹی کے یہاں بچی کی ولادت ہوئی تو وہ زچگی میں ہی فوت ہوگئی جس کا انہیں بڑا دھکا لگا۔ مگر باوجود اتنے بڑے صدمہ کے تین چار دن ہی کی رخصت لی اور پھر کام پر حاضر ہوگئیں۔ کام پوری دلجمعی اور لگن سے کرتیں۔ احمدیت کی خاطر جان دینے کو بھی کم سمجھتیں۔ بہت خوددار اور محتاط کارکن تھیں اگر کبھی کوئی کڑا وقت آ جاتا اور بطور قرض کچھ لیتیں تو بہت جلد تنخواہ سے کٹوا کر رقم واپس کرتیں اور کبھی کسی کی مدد کی طلبگار نہ ہوتیں۔ بچے بڑے ہوگئے اور زندگی میں ذرا سہولت ہوئی تو کام کا دورانیہ مزید بڑھ گیا۔

چھوٹے بیٹے کی شادی بڑے ارمان سے کی اس سے پیار بھی بہت تھا مگر وہ بہت جلد بیوی کو لے کر الگ ہوگیا اور بعد میں پنجاب جا بسا۔ اس کا بھی سخت صدمہ تھا مگر منہ سے کبھی نہ کہتیں اس کے جانے کے بعد اکثر بیمار رہنے لگیں۔ بیماری بڑھی تو لوگوں نے منت سماجت کر کے بیٹے کو واپس بلایا۔ جس دن وہ واپس آیا اسی کے اگلے روز ان کی وفات ہوگئی۔ شاید اسی میں دم اٹکا تھا۔

وصیت کی ادائیگی وہ زندگی میں کر چکی تھیں اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

لجنہ کراچی کو فخر ہے کہ اسے حبیبہ ہاشمی جیسی بے لوث اور مخلص خادمہ میسر آئی اور لجنہ کراچی کو اس مقام تک پہنچانے میں جو کردار انہوں نے ادا کیا ہے وہ اسے کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی خاص نعمتوں سے حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔

محترمہ سیّدہ خضر سلطانہ دہلوی

ربوہ کے ریلوے اسٹیشن سے جنوب کی طرف دارالرحمت وسطی کی جانب دیکھیں تو ایک چھوٹی سی زرد رنگ کی پُر وقار سی بیت الذکر ہے۔ جس پر بیت الذکر خضر سلطانہ بہت نمایاں طور پر لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ خضر سلطانہ کون تھیں جنہیں اتنے اہم مقام پر خدا کا گھر تعمیر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان سے مکمل تعارف محترمہ ظفر جہاں بیگم بھٹی کرواتی ہیں۔

ش

عاجزہ نومبر ۱۹۴۸ء میں کراچی آئی اور تھیوسوفیکل ہال بندر روڈ کے قریب ہی ایک فلیٹ میں رہائش پذیر ہوئی۔ دو، تین روز کے بعد خضر سلطانہ (مرحومہ) جو چوتھی منزل پر مقیم تھیں ملنے آئیں اور اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ محمدؐ یونس صاحب مرحوم کی اہلیہ ہیں جو محترم بابو نذیر احمد صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ دہلی کے برادر نسبتی تھے جو ۱۹۴۷ء کے فسادات میں غالباً شہید ہو گئے تھے۔ (غالباً یوں کہ کسی کام سے باہر گئے تھے اور پھر واپس نہ آئے باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہ لگ سکا تو قیاس کر لیا گیا کہ ہنگامے میں کام آ گئے۔ وہ خود چند ماہ پیشتر اپنی والدہ اور بھائیوں کے ہمراہ پاکستان آئی تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے خاندان کی اکیلی احمدی ہیں جب کہ ان کی والدہ اور بھائی حد درجہ مخالف ہیں۔ شوہر بھی احمدی تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد وہ تنہا رہ گئی ہیں۔ فطری طور پر مجھ سے مل کر انہیں بہت تقویت ہوئی۔ مَیں نے محسوس کیا کہ وہ مزاجاً بہت سادہ اور حلیم ہیں۔ انہوں نے میرے بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کی پیشکش کی جو مَیں نے فوراً قبول کر لی۔ اور پھر جتنا عرصہ میں وہاں رہی وہ یہ خدمت بخوشی انجام دیتی رہیں۔ ۶ ماہ بعد مَیں نے رہائش گاہ تبدیل کر لی مگر ہماری محبتیں اور اپنائیت قائم رہی اور وہ باوجود کمزوری صحت کے مجھ سے ملنے ہر تیسرے چوتھے ماہ پابندی سے آتی رہیں۔ اپنی اور اپنے میاں کی قبولیت احمدیت کا واقعہ سناتے ہوئے بہت جذباتی ہو جاتیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے گھر میں چونکہ ہم دونوں کے علاوہ کوئی احمدیت سے متعارف نہ تھا اس لئے ہم نے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نوافل اور دُعاؤں سے اپنے جاء نماز تر کر دیئے اور سلسلہ احمدیہ کی کتابیں دو، دو، تین، تین لالٹین جلا کر پڑھا کرتے یہاں تک کہ ہم نے حق کو پالیا اور دسمبر ۱۹۲۸ء میں باقاعدہ بیعت کر لی۔ آپ اپنے حال میں بے حد قانع اور مطمئن تھیں اور خدا کے سوا کسی پر انحصار کی قائل نہ تھیں۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا۔ مگر کبھی شکوہ زبان پر نہ لائیں۔ نہایت دُعا گو تھیں۔ میری درخواست پر میرے لئے اولادِ نرینہ کے لئے دُعا کی اور خواب کی بناء پر دو بیٹوں کی خوشخبری دی۔ خدا تعالےٰ نے مجھے جڑواں بیٹوں سے نوازا۔

۱۹۵۳ء میں آپ کے بھائیوں نے کاروبار میں لگانے کے لئے آپ کا زیور گروی رکھ کر روپیہ حاصل کیا۔ اُنہوں نے زیور تو دے دیا مگر ہمہ وقت یہ احساس رہتا کہ زیور کسی دینی مصرف میں خرچ ہوتا۔ ۱۹۶۲ء میں بہت منّت سماجت سے زیور واپس ملا تو بہت دُعا کرتیں کہ اس کا بہترین مصرف نکل آئے۔ خدا تعالےٰ نے اُن کی رہنمائی کی اور خیال آیا کہ دارالرحمت وسطی ربوہ میں حضرت مُصلح موعود کے عطا کردہ پلاٹ پر جو مکان بنوایا ہے اُس کے ایک حصّہ میں خدا کا گھر بنوا دوں اور مکان کے کرایہ سے بیت الذکر کا خرچ نکلتا رہے۔

وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے اپنا مکان وقف کرنے اور اس کے ایک حصّہ میں بیت الذکر بنوانے کی خواہش ظاہر کی۔ صدر انجمن احمدیہ نے اسے منظور کر لیا۔ پہلے ایک کچّا کمرہ بنایا گیا۔ جب اسے پُختہ کرنے کا موقع آیا تو مرحومہ کی خواہش کا علم ہونے پر حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ نے ۱۹۶۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر اُس کی بُنیاد رکھی۔ یہ چھوٹی سی سادہ مگر پُر وقار بیت الذکر ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب ہر آنے جانے والے کو یہ یاد دلاتی ہے کہ ایک فنا فی اللہ خاتون اپنے زیورات کا استعمال اس طرح بھی کر سکتی ہے کہ زمین پر خدا کا گھر تعمیر کروا کے ثوابِ دارین حاصل کرے۔

لجنہ کراچی کو آپ کی خدمات لمبے عرصہ تک حاصل رہیں۔ حلقہ سعید منزل (جس میں اُس وقت رامسوامی کا علاقہ بھی شامل تھا) کی منتخب صدر تھیں۔ وفات تک جماعتی کاموں کی انجام دہی احسن طریق پر کرتی رہیں۔ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء کو وفات پائی مرحومہ کے بھائیوں نے کراچی

میں دفن کرنے پر اصرار کیا مگر محترمہ مولوی عبدالمجید صاحب، محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے بڑی حکمت سے معاملات کو سلجھایا اور تکفین و تدفین کا کام سرانجام دیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں ربوہ کی سرزمین پر آخری آرام گاہ نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور بیت الذکر خضر سلطانہ کی صورت میں چھوڑا ہوا ورثہ درجات کی بلندی کرتا رہے آمین۔

محترمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ

اہلیہ طاہر ہاشمی صاحب

محترمہ بی بی جان صاحبہ اور محترم سید میر مہدی حسن کے ہاں ۱۹۳۶ میں پیدا ہوئیں۔ دہلی میں احمدیہ فرنیچرز کے نام سے برکت والا کاروبار تھا۔ ۱۹۴۴ء میں جلسہ حضرت مصلح مسعود کے مہمان ان کے کارخانے میں ٹھہرے تھے۔ زبیدہ صاحبہ نے ان مہمانوں کو پانی پلانے کی ڈیوٹی کے ساتھ بچپن ہی سے خدمت سلسلہ کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۷ء میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے تیسری پوزیشن لے کر ایم بی بی ایس کیا اور وہیں سے پوسٹ گریجویشن کی۔ ۱۹۵۹ء میں شادی ہوئی۔ زندگی کی جدوجہد میں عزم و ہمت کا ثبوت النور سوسائٹی میں اسپتال کا قیام و انصرام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس اسپتال کو نور اسپتال کا نام دیا۔ ڈاکٹر صاحبہ کی خدمت خلق کا فیض ان گنت نادار مریضوں کو پہنچا۔ مفت مشورے اور دوائیں دینا سعادت سمجھتی تھیں۔ ۱۹۷۷ء سے اپنی بیٹیوں ثمرینہ اور سلمیٰ کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ پر طبی امداد کا کیمپ سنبھالنا شروع کر دیا۔ ۱۹۸۱ ' ۸۲ میں احمدیہ ویمن ایسوسی ایشن قائم ہوئی۔ آپ اس کی صدر تھیں۔ ۱۹۷۶ سے ۱۹۷۸ تک حلقہ النور کی نائب صدر اور پھر صدر منتخب ہوئیں۔ اس کے ساتھ آپ نائب نگران لجنہ قیادت نمبر ۳ بھی رہیں۔ ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ کمیٹی ضلع کراچی کی نگران کا عہدہ دیا گیا۔ آپ نہ صرف خود ایک اچھی منتظم تھیں بلکہ اپنے ساتھ فعال کارکنوں کی ٹیم تیار کر لی اور ہر جلسہ ان کے زیر انتظام ہونے لگا۔ ۱۹۸۲ء میں جلسہ سالانہ ربوہ پر طبی امداد کی ڈیوٹی کے ساتھ حلقہ خاص کی انتظامی ڈیوٹی حسن و خوبی سے ادا کی ۱۹۸۳ میں سارے جلسہ گاہ کی ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی۔ باوجود ایک ڈاکٹر کی شدید مصروفیات کے آپ نے بڑی تندہی سے جلسہ گاہ کا نقشہ بنایا۔ جگ' گلاس' رسی' پولی تھین کے تھیلے ساتھ لے کر گئیں۔ اس حسن انتظام کی داد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے بھی دی۔ ۱۹۸۷ء سے صحت خراب رہنے لگی۔ آپریشن کے بعد کمزوری کے باوجود ۱۹۸۸ کے جلسہ سالانہ لندن میں ڈیوٹی دی۔ کھڑی نہیں ہو سکتی تھیں' کرسی پر بیٹھ کر سب کام کروائے ۲۴ فروری ۱۹۹۰ کی صبح کراچی لجنہ کی یہ منفرد خصوصیات کی حامل خاتون اپنے اہل خانہ ان اور سب ممبرات لجنہ کو حزیں بنا کر خالق حقیقی سے جا ملیں نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھائی۔ خدا تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ کر جنت میں جگہ دے۔ (آمین)

محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ

اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کامٹی صاحب

رفقائے حضرت مسیح موعود حضرت مریم بی بی صاحبہ اور حضرت حافظ فیض الدین صاحب کی دختر تھیں۔ یہ سیالکوٹ کی مشہور کبوتروں والی بیت کے مالک تھے۔ اپنی ساری جائیداد جماعت کیلئے وقف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ گھر کے اکثر افراد مرد و زن حفاظ قرآن پاک تھے۔ یہ خود بھی خوش الحانی اور صحت تلفظ کے ساتھ کثرت سے قرآن پاک کی بلند آواز سے تلاوت کرتیں۔ کراچی لجنہ کو ۱۹۴۷ سے ۱۹۷۱ تک ان کی خدمات حاصل رہیں۔ حلقہ جیکب لائنز کی صدر رہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو اس طرح نبھایا کہ ان سے بالا عہدیدار ان کی رفقائے کار اور ان کی تربیت یافتہ آنے والی نسل انہیں عزت و احترام سے یاد کرتی ہے۔ غریب پروری اس خاندان کا طرہ امتیاز رہا۔ آپ بھی بڑی خاموشی سے خدمت خلق کی عادی تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود سے گہری محبت و عقیدت تھی اور یہ وصف ورثہ میں چھوڑا ہے۔ اپنے بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتیں اور ایمان افروز واقعات سناتی رہتیں۔ بیگم خان عبدالقیوم خان کے زیر انتظام مہاجرین کی آبادکاری کی عاملہ کی ممبر تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان کی خدمات کو سراہا تھا۔ احمدیت کے لئے حد درجہ غیرت رکھتیں۔ بے حد سادہ اور قناعت پسند تھیں۔ ۱/۳ کی موصیہ تھیں۔ خدا نے خادم دین اولاد سے نوازا۔ ان کی بڑی بیٹی محترمہ ڈاکٹر امتہ اللطیف مرحومہ نے چار یتیم بچوں کی کفالت کی۔ محترمہ ڈاکٹر آصفہ نعیم صاحبہ خدمت خلق کرتی ہیں اور محترمہ ثریا رشید صاحبہ پہلے حیدر آباد اور اب کوئٹہ میں لجنہ کی عہدیدار ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی اولاد کو اپنی امان میں رکھے اور بزرگوں کی قربانیوں کا سلسلہ آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ (آمین)

احمدی خواتین کے لئے پیغام

حضرت بانی سلسلہ کے مبعوث ہونے کی غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کے الہام میں یہ بتائی ہے۔

یحیی الدین ویقیم الشریعۃ

کہ آپ دین کا احیاء کریں گے اور شریعت کو قائم کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اماں جان سختی سے پردہ کی پابند تھیں۔ گو وہ گھر سے باہر بھی تشریف لے جاتی تھیں اور بعض افراد کو بلا کر کام کے لئے بھی کہتی تھیں سو آپ کی تقلید میں احمدی خواتین بھی پردے کی پوری پابندی کریں۔ عدم پابندی کے شدید نقصانات کے بارے میں حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ نے جماعت کو متنبہ فرمادیا ہے۔

پیغام حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب
بحوالہ انصار اللہ نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء

قسمت کے ثمار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح نے لجنہ اماء اللہ کراچی کو ایک مثالی تنظیم بنانے کے لیے لجنہ مرکزیہ سے اس کا الحاق ختم کر کے براہ راست اپنی نگرانی میں لے لیا۔ آپ نے مجلس عاملہ ختم کر دی اور پانچ ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل فرمائی۔ اس مشفق اور مہربان قیادت کا پانچ سالہ دور کراچی لجنہ کا سنہری دور ہے۔

۳۰ اگست ۱۹۸۱ء کو بیت الحمد مارٹن روڈ میں کراچی کی ممبرات لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے . . .

آپ نے فرمایا

"چونکہ کچھ کمزوریاں میں نے یہاں دیکھیں اور سُنیں۔ اس لئے عارضی طور پر میں لجنہ کا جو یہاں نظام ہے اُسے اس وقت بدل رہا ہوں لجنہ کا جو یہاں نظام تھا اس میں لجنہ کی صدر اور مجلس عاملہ ہوا کرتی تھی یہی قاعدہ ہے لیکن اس وقت وہ سب ختم کر کے میں ایک کمیٹی بناتا ہوں۔ جو لجنہ مرکزیہ کے سامنے جواب دہ نہیں ہوگی اور تفصیلی رپورٹ سارے حالات رُجحانات اور عادات اور بدعات اگر کوئی آ جائیں (اللہ پناہ میں رکھے ہم سب کو) اس کی رپورٹ پندرہ روزہ مجھے پہنچائیں گی تاکہ میں جس کی ذمہ داری ہے جماعت کو بلند مقام پر رکھنا اس سلسلہ میں باخبر رہوں . . ."

اس کے بعد مندرجہ ذیل پانچ رُکنی منتظمہ کمیٹی نامزد فرمائی۔

۱۔ محترمہ سلیمہ میر صاحبہ اہلیہ محترم عبدالقادر صاحب ڈار مرحوم

۲۔ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم

۳۔ محترمہ امۃ الرفیق صاحبہ اہلیہ جاوید ظفر اللہ صاحب

۴۔ محترمہ شیریں حمید صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالحمید صاحب

۵۔ محترمہ حور جہاں بُشریٰ صاحبہ اہلیہ قریشی داؤد احمد صاحب

اس کمیٹی کی صدر محترمہ سلیمہ میر صاحبہ کو مقرر فرمایا۔ محترمہ موصوفہ سے کمیٹی کے قیام کے متعلق گفتگو کی تو آپ نے بتایا کہ "لجنہ کراچی کی صدارت کے فرائض ایک طویل عرصہ تک محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ ادا کر رہی تھیں۔ اب اُن کا عرصہ صدارت مکمل ہو چکا تھا۔ ۱۹۸۱ء میں جب نئی صدر کے انتخاب کے لئے محترمہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ کراچی تشریف لائیں تو بہت دُعا کی اور بہت سوچا کہ اب یہ اہم فریضہ کون ادا کر سکے گا۔ آپا نصیرہ صاحبہ کے ساتھ تو خاندانی وجاہت اور پُرانا تجربہ تھا میں نے اس گھبراہٹ کا اظہار حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کے سامنے بھی کیا آپ نے دُعا کی تلقین فرمائی۔ انتخاب ہوا۔ میرا نام بھی اس میں شامل تھا ووٹ بھی کافی ملے تھے مگر نتیجہ کی منظوری نہیں آئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح نے مجھے کمیٹی کا صدر مقرر فرمانے کا اعلان کیا تو میری عجیب کیفیت تھی سکتہ کا عالم تھا اور پسینہ پسینہ ہو رہی تھی۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ میرے قریب سے گزریں اور فرمایا آمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ اب ایک طرف اطاعت امام اور دوسری طرف اپنی کم مائگی اور وسیع پیمانے پر کام کرنے کا تجربہ نہ ہونے کا احساس تھا میں دُعاؤں میں لگ گئی گڑگڑا کر خدا تعالےٰ سے مدد مانگی اور کام شروع کیا۔ جلدی جلدی مجالس عاملہ کے اجلاس بُلائے قیادتوں اور حلقوں میں دورے کئے اور ان کے سامنے بھی اطاعت، تنظیم سے وابستگی، اسلامی اخلاق اپنانے بدعات کے خلاف جہاد کرنے ناجائز اعتراضات سے یکلی پرہیز کرنے اور کثرت سے استغفار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بار بار حضرت اقدس کی خدمت میں دُعا کے لئے خطوط لکھے یہ اُنہیں کی دُعاؤں سے الٰہی تصرف تھا کہ لجنہ کراچی میں خصوصی بیداری پیدا ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رح کی رہنمائی ہمیں بہت کم عرصہ میسّر آ سکی پھر ہمارے دُکھی دلوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی شفقت اور دُعاؤں نے دلاسہ دیا یہ بابرکت وجود ایسے کیمیا گر

ہیں جو مٹی کو سونا بنانے میں ماہر ہیں۔ میں کوشش بھی کروں تو الفاظ میں اپنے جذبات کا عالم بیان نہیں کر سکتی۔ میں تو ایک عاجز ناکارہ اور کم ہمت بندی تھی۔ اس مسیحا نے میری ہستی بدل ڈالی۔ ان ہی کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل مجلس عاملہ اور ممبرات کا مکمل تعاون حاصل رہا۔

خاص طور پر محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کروں گی جو ایک لمبے عرصے تک کراچی کی صدر رہیں مگر جب خاکسار کو صدر بنا دیا گیا تو کمال بشاشت سے ہر طرح تعاون کیا خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔"

پانچ رکنی کمیٹی میں سے مشفق و محترم صاحب الرائے اور ذہین و فطین ممبر محترمہ شیریں حمید صاحبہ لاہور منتقل ہو گئیں اُن کی جگہ محترمہ محمودہ امتہ السمیع وہاب صاحبہ کی تقرری کی۔ ۲۱ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو منظوری آ گئی۔ عہدیداروں کی تقرری اور منظوری حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے ہوتی رہی۔ محترمہ بُشریٰ حمید صاحبہ سیکرٹری مال اور محترمہ صادقہ قمر صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ اور ان کی شادی کے بعد محترمہ ناصرہ لطیف بیگم ہارون صاحبہ کی منظوری بھی حضرت صاحب سے لی گئی۔ آفس سیکرٹری نگرانات اور حلقہ جات کی عہدیداروں کے انتخاب کے بعد منظوری لی جاتی رہی۔ اس ہدایت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ضلع کی عہدیداران نے بڑی محنت اور جرأت سے کام شروع کیا۔ جہاں بھی کسی تقریب کا علم ہوتا پہلے سے جا کر بڑے پیار سے ناجائز رسوم و رواج سے روک دیا جاتا۔ یا خطوط کے ذریعے سمجھا دیا جاتا اگر خدانخواستہ کوئی بے قاعدگی ہوتی تو اس کی مکمل رپورٹ صدر کمیٹی لجنہ اماء اللہ کو پیش کرتیں جو حضور کی خدمت اقدس میں بھجوائی جاتی رہیں۔

یہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی خوش نصیبی ہے کہ اس طرح خلیفۂ وقت ہر کمزوری اور خامی پر ان کی نشاندہی فرماتے رہے اور ساتھ ہی پُردرد دُعائیں بھی ان کا مقدر بنتی رہیں

ماہ جنوری میں مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ صدر کمیٹی بیرونِ مُلک تشریف لے گئیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر مکرمہ آپا نصیرہ بیگم صاحبہ کو قائمقام صدر منتظمہ کمیٹی کا چارج ۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو سونپا۔ آپ گیارہ ماہ تک نہایت خوش اسلوبی اور ذمّہ داری کے ساتھ لجنہ کے کام سرانجام دیتی رہیں۔ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۲ء کے خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے نام خط میں ارشاد فرمایا "جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ان کی غیر حاضری میں آپ نے احسن رنگ میں فرائض کو سرانجام دیا۔ اللہ تعالےٰ مقبول بارگاہ میں خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔"

ہر پندرہ دن کے بعد حضور پُر نور کی خدمت میں کارگزاری رپورٹ کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا رہا۔ جلدی ہی اندازہ ہو گیا کہ حضور بڑی باریک بینی سے رپورٹوں کا مطالعہ فرماتے ہیں اس لئے رپورٹ لکھنے والوں کو بہت محتاط رہنے کے بعد بھی احساس رہتا کہ کوئی نادانستہ کوتاہی حضور کی طبیعت پر گراں نہ گزرے ہر رپورٹ پر حضرت صاحب کی طرف سے وصولی کا خط ملتا رہا۔ جس میں قیمتی دُعائیں ہمارا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ ان خطوط کی شکل میں پیار دلجوئی، رہنمائی اور شفقت کا ایک قیمتی خزانہ ہمارے ہاتھ لگا۔ لجنہ کراچی اس خزانہ پر جتنا بھی خدا تعالےٰ کا شکر کرے کم ہے۔

قسمت کے ان ثمار کی لذّت اور فخر و انبساط کا اندازہ ممکن نہیں جو پیارے آقا کے ہر خط کے ساتھ محسوس کی جاتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا لجنہ کراچی کے نام ان کا خط جو اُن کی زندگی کا آخری خط ثابت ہوا موصول ہوا۔

ماہ جون ۱۹۸۲ء میں حضور کا مکتوب موصول ہوا۔

"آپ کی طرف سے پندرہ روزہ رپورٹ حضور اقدس کی خدمت میں موصول ہوئی۔ حضور نے بعد ملاحظہ فرمایا ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

اور دُعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہِ جون ۱۹۸۲ء ہی وہ مہینہ تھا۔ جب ہمارا محسن آقا ہمیں داغِ مفارقت دے کر مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گیا۔ اس جانے والی مقدس رُوح کے لئے رحمتوں اور برکتوں کی دُعاؤں کے ساتھ ہم نے قُدرتِ ثانیہ کے مظہر رابع کا استقبال کیا اور تجدید عہد وفا کے ساتھ ایک نئے دور میں داخل ہو گئے۔ آپ نے ہماری رپورٹوں کے جواب میں کچھ انتظامی معاملات پر استفسارات فرمائے۔ اس طرح نئے قافلہ سالار کی رہنمائی میں نئے عزم و حوصلہ سے سفر شروع ہوا خلافت سے محبت و عقیدت کو حضور کے کراچی کے دوروں نے وسعت اور گہرائی عطا کی۔ فروری ۱۹۸۳ء، اگست ۱۹۸۳ء اور فروری ۱۹۸۴ء میں مجالسِ عرفاں اور لجنہ کی محافل سوال و جواب میں بنفسِ نفیس حضور کے دیدار سے فیضیابی نے جذبۂ عمل کو مہمیز کیا۔ حضور نے لجنہ کی مجالس عاملہ کی صدارت بھی فرمائی۔ آپ کی ہدایات نے لجنہ کراچی کو ایک نئی راہ عمل پر گامزن کیا۔

آپ نے ہدایت فرمائی کہ کراچی لجنہ سیرتِ پاکؐ کے جلسے منعقد کرے۔ لجنہ نے لبیک کہا تین سو دس جلسے ہوئے۔ ہر جلسے میں منتظمہ کمیٹی میں سے ایک یا ایک سے زائد نمائندے شرکت کرتے۔ محترمہ بُشریٰ داؤد صاحبہ نے اکثر و بیشتر جلسوں میں مؤثر اور پُرمغز تقاریر کیں۔ حضرت صاحب نے اس کام کو سراہا۔

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو خوشیوں سے معمور خدمت دین والی لمبی کامیاب زندگی عطا کرے۔ آپ کی تبلیغی کوششوں میں برکت ڈالے اور سعید رُوحوں کو ہدایت نصیب کرے۔ آپ کی زبان میں ایسا اثر پیدا کرے جو دوسروں کو متاثر کرنے والا ہو"

خاکسار!

دستخط مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

آپ کی دُعائیں اور شفقتیں بارانِ رحمت کی طرح ہمارے وجودوں کو سیراب کرتی رہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خاص نکات پر آپ کی رہنمائی ہمارے لئے عمل کی نئی راہیں متعین کرتی رہتی۔ جلسہ ہائے سیرت النبیؐ میں غیر از جماعت مہمان بہنوں کی حاضری میں کمی کی طرف توجہ دلائی کہ ان کی تعداد زیادہ ہونی چاہیئے۔

"آپ کی طرف سے رپورٹ ماہ جنوری ۱۹۸۳ء قیادت نمبر ۳ کراچی حضور اقدس کی خدمت میں موصول ہوئی حضور نے بعد ملاحظہ فرمایا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

بہت دلچسپ اور خوش کُن رپورٹیں ہیں ان پروگراموں کی کامیابی پر حمد بہت کریں اور آئندہ کامیابی کے لئے دُعاؤں سے مدد مانگنی نہ بھولیں۔ سیرتؐ کے جلسوں میں سوائے چند کے غیر از جماعت خواتین کی تعداد بہت کم شریک ہوئی ہے جس کا مطلب ہے کہ لجنہ کی اکثر ممبرات کے تعلقات کا دائرہ یا محدود ہے یا پھر اپنی ملنے جلنے والیوں سے مذہبی گفتگو نہیں کرتیں۔ واللہ اعلم"

کراچی لجنہ میں اس خاص اَمر کی طرف توجہ دینے کی تحریک کی گئی تو حاضری کی رفتار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا حتیٰ کہ ڈرگ کالونی کے ایک جلسہ میں دو سو پچاس غیر از جماعت خواتین تھیں۔ ممبرات کو غیر از جماعت بہنوں کے میلادوں میں شرکت کا موقع ملا جہاں تقاریر کیں۔ ایسے جلسے بھی ہوئے جو منعقد تو غیر از جماعت بہنوں نے کئے تھے مگر پوری ٹیم احمدی خواتین کی گئی اور سارا پروگرام پیش کیا۔ معیاری تقاریر پر غیر از جماعت بہنوں نے شدید حیرت کا اظہار کیا کہ ایسی عمدہ تقریریں تو ہم نے کبھی نہ سُنیں تھیں۔ بعض جگہ مضامین کے فوٹو اسٹیٹ حاصل کئے گئے ایک خاتون پہلے سے سلسلہ میں دلچسپی لے رہی تھیں۔ جلسہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا والہانہ انداز دیکھ کر سلسلہ میں شامل ہو گئیں۔ خلیفۂ وقت کی دُعاؤں میں حصّہ ملنے کی خوشی میں کارکردگی میں ذوق و شوق پیدا ہوتا رہا اور ہم جرعہ جرعہ شادابی حاصل کرتے رہے۔

اپریل ۱۹۸۳ء میں تحریر فرمایا

آپ کے خط کے ساتھ منسلکہ کارگزاری رپورٹیں۔ مَیں نے دلچسپی سے پڑھیں اور دل کی گہرائی سے ان سب کے لئے دُعا نکلی جنہوں نے خدمت دین میں کسی نہ کسی رنگ میں حصّہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوشیوں سے مالا مال کردے ایسی خوشیاں دے جو لازوال ہوں اپنا سچّا پیار عطا کرے اور خود ہی آپ کی جزا بن جائے اپنی سب ساتھیوں کو محبت بھرا اسلام اور دُعا۔

والسلام

دستخط خاکسار مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

۲۸ مئی ۱۹۸۳ء سے ۸ جون ۱۹۸۳ء تک تربیتی کلاس لگائی گئی ترجمہ قرآن پاک، درس حدیث، کشتی نوح، نفسیاتی لیکچرز، تاریخ احمدیت تاریخ اسلام فقہی مسائل، نماز کا ترجمہ نصاب میں شامل تھے۔ پھول بنانے کی عملی تربیت دی گئی۔ قیادت نمبر ۴ سے سب سے زیادہ تعداد میں طالبات نے شمولیت کی۔ محترم امیر جماعت صاحب ضلع کراچی نے لیکچر دیا۔ تدریس کے فرائض محترم حسین احمد پاشا صاحب، محترم لئیق احمد صاحب، محترمہ طلعت منصور صاحبہ، محترمہ خورشید عطا صاحبہ، محترمہ ناصرہ لطیف صاحبہ، محترمہ صادقہ کرامت صاحبہ، محترمہ بُشریٰ داؤد صاحبہ، امۃ الباری ناصر صاحبہ محترمہ نزہست آراء صاحبہ، محترمہ سلیمہ میر صاحبہ۔ محترمہ امۃ الحلیم زاہدہ صاحبہ اور محترمہ امۃ السمیع وہاب صاحبہ نے سرانجام دیئے۔ اس کلاس کی رپورٹ روزانہ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجی جاتی رہی۔ ان رپورٹوں کے جواب میں مئی ۱۹۸۳ء میں شفقت نامہ موصول ہوا۔ جس میں دستِ مبارک

سے رقم فرمایا تھا۔
اپنی تمام مخلص ساتھنوں کو میرا اسلام کہہ دیں۔ ماشاء اللہ کراچی کو دین کی خدمت کرنے والیوں کی ایک بہت اچھی (ٹیم) میسّر ہے الحمد للہ چشم بد دور۔

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

جون ۱۹۸۳ء کا نامہ تھا
تربیتی کلاس کی رپورٹ اور پندرہ روزہ کارکردگی رپورٹ موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ساری رپورٹ خوش کُن ہے لیکن بطورِ خاص زینب بی بی کا واقعہ پڑھ کر تو بہت خوشی ہوئی اور دل کی گہرائیوں سے اُن سب خواتین کے لئے دُعائیں نکلیں جنہوں نے اپنے مولا کی خاطر اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔
فجزاھن احسن الجزاء

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

واقعہ یوں تھا کہ ایک بہن زینب بی بی کی بیٹی کی شادی میں ضرورت محسوس کی گئی کہ جہیز تحفہ میں دیا جائے۔ حلقہ ڈیفنس، کلفٹن کی ممبرات نے بڑی دلچسپی اور لگن سے چھوٹی سے چھوٹی جزئیات کے ساتھ جہیز مکمل کیا۔ رپورٹ غور سے پڑھنے والوں کی نگاہوں سے یہ واقعہ اوجھل نہ رہا اور ازراہِ ذرّہ نوازی دُعاؤں سے نوازا۔

لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی کی تعلیم القرآن کے سلسلے میں مساعی کو بھی سندِ خوشنودی حاصل ہوئی۔ کل ممبرات کی تقریباً نصف تعداد نے خدا کی خوشنودی اور محبت کلامِ الٰہی میں رضاکارانہ طور پر یہ ذمہ داری سنبھالی ہوئی ہے کہ اپنے گھروں پر احمدی وغیر احمدی بچوں کو قرآن پاک ناظرہ و ترجمہ پڑھائیں۔ ایک بہت بڑی قومی ضرورت خواتین خوش اسلوبی سے پوری کر رہی ہیں۔ بچوں کا وہ حصّہ عمر جو شخصیت کی تعمیر میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے نیک خواتین سے درسِ قرآن میں صرف ہو رہا ہے سینکڑوں بچے جن کا تعلق ہر مسلک و فرقہ سے ہے۔ لجنہ کے زیرِ اہتمام چلائے جانے والے سنٹرز میں یسرنا القرآن سے ابتدائی اسباق پڑھ رہے ہیں۔ انفرادی طور پر تعلیم دینے والی ممبرات کی کوئی بھی فہرست کافی نہیں ہو سکتی صرف مثال کے طور پر اُم حبیبہ صاحبہ، امۃ الرفیق ظفر صاحبہ ناصرہ لطیف صاحبہ، امۃ الحیٔ صاحبہ، ناصرہ عصمت اللہ صاحبہ، ممتاز عطاء اللہ صاحبہ، خورشید عطا صاحبہ، رشیدہ منصور کرشن صاحبہ، صوفیہ اکرم چٹھہ صاحبہ نے تعلیم قرآن میں وقت دے کر اپنے وقت کی قدر و قیمت بڑھالی ہے۔ کورنگی میں حافظ محمد اعظم صاحب لجنہ و ناصرات کی ممبرات کو زیورِ تعلیم قرآن سے آراستہ کر رہے ہیں۔ اجلاسوں میں نصاب میں شامل حصّہ قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے۔ ترجمہ و تفسیری نوٹس فوٹو سٹیٹ کروا کے دیئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ممبرات کو ترجمہ قرآنِ پاک پڑھنے کی ترغیب دلانے کے لئے ذاتی خطوط لکھے گئے جس کے نتیجے میں ۱۴۵ خواتین نے لفظی ترجمہ پڑھنے کا عزم کیا رمضان المبارک میں درس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
امۃ الرفیق ظفر صاحبہ، عزیزہ خورشید صاحبہ، صادقہ وسیم صاحبہ، عائشہ عیسیٰ خان صاحبہ، خورشید بیگم اقبال صاحبہ اور سعیدہ بٹ صاحبہ کو درس دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ درس قرآن کے بارے میں ہماری رپورٹوں کے جواب میں حضور پُر نور نے تحریر فرمایا۔
مئی ۱۹۸۳ء "آپ کی رپورٹیں بابت درسِ قرآن مورخہ ۲۲، ۶/۸۳، ۱۲ موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ آپ کی قلبی اور فکری صلاحیتوں میں برکت دے۔ علومِ قرآنی میں معرفت عطا فرماتے خدمتِ دین کی توفیق ملتی رہے۔ درس میں شامل ہونے والی سب مستورات اور ناصرات کو پاکیزہ اور خوشحال زندگی سے نوازے اور ہمیشہ اپنی رضا اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

اکتوبر ۱۹۸۳ء میں لجنہ کراچی نے بیت ~~[illegible]~~ الہدیٰ آسٹریلیا

کے لئے حضور پُرنور کی خدمت میں ۱۳۷۰۰۰/- روپے کی رقم پیش کرنے کی توفیق پائی۔ خواتین نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر مالی قربانی پیش کی اور بے نظیر رُوح پرور واقعات دیکھنے میں آئے۔ ایک ممبر نے چند نایاب سکے پیش کئے جن کو بیچ کر خطیر رقم حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ اپنے ہاتھ سے شربت کی بوتلیں تیار کر کے رقم چندہ میں دی۔ ایک خاتون جو ملیر ندی کا بند ٹوٹ جانے کی وجہ سے اپنے ایسے گھر میں بیٹھی تھیں جس کا اکثر سامان بہہ گیا تھا۔ جب ان کے پاس ممبرات مدد کے لئے پہنچیں تو اپنے دوپٹے کے پلو سے بندھا ہوا سَو روپے کا نوٹ نکال کر دیا کہ میری طرف سے آقا کو پیش کر دیں۔ بیت الصلوٰۃ آسٹریلیا جب تک قائم رہے گی ایسی قربانیوں کو زندہ رکھے گی۔

کراچی لجنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سب سے پہلے مربوط منظم مرحلہ وار منصوبہ بندی کے ساتھ کیسٹ پروگرام شروع کیا۔ محترمہ امۃ السمیع وہاب نے محنت اور لگن کے ساتھ خود اپنے لئے راہیں تلاش کیں۔ بار بار مجالس عاملہ کے اجلاس بلائے دورے کئے رپورٹ فارم لکھ لکھ کر بانٹے اور بہت مؤثر تحریک چلائی کہ کیسٹ خریدنے کے لئے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے رقم جمع کریں چنانچہ بہت سی ممبرات نے سویٹر بنا کر سلائی کر کے ٹیوشن پڑھا کے کیسٹ خریدے حضرت صاحب کو رپورٹیں بھیجی جاتی رہیں جن پر حضور پُرنور اپنی ہدایات سے نوازتے رہے۔

اکتوبر ۱۹۸۳ء میں تحریر فرمایا

آپ سب ماشاء اللہ بہت محنت سے کام کر رہی ہیں۔ مال جان اور وقت کی قربانی میں پیش پیش ہیں۔ اللھم زدفزد انگریزی کیسٹ کا انتظار کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے جلد مکمل کرنے کی توفیق دے۔ جس جس نے بھی اس پروگرام میں حصّہ لیا ہے اللہ تعالیٰ اسے دُنیا و آخرت کی حسنات عطا فرمائے اور اپنی رضا سے نوازے۔ آمین

اپنی طرف سے ذاتی طور پر اس پروگرام کے لئے ایک ہزار روپے بھجوا رہا ہوں۔

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت صاحب نے جس انگریزی کیسٹ کا ذکر فرمایا ہے وہ دُنیا پور ضلع ملتان میں سوال و جواب کے انگریزی ترجمہ سے متعلق ہے۔ امۃ السمیع صاحبہ نے حضور سے اجازت طلب کی تھی کہ انگریزی دان طبقہ تک حضور کے ارشادات پہنچائے جاسکیں۔ حضور نے پسند فرمایا اجازت مرحمت فرمائی اور دستِ مبارک سے رہنما اصول رقم فرمائے۔ دفتر لجنہ میں تعلیمی اور تربیتی کیسٹس کی ایک سینٹرل لائبریری موجود ہے سب قیادتوں کے مختلف حلقوں میں ۷۰ کیسٹس لائبریریاں قائم کی گئی ہیں۔ مقامی طور پر نو (۹) کیسٹس تیار کر کے مرکز بھیجی گئی ہیں۔

حضور ایدہ الودود کی طرف سے تحفہ موصول ہوا ۱۰۰۰/- روپے
حضور ایدہ الودود نے ریکارڈنگ ڈیک
خریدنے کے لئے عنایت فرمائے۔ ۱۳۰۰/- روپے
محترمہ ناصرہ بشیر صاحبہ کی اعانت ۵۰۰/- روپے
قیادت نمبر ۳ ۱۱۰۰/- روپے
قیادت نمبر ۱ ۵۰ نئے کیسٹ اور ۲۶۰/- روپے
۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۶ء تک ۲۹۰۷ کیسٹ فروخت کر کے ۵۳۹۴۵۰/- روپے کی رقم جمع کرائی گئی۔

۲۴ نومبر ۱۹۸۳ء احمدیہ ہال میں اسٹوڈنٹس کا بین الکلیاتی کوئز پروگرام کروایا گیا۔ محترمہ سلمیٰ ہاشمی صاحبہ نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت کی۔ قیادت نمبر ۳ کی طالبات اوّل رہیں مگر اصول کے مطابق ٹرافی سرسیّد کالج کو دی گئی۔ موضوع سیرت پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا ہر مہمان کو شانِ رسول عربیؐ کی کیسٹ اور اسلامی اصول کی فلاسفی تحفہ میں دی گئی۔

ہر رپورٹ کے جواب میں تحسین و آفرین حوصلہ افزائی اور دُعاؤں کے عادی ہو کر جب اپنے میر کارواں کا جنوری ۱۹۸۴ء کا خط پڑھا تو اپنی کوتاہ دامنی پر افسوس ہوا۔

۲۳ جنوری ۱۹۸۴ء حضور نے تحریر فرمایا تھا۔

آپ کی طرف سے کارگزاری بابت ماہ دسمبر وصول ہوئی جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ جہاں دیگر بعض لجنات کام کراچی کے مقابل پر کم نظر آتا ہے۔ وہاں یہ امتیاز انہیں ضرور حاصل ہے کہ بیعتوں کے لحاظ سے ان کے کام میں بڑی برکت ہے جبکہ کراچی لجنہ اس پہلو سے بے ثمر ہے اس طرف توجہ کریں

اور فکر کریں اور دُعا بھی بہت کریں۔ آپ سب کارکنان کو اللہ تعالےٰ
اس خدمت پر بہترین جزا عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمتِ
دین کی توفیق عطاء فرماتا رہے۔ آمین

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

اللہ تعالےٰ کا احسان دیکھئے جس روز ہمیں یہ خط موصول ہوا ایک مخلص خاتون تشریف لائیں اور جماعت میں شامل ہوگئیں یہ پہلے سے متاثر تھیں مگر گھریلو حالات آڑے آرہے تھے۔ دعوت الی اللہ کے اہم کام کی طرف توجہ کی گئی اور دُعا کی گئی یہ صرف اللہ تعالےٰ کا فضل اور خلیفۂ وقت کی دُعائیں تھیں کہ ہماری لجنہ کو بھی ثمر عطا ہوئے اس ضمن میں سب سے مؤثر کوشش انتہائی حلیم پُرحکمت دعوت الی اللہ دینے والی بہن محترمہ سلمیٰ صاحبہ اہلیہ شمیم خالد صاحب کی تھی خدا تعالےٰ نے جنہیں ۵۵ افراد کی جماعت میں شمولیت کا ذریعہ بنایا اس شعبہ میں محترمہ سلمیٰ صاحبہ کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ آپ راستے کی صعوبتیں برداشت کرکے نگر پارکر گئیں اور وہاں کے لوگوں سے گھل مل کر تربیت و اصلاح کا کام کیا ان کے نام اکتوبر ۱۹۸۴ء میں حضور نے دستِ مبارک سے ایک مکتوب ارسال فرمایا۔

"آپ کا بہت پُرخلوص اور بہت دردناک خط ملا۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں بہنے والے یہ آنسو ہرگز ضائع نہیں جائینگے اور گلشنِ احمد کی سیرابی اور شادابی کا باعث بنیں گے۔ زیادہ دیر یہ حالات نہیں چلیں گے اور ان بدکرداروں کے پکڑ کے دن آرہے ہیں۔ صبر اور توکل کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار کریں۔

آپ کو اللہ تعالےٰ نے جو کامیاب دعوت الی اللہ کی توفیق بخشی ہے اس کی رپورٹ پڑھ کر دل حمد اور شکر سے بھر گیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں

اللہ تعالےٰ آپ کو بیش از بیش مثمر بہ ثمراتِ حسنہ خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آپ کا حامی و ناصر ہو اور سب عزیزوں کی طرف سے آپ کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے قیادت نمبرا کی تمام ممبرات لجنہ کو خصوصاً اُن کو جو اصلاح و ارشاد کے کام میں آپ کا ہاتھ بٹا رہی ہیں میرا محبت بھرا سلام دُعائیں پہنچا دیں۔ خدا حافظ۔

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

اپریل ۱۹۸۴ء نے ہمارے اور ہمارے آقا کے درمیان جسمانی بُعد ڈال دیا مگر یہ جسمانی دوری تکلیف اور دُعاؤں کے نتیجے میں رُوحانی قرب میں بدل گئی۔

جولائی ۱۹۸۴ء میں بیت الفضل لندن کے لیٹر پیڈ پر حضور کا دستِ مبارک سے تحریر کردہ مکتوب آنکھوں سے لگایا اور عقیدت سے چوما گیا۔

ہمشیرہ محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

آپ کی طرف سے لجنہ کراچی کی رپورٹ اور نہایت پُرخلوص جذباتِ عقیدت پہنچے ہیں آپ سب کے جذبات عقیدت و اخلاص کی دل کی گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں اور اپنے رب سے آپ کے لئے ہمیشہ بھلائی کا طالب رہتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ دن پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ لوٹا دے جن کی یادیں مجھے بہت عزیز ہیں۔

سب بہنوں اور بچیوں کو میرا محبت بھرا سلام پہنچا دیں جو نام مجھے یاد ہیں وہ بھی اتنے ہیں کہ نام بنام سلام پہنچاؤں تو طویل فہرست بن جائے گی۔

خدا حافظ! فی امان اللہ، فی امان اللہ، فی امان اللہ۔

والسلام
خاکسار
دستخط مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

جب یہ خط مجلس عاملہ میں سُنایا گیا تو ہم میں سے ہر ایک کو یقین تھا کہ حضور کو جو نام یاد تھے ان میں میرا نام بھی شامل تھا اور یہ دُعائیں میرے لئے بھی ہیں۔ یہ دو طرفہ محبّت کا جادو تھا جس نے جذبۂ عشق کے سوا سب جذبے سرد کر دیئے تھے۔ آقا کی طرف سے یورپین مراکز کے چندے کی تحریک ہوئی تو لجنہ کراچی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

قربانی کا معیار انسان نہیں مقرر کر سکتے۔ خدا تعالےٰ نے کسی کی ایک پائی اور کسی کے ایک لاکھ کو کیا درجہ دیا ہمیں معلوم نہیں ہماری آنکھوں نے جو نظارے دیکھے اُس میں ایک ایک خلوص کے اعتبار سے انتہائی ایمان افروز ہے۔ کچھ بچّے اپنے غلّے توڑ کر پانچ پانچ پائی، دس دس پائی کے جمع کئے ہوئے سکّے باندھ کر لے آئے۔ کچھ خواتین نے اپنا تمام تر زیور پیش کر دیا۔ بعض نے تو اندازہ بھی نہیں رکھا کہ کتنے تولے اور کتنی مالیت کا زیور ہے۔ ایک بچّی کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے تعلیمی وظیفہ دیا تو اُس نے یہ وظیفہ فنڈ میں دے دیا۔ ایک خاتون نے اپنی سلائی کی مشین دے دی جس سے کپڑے سی کر وہ گذر بسر کرتی تھی۔ ایک خاتون نے وہ گائے پیش کر دی جس کا دودھ فروخت کر کے گذارہ کرتی تھی۔ ایک خاتون نے کپڑوں کی سلائی کر کے پیسے جمع کر کے اپنا اکلوتا زیور ناک کی کیل بنوائی ابھی پہنی نہ تھی کہ آقا کی آواز کان میں پڑی لا کر چندے میں دے دی۔ ایک خاتون کے متعلق علم ہوا ہے کہ تین روپے چندے کا وعدہ لکھوا کر آٹھ آٹھ آنے کی قسط میں ادا کیا۔ اس قسم کے بے شمار واقعات تاریخ کا حصّہ ہیں اور جماعت کے جذبۂ ایمانی کی دلیل ہیں۔

ایک بہن نے ایک نیک مثال پیش کی اور اپنا چندہ بتفصیل ذیل ادا کر دیا۔

از طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱,۱۰۰
" " " مسیح موعود	۱۰۰۰
" " " خلیفۃ المسیح اوّل	۱۰۰۰
" " " " " الثانی	۱۰۰۰
" " " " " الثالث	۱۰۰۰
" " والد مرحوم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب	۱۰۰۰
" " والدہ مرحومہ کلثوم بیگم صاحبہ	۱۰۰۰
خود بیگم حمید احمد رانا صاحبہ	۲۹۰۰
	۱۰,۰۰۰

حضور ایدہ الودود نے ان کے اس انداز کو سراہا نمونہ کو قابلِ تقلید قرار دیا اور دین و دُنیا کی نعمتوں کے حصول کے لئے دُعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

ممبرات کی قربانیاں حضورِ انور سے دُعاؤں کا ثمر لائیں۔ متعدد خطوط میں سے دو کا لُطف لیجئے۔

اکتوبر ۱۹۸۴ء

پیاری محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی نہایت خوش کُن رپورٹ کارگزاری مورخہ ۲۶ ۹/۸۴ موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ آپ اور آپ کے رفقائے کار کو اجرِ عظیم عطا کرے اور ان کے مالوں اور جانوں اور اولادوں میں برکت ڈالے اور نورِ احمدیت کو پھیلانے میں اپنی تائید و نُصرت سے مدد فرمائے یورپین مراکز میں مالی قربانی کرنے والیوں کو علیحدہ اپنے دستخطوں سے خط بھجوا رہا ہوں۔ سب کو میرا محبت بھرا اسلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو اپنی استعداد کے مطابق قربانیاں پیش کرنے کی توفیق دے۔

آپ کی خدمتِ دین کے شوق اور ولولہ کو دیکھ کر میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور دل سے دُعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور خدمات کو قبول فرمائے۔

والسلام

خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

فروری ۱۹۸۵ء

پیاری محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خط ۱۲/۸۴ ۱۷ پڑھ کر دل خدا تعالےٰ کی حمد و ستائش

سے لبریز ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی جماعت کو حیرت انگیز جذبۂ قربانی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ۔ تمام ممبرات لجنہ اور جانی و مالی قربانی میں سابقات الاوّلات کو میرا محبت بھرا سلام اور جزاکم اللہ احسن الجزاء

مکرمہ عزیزہ حمید صاحبہ، امانت خاتون صاحبہ، بُشریٰ الیاس اور عزیزہ پروین کو میرا خصوصی سلام۔ اللہ تعالےٰ ان کی قربانیوں کا بہتر بدلہ دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

والسلام

خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

حضور ایدہ الودود نے سب چندہ دینے والی بہنوں کے نام اپنے دستخطوں کے ساتھ خطوط بھجوائے جن میں بیش قیمت دعائیں تھیں۔

کراچی کی خواتین خدمتِ خلق میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی ہیں ۱۹۸۴ء کے موسم گرما میں ملیر ندی کا بند اچانک ٹوٹ گیا جس کے نتیجے میں وسیع علاقے میں تباہی پھیل گئی سیلاب کے متاثرین کی فوری مدد کی ضرورت محسوس کر کے بستر کپڑے دوائیں اور نقد امداد کا انتظام کیا گیا۔

محترمہ امۃ السمیع وہاب صاحبہ اور بیگم کرنل منور صاحب نے بلا امتیازِ مذہب، ملت، خدمت کا موقع پایا۔ ڈاکٹر سکندر فرحت صاحبہ نے متاثرہ علاقے میں رضاکارانہ طور پر مریضوں کا معائنہ کیا اور متوقع ہیضے کے خطرے کے پیشِ نظر بُشریٰ داؤد صاحبہ نے ہیضے سے بچاؤ کے لئے کثیر مقدار میں دوائیں تیار کر کے تقسیم کرنے کے لئے بھیجیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور ایدہ الودود نے ایک خطبہ جمعہ میں کراچی لجنہ کی ان خدمات کی تعریف کی۔

اورنگی ٹاؤن میں بے گناہ انسانوں کے بے دریغ قتل و غارت کا اندوہناک حادثہ ہوا۔ سیکرٹری خدمت خلق محترمہ مبارکہ ملک صاحبہ نے عباسی شہید ہسپتال میں زخمیوں کی حالتِ زار دیکھی اور سرگرم عمل ہوگئیں۔ شدید سردی میں آسمان تلے پڑے ہوئے گھائل بے گھر غمزدہ لوگوں کے لئے بستر اور کپڑے مہیا کئے۔ ایدھی ٹرسٹ کے ذریعے پچاس بستر پہنچائے گئے۔ وہاں کے حالات کے مطابق فوری ضرورت پوری کرنے کے لئے برتن اور چولہے مہیا کئے۔ امداد کا باقی سامان خدام کی مدد سے براہِ راست پہنچایا گیا۔ نقد رقم ۱۹۴۹۷ روپے جمع ہوئے ۵۰۰ سِلے ہوئے کپڑے برتن اور راشن کا سامان پہنچایا گیا۔

ڈاکٹر آصفہ نعیم صاحبہ کی زیرِ نگرانی ۳۰ مکمل بیگ ابتدائی طبی امداد کے تیار کر کے بھجوائے گئے

اس خدمت کی سعادت بیگم مبارکہ ملک صاحبہ، محمودہ امۃ السمیع وہاب صاحبہ، بیگم نُصرت زین صاحبہ، محترمہ شہناز مظفر صاحبہ، بیگم بریگیڈیئر ممتاز صاحبہ، بیگم ایم لے خورشید صاحبہ کو حاصل ہوئی۔

ہونہار طلباء کو وظائف۔ مستحق طلباء کو یونیفارم، نصابی کتب کے سیٹ اور اسکول بیگ دیے گئے جن پر سالانہ ۴۶۰۰۰ روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

اس سلسلہ میں محترمہ امۃ الرفیق پاشا کی کوششیں قابلِ تحسین ہیں جنھوں نے تعلیمی امداد کے اس شعبہ کو منظم اور مربوط خطوط پر چلایا۔

گرم بستروں کی تیاری پر ۲۷۵۰۸ روپے خرچ کئے گئے۔ ضرورتمندوں کی خدمت میں ۳۲، گدے ۴۵، رضائیاں ۱۰۹ تکیے اور ۱۲۲ بستر کی چادریں پیش کی گئیں۔

بیوگان کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ماہانہ وظائف کے طور پر ۲۶۷۸۰ روپے نقد پیش کئے گئے۔

دیگر مستحقین میں تقسیم کی جانے والی رقم ۴۳۹۴۳ روپے تھی۔

لجنہ کراچی کی لائبریری کے لئے ۱۴ اسٹیل کی الماریاں بنائی گئیں جن پر ۱۸۹۰۰ روپے صرف ہوئے۔

بدین صوبہ سندھ کا ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ احمدی ڈاکٹر وہاں خدمت کے لئے جاتے رہتے ہیں۔ لیڈی ڈاکٹرز کو بھی خدمت کی سعادت ملی۔ چنانچہ ڈاکٹر آصفہ نعیم صاحبہ، ڈاکٹر سکینہ صاحبہ، ڈاکٹر امۃ الرشید صاحبہ اور ڈاکٹر ناصرہ ملک صاحبہ وفد کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ محترمہ ڈاکٹر ناصرہ ملک صاحبہ اور ڈاکٹر منور ملک صاحب نے ۴۰۰۰ روپے کی ضروری ادویہ فراہم کیں۔ محترمہ مبارکہ ملک صاحبہ اور بیگم حمید رانا صاحبہ ۵، تھان کپڑا مالیتی ۱۲۴۸۷ روپے لے کر گئیں اور وہاں کے مستحقین کو تحفتہً دیا۔ جس کا نہایت اچھا اثر ہوا۔ کپڑے کی خریداری میں محترم ملک مبارک احمد صاحب کا تعاون حاصل رہا۔ ان خدمات کا ذکر تحدیثِ نعمت کے طور پر کیا گیا ہے۔

حضرت سلطان القلم کی جماعت پر جب اصحاب الکہف و الرقیم

جیسا زمانہ آگیا تو لجنہ کی ایک ممبر امتہ الباری ناصر کو خدمت کی یہ راہ نصیب ہوئی کہ انہوں نے مقامی اخبارات و رسائل میں دینِ حق کے لئے مثبت تعمیری سوچ پیدا کرنے کے لئے مضامین لکھے۔ بیوت کا احترام، دشمنانِ اسلام سے جنگ کا قرآنی طریق، قادیانیوں کا تعاقب کس طرح کیا جائے۔ یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے۔

ے عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارا تو نہیں

صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارا تو نہیں

شریعت بل، بے وقت اور بے جواز بحث اور دیگر موضوعات پر مضامین اور مکاتیب لکھے۔ متعدد نظمیں شائع ہوئیں۔ حضور کے خطبے کا خلاصہ ایک مضمون اتحاد بین المسلمین شائع کروایا۔

حضرت صاحب نے ان کے تراشوں کو ملاحظہ فرما کر حوصلہ افزائی کی اور خوشنودی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا۔

"آپ کو اللہ تعالےٰ نے بہت صلاحیتیں عطا کی ہیں اور استعمال بھی اچھا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کا اجر دے اور اپنے فضلوں سے نوازے"

اواخر ۱۹۸۴ء کے ایک خط نے ہماری بہت ہمت بڑھائی۔

نومبر ۱۹۸۴ء آپ کی سالانہ رپورٹ ماشاء اللہ بہت خوش کن ہر حلقے کی رپورٹ بڑی دلچسپی سے مَیں نے دیکھی ہے۔ ماشاء اللہ ہر شعبے میں نئی زندگی پائی جاتی ہے الحمدللہ اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کی رفقائے کار کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اور اپنے بے حساب فضلوں سے نوازے اور سلسلہ کے لئے محنت شوق اور ولولہ سے کام کرنے کی توفیق دے۔ سب لجنہ کو میری طرف سے بہت بہت محبت بھرا اسلام۔ میرا دل آپ سب کے کام سے بہت خوش ہے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

لجنہ کراچی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے اصلاح معاشرہ کمیٹی بنائی حضور ایدہ الودود کی خدمت میں ۱۹۸۵ء میں یہ تجویز بھیجی گئی کہ آپس کے جھگڑے نپٹانے کے لئے ایک کمیٹی ہونی چاہیئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "یہ تجویز لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو بھجوائیں"۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور اس کمیٹی کا نام تجویز فرمایا۔

محترمہ امتہ السمیع وہاب صاحبہ اس کی محرک اور روحِ رواں ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے لئے کتابچے چھپوانے کا سلسلہ شروع ہے۔ ایک کتابچہ اصلاح معاشرہ قسط اوّل طبع ہو چکا ہے۔ یہ کمیٹی عائلی جھگڑوں میں مناسب طریق پر صلح کرواتی ہے اور رشتے ناطے کی سہولتیں بھی بہم پہنچاتی ہے۔ اصلاح معاشرہ کمیٹی نے کراچی کی بیوت الحمد میں مربیان سے اس موضوع پر خطبات دینے کی درخواست کی جس کے نتیجے میں اصلاح معاشرہ کے لئے موضوعات پر خطبات دیئے گئے۔ اپنا پیغام زیادہ خواتین تک پہنچانے کے لئے مصباح میں مضامین چھپوانے کا اہتمام کیا گیا۔ کام میں سہولت پیدا کرنے کے لئے درخواست کی گئی کہ مردوں میں بھی ایک اصلاحِ معاشرہ کمیٹی تشکیل دی جائے۔ جس کے نتیجے میں مردوں کی کمیٹی بنائی گئی۔

حضرت اقدس کی خدمت میں ایک مجلسِ عاملہ میں تعلیمی منصوبہ پیش کیا گیا جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

آپ نے فرمایا۔

"آپ لوگ اپنے طور پر اس کا مکمل پائلٹ پروگرام طے کریں۔ نظارتِ تعلیم جامعہ احمدیہ اور اسی قبیل کے دوسرے اداروں کے نصاب کو سامنے رکھتے ہوئے ایسا کورس از خود مرتب کریں جو آپ کے شہر کی دینی اور علمی ضروریات کا احاطہ کرتا ہو ... اِس شہر میں کامیابی ہوئی تو دوسرے شہروں میں بھی اسے رائج کیا جا سکتا ہے۔ ایسے مربّی کا انتظام کیا جا سکتا ہے جو تعلیم کی جملہ ضروریات پر حاوی ہو"

یکم مارچ ۱۹۸۴ء کلاس کا آغاز ہوا۔ بعض طالبات نے تعلیمی اداروں سے نام کٹوا کر داعیہ الی اللہ کی کلاس میں داخلہ لیا۔ دو خواتین اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ آتی رہیں۔ یہ انتہائی مفید کلاس حالات کا شکار ہو گئی۔ لگن سے پڑھانے دلجمعی سے پڑھنے اور جانثاری سے انتظامات کرنے والی ممبرات کو شدید دھچکا لگا مگر خدا تعالےٰ سے اُمید

ہے کہ وہ آئندہ بہتر حالات میں بہترین کام کرنے کا موقع عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

لجنہ کی عہدے داروں کی تربیت اور قریبی رابطے کے لئے ہر پیر کو صبح سے شام تک دفتر میں انتظامیہ کمیٹی کی ارکان موجود رہتیں۔ پیر کا دن دفتر میں چہل پہل اور مصروفیت کا دن ہوگیا۔ مصروفیت کا ارتکاز کم کرنے کے لئے تقسیمِ کار اس طرح کی گئی کہ مہینے کی ہر پیر الگ الگ شعبوں کی سیکرٹریان کے اجلاس طلب کئے گئے اس طرح شعبہ وار کام مربوط و منضبط ہوگیا۔ سب سے زیادہ فائدہ شعبہ تعلیم میں ہوا۔ جس کے تحت ہر ماہ کی معیّن پیر کو سیکرٹریان تعلیم کو نصاب کی مکمل تیاری کروائی جاتی رہی تاکہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں جاکر بہتر طریق پر تعلیم دے سکیں۔

۱۹۸۲ء میں حلقہ خاص میں اور ۱۹۸۳ء میں لجنہ کراچی کو جلسہ سالانہ ربوہ میں خاموشی اور صفائی کا فریضہ ادا کرنے کی سعادت ملی۔ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ منتظمہ انتظامیہ کمیٹی کراچی نے مجاہدانہ سرگرمی سے اپنی ٹیم تیار کی۔ مستورات کو بٹھلانے، خاموش رکھنے پانی کی سپلائی، صفائی کا انتظام محنت اور سلیقہ سے کیا گیا جسے حضور ایدہ الودود نے ایک ملاقات کے دوران سراہا۔ آپ نے فرمایا "میری تقریر میں بھی خاموشی تھی انتظام اچھا تھا اور جلسہ گاہ خوب پیک تھا"

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۸۵ء میں کراچی لجنہ کو ایک سعادت حسنہ عطا ہوئی۔ حضور ایدہ الودود کے ارشاد کے مطابق کراچی کی منتظمہ کمیٹی کی ممبر بُشریٰ داؤد صاحبہ نے صدر لجنہ مرکزیہ کا انتخاب کروایا جس کے نتیجے میں ۳۵ ۱۱ نمائندگان سے ۱۱۱۴ ووٹ لے کر حضرت سیّدہ اُم امتہ المتین مریم صدیقہ صاحبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر صدر منتخب ہوگئیں۔

ربوہ میں تعمیرِ دفتر لجنہ اماء اللہ کراچی نے بھرپور حصّہ لیا۔ محترمہ ناصرہ بشیر صاحبہ نے دفتر لجنہ کے میٹنگ روم کا مع سازو سامان پورا خرچ ادا کیا۔

۱۹۸۶ء میں محترمہ آپا سلیمہ میر صاحبہ لندن میں حضور ایدہ الودود سے ملاقات کے لئے گئیں تو حضور نے فرمایا۔

کہ اب پھر پہلے کی طرح لجنہ ربوہ سے منسلک ہوجائیں اپنی مجلس عاملہ بنائیں مجھ سے منظوری لیں۔ اس مضمون کا خط بھی آپ کو بھیج دیا جائے گا۔ اتنی دور بیٹھ کر اور ان حالات میں یہاں سے یہ کام بہت مشکل ہوگیا ہے۔

محترمہ سلیمہ میر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کراچی نے اس ارشاد کے مطابق کمیٹی ممبران کے مشورے سے مجلس عاملہ ترتیب دی اور حضور ایدہ الودود سے منظوری کے بعد مرکز کو مطلع کیا۔ حضرت سیّدہ اُم متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کراچی تشریف لائیں تو مجلس عاملہ سے خطاب کے دوران فرمایا۔

حضور ایدہ الودود نے فیصلہ فرمایا ہے کہ کراچی لجنہ کا مرکزی لجنہ سے رابطہ ہوگا۔ صدر سلیمہ میر ہوں گی۔ ۱۹۸۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے کراچی لجنہ کا مرکزی لجنہ سے الحاق ختم کر کے بڑا بہترین قدم اٹھایا۔ الحاق توڑنا نقصان دہ نہیں ہوا کہ تاکبھی بھی ان کو سزا نہ سمجھیں اس طرح تو آپ کی تربیت کی گئی ہے ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ سال دونوں خلفاء نے آپ پر بہت زیادہ شفقت کی ہے۔ مَیں سمجھتی ہوں کہ اس پانچ سالہ زمانے کو آپ کے اندر ایک منٹ کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے تو کم از کم احساس نہیں ہوا اس بات کا۔ مَیں خوش تھی کہ ایک لجنہ کی براہِ راست دونوں خلفاء رہنمائی فرماتے رہے اب دوبارہ الحاق کیا ہے جب بھی میں خوش ہوں خلیفۂ وقت کا فیصلہ صحیح ہوتا ہے اس فیصلہ پر عمل کرنا ہی ہمارے لئے بابرکت ہوتا ہے... مرکزی لجنہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے اپنی کراچی کی تاریخ میں ایک نیا قدم اُٹھائیں بہت دُعاؤں کے ساتھ اور بہت خوف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ وزاری کرتے ہوئے کہ کوئی وقت ایسا نہ آئے کہ ہم پر خلیفۂ وقت ناراض ہوں بلکہ محبت ہی محبت ملے۔ ہر طرح کی رہنمائی نصیب ہو کہ کوئی قدم بھی ابتلاء اور تکلیف کا باعث نہ ہو۔ کراچی لجنہ کی تاریخ میں یہی پانچ سال کا زمانہ ہے جس کو گولڈن ایج کہا جاسکتا ہے سُنہری زمانہ "

مجلسِ عرفان کے حوالے سے حضور ایدہ اللہ کا ایک مکتوب

۵ مئی ۱۹۸۳ء

عزیزہ امتہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملے ہوئے دیر ہوگئی۔ میں اتنا مصروف تھا کہ اس سے پہلے جواب نہیں دے سکا۔ آپ نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے سوال کیا تھا کہ کیا بھوتیں بنانا جائز ہے

کہ نہیں اور میں نے جواب دیا تھا کہ بھوئیں بنانا جائز ہے لیکن بالیں بنانا جائز نہیں۔ یہ شاید آپ سمجھی نہیں اس وقت ہرگز میرا مقصد کوئی دُکھ دینا یا سختی کرنا نہیں تھا۔ میں نے تو اُس وقت ماحول چونکہ سنجیدہ ہوا ہوا تھا۔ اس کو ذرا سا ہلکا کرنے کے لئے ایک بے ضرر لطیفہ کے طور پر یہ بات کی تھی اگر آپ کو اس سے تکلیف پہنچی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں میری ہرگز یہ مراد نہیں تھی۔ بات یہ ہے کہ یہ جو زمانہ جاہلیت کے رواج تھے اس کے پس منظر کو سمجھے بغیر بعض احادیث کو آپ نہیں سمجھ سکتیں۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں احادیث کو حاصل کیا جائے تب تو بات کھل جاتی ہے ورنہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں اتنی غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں گی اور دین اتنا مشکل ہو جائے گا کہ دن بدن اس پر عمل اور زیادہ مشکل ہوتا چلا جائے گا۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے انسان کا مزاج بدل رہا ہے اور فطرت کی باتوں پر تو انسان لازماً اطاعت پر پابند ہے لیکن اگر انسانی فطرت یہ سمجھے کہ غیر ضروری اور غیر حلقہ پابندیاں ہیں تو لازماً انسانی فطرت پھر اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے اور ایسے احکامات قرآن کریم اور احادیث میں نہیں ہو سکتے جن سے انسانی فطرت بغاوت کرتی ہو۔ یہ بات مسلمہ ہے اور بنیادی اصول ہے اس لئے اسے بھی پیش نظر رکھنا ہوگا۔

میں نے جو غور کیا ہے میرے نزدیک اصولی آیت جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے وہ ہے ولا تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر قرآن کریم کی اس آیت پر ہی تھی کہ زمانہ جاہلیت کے سنگھار بناؤ نہیں کرنے وہ حرام ہیں اور دوسری طرف مختلف جگہ پر یہ بھی فرمایا کہ اپنی زینتیں غیروں پر نہ ظاہر کرو۔ کوئی زینت عورت کرتی ہے تو ظاہر نہیں کرے گی ورنہ زینت ظاہر نہ کرنے حکم بے معنی ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کونسی زینت ہے۔ صرف اعضاء کی زینت مراد نہیں بلکہ دوسری زینتیں بھی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس زینت کے لفظ کو خود واضح فرما رہا ہے ایک اور آیت میں ہے قل من حرّم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطّیّبٰت من الرزق۔ دیکھو کون کہتا ہے کہ خدا نے جو زینتیں اپنے بندوں کی خاطر پیدا کی ہیں۔ وہ ان پر حرام ہیں والطّیّبٰت من الرزق خواہ اچھی چیزیں عام ہوں یا رزق میں سے اچھی چیزیں ہوں کوئی بھی حرام نہیں۔ ھی للّذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیامۃ۔ یہ ہمارے مومن بندوں کے لئے اس دُنیا میں بھی جائز ہیں اور اس دُنیا میں یعنی قیامت کے بعد تو خالصۃ ان کو ہی ملیں گی اور دوسروں کو نہیں ملیں گی۔

یہ دو بنیادی آیتیں جن کی روشنی میں یہ مسئلہ حل ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حدیث سے لازماً وہ رواج مراد ہیں جو تبرّج الجاھلیۃ کے تابع مشرک عرب میں جاری تھے اور جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے مشرک عرب میں جو رواجات جاری تھے ان کا لازماً شرک سے کوئی نہ کوئی تعلق تھا جس طرح آجکل کوئی لٹیں بنا لیتا ہے کوئی چوٹی رکھ لیتا ہے یہ ہمارے اس علاقے میں بھی رواج ہے جہاں شرک ہے اور پیروں کے نام پر شکلیں بگاڑتے ہیں۔ بالکل اس قسم کے رواج بلکہ اس سے بڑھ کر عربوں میں تھے اور جہالت کے مشرک عرب کے معاشرے میں شرک کے عناصر مل جل گئے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کو منع فرما دیا جو شرک کی پیداوار تھی لیکن جہاں یہ تعلق نہ ہو یعنی شرک کا کسی عادت سے یا کسی رواج سے یا کسی تمدن اور تہذیب کے حصہ سے بلکہ خالصتاً انسانی فطرت پر مبنی کوئی ذریعہ زینت اختیار کیا جا رہا ہو۔ اس کو آپ ہرگز ناجائز نہیں کہہ سکتیں ورنہ عجیب و غریب باتیں اور بھی سامنے آئیں گی مثلاً بعد کی عام ایجادات اور زینت کے وہ سب ذرائع جو اس زمانہ میں نہیں تھے مثلاً لپ سٹک، روز، نیل پالش اور بہت ساری چیزیں تو سب جائز ہو جائیں گی ہاں صرف بھوئیں ٹھیک کرنا اور ان کو سلیقے سے برابر کرنا ناجائز سمجھا جائے گا۔ اس لئے میرے نزدیک تو ہرگز یہ مراد نہیں ہے بلکہ لا تبرّجن تبرّج الجاھلیۃ کے تابع جو جہالت کے تصورات بطور زینت تمدن میں راہ پا گئے تھے انہی سے منع فرمایا گیا ہے۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الرابع

خوش نصیب کہ ہم میزبان تھے ان کے

لجنہ اماء اللہ کراچی بڑی خوش نصیب ہے کہ اُسے خدا تعالےٰ کے فضل و احسان سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سفر لندن تک متعدد بار حضور کی رُوح پرور مجالس عرفان اور خواتین سے اجتماعی ملاقات سے متّمتع ہونے کی توفیق ملی۔ ایمان افروز سہانی یادوں کے نگر آباد رکھنے کے لئے اُن زندگی بخش صحبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

حضور پُر نور نے ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء بیت الذکر مارٹن روڈ میں خواتین سے خطاب فرمایا۔ بیت کے آخری سرے تک بچیاں اور خواتین بیٹھی تھیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس دن کراچی شہر میں کوئی احمدی عورت حاضر ہونے سے پیچھے نہیں رہی ہوگی۔

حضور ایدہ الودود نے روح میں اُتر جانے والی آواز میں تلاوت سورہ فاتحہ کے بعد خطاب فرمایا جس کا نور میں دُھلا ایک ایک لفظ قلوب میں اُتر گیا۔ خطاب کے بعد خواتین کی طرف سے تجدید بیعت کی درخواست کی گئی۔ حضور نے اس استدعا کو قبول فرمایا اور بیعت لی جس میں آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طریق پر آنسوؤں کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرائے۔ حاضرات بھی آب دیدہ ہو رہی تھیں۔ ممبرات کی کثیر تعداد نے براہِ راست خلیفۂ وقت کے ہاتھ پہ بیعت کرنے کی سعادت پہلی دفعہ حاصل کی تھی۔ بھیگی آنکھوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کرنے کا منظر اور لُطف ہمیشہ یاد رہے گا۔ کیف و سرور کے یہ لمحات قدرت ثانیہ کی برکات کا اعجاز تھے ان فیوض و برکات کو رہتی دُنیا تک قائم رکھنے کے لئے دُعائیں کی گئیں۔

اس کے بعد حضور کے دیدار کی سعادت فروری ۱۹۸۳ء میں حاصل ہوئی جب ۱۲ فروری کو کراچی تشریف لاتے کے بعد ۱۳ فروری ۱۹۸۳ء کو لجنہ کراچی کی مجلس عاملہ کے عہدیداران کے ساتھ گیارہ بجے شب تک رونق افروز رہے اور اپنے عقدہ کشا تدبّر سے ہمارے مسائل کے حل کے لئے رہنمائی فرماتے رہے آپ نے ارشاد فرمایا اپنے ماحول کے تعلق سے اپنے ملنے والوں خصوصاً غرباء سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔

GRASS ROOTS میں اُتریں حکمت اور سنجیدگی سے کام کریں عملاً فیلڈ میں اُتر کر جو تجربات ہوں اُن سے آگاہی حاصل کریں وہ طبقہ جو تمدنی حساب سے احمدیت سے کٹ رہا ہے اُس میں بھی کام آگے بڑھائیں اُن کا حلقۂ احباب وسیع ہوتا ہے اُنہیں بھی آہستہ آہستہ کام میں آگے لائیں۔

کراچی کی احمدی خواتین کراچی کی کل خواتین تک پیغام پہنچانا چاہیں تو ایک اور پانچ سو سے زیادہ کی نسبت بنتی ہے اس لحاظ سے آپ کی تعداد بہت کم ہے۔

حضور کی خدمت اقدس میں کراچی کے شعبہ اصلاح ارشاد کا تیار کردہ ایک تعلیمی منصوبہ بھی پیش کیا گیا۔ جسے حضور نے پسند فرمایا منظوری دی اور تدریس کے لئے ایک مربی صاحب کے تعیّن کا فیصلہ فرمایا اور تلقین فرمائی کہ قرآن پاک ناظرہ اور با ترجمہ تلفّظ کی درستی کے ساتھ ضرور پڑھایا جائے۔ آپ نے ایک لائبریری کے قیام کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور دیر تک سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کے اثرات کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ قیام کراچی کے دوران حضور ایدہ الودود شام کو مجالس عرفان میں رونق افروز ہوتے خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوتا۔ اس طرح وہ بھی حضور کے پُر معارف جوابات سے مستفیض ہوتیں۔ خواتین کے شوق زیارت و ملاقات کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد خواتین گیسٹ ہاؤس کے سبزہ زار پر تنظیم سے بیٹھ جائیں۔ جس قیادت کی انتظام کرنے کی ڈیوٹی ہوتی اُسے اگلی صفوں پہ بٹھا دیا جاتا اور محترمہ صدر صاحبہ یا موجود عہدے دار حضور سے ان کا تعارف کرواتیں۔ حضور بڑی بشاشت سے خواتین سے گفتگو فرماتے اور ان کے سوالات کے جوابات مرحمت فرماتے نماز عشاء کے بعد کی یہ ملاقاتیں ہلکے پھلکے خوشگوار طریق پر ہوتیں ماضی میں خواتین سے ملاقات کا دستور یہ ہوا کرتا تھا کہ باری باری ایک ایک خاندان کمرۂ ملاقات میں جا کر چند منٹ حضور کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تھا اس طرح حضور ایدہ الودود کا کثیر وقت صرف ہو جاتا حضور نے اپنا یہ وقت

انفرادی ملاقاتوں کی بجائے اجتماعی طور پر سب خواتین کو دے دیا۔ یہ طریق بے حد پسند کیا گیا اور زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا کراچی کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کے تحت اس وقت سات قیادتیں تھیں۔ پہلی چار قیادتوں کی ملاقات چودہ فروری ۱۹۸۳ء گیسٹ ہاؤس کے سبزہ زار پر ہونا قرار پائی۔

جس طرح دل کی ایک دھڑکن کے ساتھ حرکت کرتا ہوا خون رگ و پے کے آخری سروں تک پہنچ کر واپس سمٹ آتا ہے۔ اسی طرح صدر صاحبہ لجنہ کراچی کی طرف سے جاری ہونے والا اعلان قیادتوں کی نگرانوں سے حلقوں کی صدروں تک اور پھر سب ممبرات تک پہنچ گیا اور وقت مقررہ پر ممبرات ذوق و شوق کے ساتھ جوق در جوق گیسٹ ہاؤس پہنچنے لگیں۔ حُسنِ انتظام سے زیادہ اس ہستی کی کشش کا دخل تھا جس کے دیدار کی خواہش ہر دل میں موجزن رہتی ہے۔

حضور کی آمد سے پہلے سوالات جمع کر لئے گئے تھے۔ یہ سوال زیادہ تر زندگی میں پیش آنے والے عمومی مسائل کے متعلق تھے۔ مگر جب حضور نے متبسم شفیق چہرے کے ساتھ سمجھا سمجھا کر جواب دینے شروع کئے تو خواتین کا حوصلہ بڑھا جس طرح بچہ اپنی ماں کا اچھا موڈ دیکھ کر اگلی پچھلی فرمائشیں کرنے لگتا ہے اور اپنے چھوٹے چھوٹے دُکھ بیان کرنے لگتا ہے اور اچھے موڈ سے جرأت پا کر اپنی ہر بات کہہ ڈالنے کا لُطف لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح بعد میں سوال بالکل ذاتی اور گھریلو مسائل کے متعلق آنے لگے ساڑھے دس بجے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا سب سے پہلے حضور نے ایک خاص اَمر کی طرف توجہ دلاتے آپ نے فرمایا۔

ایک بات میرے علم میں آئی ہے کہ منتظمات نے ایسی خواتین کو مجلس میں آنے نہیں دیا جنہوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی فرمایا اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ امام ڈھال ہوتا ہے اس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے آگے نہیں مَیں نے پردہ کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں ان کی رُوح کو سمجھ کر میرے پیچھے پیچھے چلنا چاہیئے جذبۂ شوق میں آگے نہیں بڑھنا چاہیئے اس سے بعض دفعہ فائدہ کی بجائے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ میرے ذہن میں ایک ترتیب ہے کہ حکمتِ عملی محبت اور پیار کے ذریعہ قرآن اور احادیث کی تشریحات کے ذریعہ احمدی خواتین کو جو ماشاء اللہ بڑی بالغ نظر اور سمجھ دار ہیں ان کو سمجھا کر واپس لایا جائے اور وہ بطیبِ خاطر پردہ کرنے لگیں ورنہ نظام کے خوف سے جو تبدیلی آتی ہے وہ بسا اوقات مشکلات کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے مَیں چاہتا ہوں رفتہ رفتہ تبدیلی آئے۔

ایک بہن نے یہ سوال کیا کہ کوئی غیر از جماعت شخص فوت ہو جاتا ہے تو لوگ قرآن شریف پڑھنے کے لئے بُلاتے ہیں کیا وہاں جا کر قرآن خوانی جائز ہے اگر نہ جائیں تو غیر از جماعت لوگ کہتے ہیں ان کا قرآن اور ہے۔

حضور نے جواباً فرمایا

جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کا قرآن پاک اور ہے ان کو اپنے گھر بلا کر پڑھ کر بتا دیا کریں اس میں کون سی مشکل ہے۔ باقی رہا وفات شدہ پر قرآن خوانی کرنا تو ہم اس لئے اس میں شامل نہیں ہوتے کہ یہ ایک بدعت ہے اور یاد رکھیں ہمیشہ بدعتوں نے ہی مذاہب کو تباہ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اس اصل چشمۂ رُشد و ہدایت کی طرف لوٹ رہی ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ صافی سے پھوٹا تھا وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے باقی ساری بعد کی ملاوٹیں ہیں۔ مقامِ غور ہے آنحضرت صلعم کے وصال پر نہ فاتحہ پڑھی گئی نہ قرآن خوانی ہوئی نہ چالیسواں ہوا اور نہ کچھ اور اگر ان باتوں میں کوئی حقیقت ہوتی تو ان کے سب سے زیادہ حقدار آنحضرت صلعم تھے ... غیر از جماعت سوسائٹی میں معاشرتی حُسن کم ہو چکا ہے۔ اور ختم قرآن فاتحہ خوانی گیارہواں، چالیسواں اور نہ جانے کیا کیا چیزیں مذہب بن گئی ہیں۔ جن کا قرآن حدیث سنت اور اسوہ رسول صلعم اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اشارہ تک نہیں ملتا حضرت مسیح موعود ... نے اکر حقیقی دین پیش کیا ہے اور رسم و رواج کی لعنتوں سے چھڑوایا ہے اور آنحضرت صلعم کے اسوہ کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ اس لئے لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر اپنی اقدار کی حفاظت کریں۔

سوالات کے جوابات دیتے دیتے ڈیڑھ بج گیا ابھی سوال ختم نہیں ہوئے تھے نماز ظہر کا وقت ہو گیا اس لئے یہ دلچسپ سلسلہ ختم کرنا پڑا۔ غیر معمولی حاضری کی وجہ سے منتظم خواتین کی دوڑ دھوپ کی۔ آقا نے قدر دانی فرماتے ہوئے اُنہیں دوپہر کے کھانے میں شریک کیا۔ حضور اپنے ہاتھ سے روٹی توڑ کر تقسیم فرماتے رہے۔ خواتین نے درخواست کی ہم آپ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں فرداً فرداً تو ممکن نہیں ہم سب کھانا پکا کر یہاں لے آئیں گے اور مل کر کھائیں گے۔ حضور نے منظور فرمایا۔ اور فرمایا کہ کھانا زیادہ HEAVY نہ ہو اور یہ کہ اپنے خاوندوں کو بھی ساتھ لائیں۔ اس پر عہدے داران میں سے بعض نے پوچھا کہ آپ ہی بتائیں ہم کیا پکا کر لائیں۔ خورشید عطاء صاحبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ تو ماش کی دال لائیں آپ کی امی دال بہت اچھی پکاتی تھیں۔

مجلس عرفان اور نماز عشاء کے بعد خواتین سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا خواتین جی بھر کے اپنے آقا کی زیارت کرتیں اور تعارف و سوالات کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔

جنہیں حضور کے بہت قریب کچھ پڑھنے یا کہنے کا موقع ملتا ہے وہ بخوبی جانتی ہیں کہ حضور کی شفقتوں کے احساس کے باوجود ایک رعب کی کیفیت

سے گھبراہٹ طاری رہتی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اس غلطی نہ کرنے کی شعوری کوشش سے بہت سی دلچسپ غلطیاں بلکہ بدحواسیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ حضور سے تعارف کروانے میں ایک عہدے دار کو ایک ممبر سے کہنا تھا کہ "اپنے باپ کا پورا نام بتاؤ" مگر وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھیں "اپنے پورے باپ کا نام بتاؤ"۔ ایک ممبر نے ایجنڈا پڑھا حضور نے الفاظ کا تلفظ درست کروایا حیَّ الوَسْعُ حیّ الامکان اور جدوجہد ان الفاظ کا تلفظ تو درست ہو گیا مگر اب درست پڑھنے کی کوشش میں یہ محترمہ ہر دفعہ جلسہ کو جَلسَہ پڑھنے لگیں حضور مسکرائے اور فرمایا "اب میں کوئی غلطی نہیں نکالوں گا"۔

ایک خاتون اپنی عرضداشت پیش کرتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔ یہ میں اس لئے دُہرا رہی ہوں تاکہ آپ کو یاد رہے۔ حضور نے اُن کے الفاظ "یاد رہے" دہرائے اور مسکرا دیئے۔ منتظم خواتین کی لوکھلاہٹ دیکھ کر حضور محظوظ ہوتے اور دلچسپ جملوں سے حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک لڑکی نے اپنا نام حمیرا بتایا تو آپ نے فرمایا جانتی ہو اگر تم اپنا نام گول ہ سے لکھو حمیرہ تو اس کا کیا مطلب ہوگا؟ اس کا مطلب ہوگا چھوٹی سی گدھی۔ ایک خاتون نے اپنی بچی کا نام رکھوایا۔ آپ نے فرمایا عطیۃ المتین رکھ لیں مگر اُس خاتون کے چہرے پر معصوم سا استعجاب دیکھ کر فرمایا "مشکل لگتا ہے امۃ المتین رکھ لیں"۔

ایک خاتون نے اُٹھ کر کہا حضور آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا۔ حضور نے فرمایا آپ نے خط کیسے لکھنا شروع کیا تھا یا اُس میں کیا لکھا تھا۔ اس نے چند جملے بولے تو حضور نے فرمایا "ایسا خط مجھے نہیں ملا"۔ خدا تعالیٰ حضور کی یادداشت میں کروڑوں گنا برکت ڈالے اس وقت سب حیرت زدہ رہ گئے عالمگیر جماعت کا امام سینکڑوں خطوط روزانہ پڑھنے والا اور ایک خاتون سے چند جملے سن کر علم ہو گیا کہ اس قسم کا خط آپ کو نہیں ملا۔ سُبحان اللہ خدا تعالیٰ جب کسی فرد کو کوئی کام سونپتا ہے تو صلاحیتیں بھی عنایت فرماتا ہے۔

حسبِ پروگرام ۱۹؍ فروری ۱۹۸۳ء لجنہ اماء اللہ کراچی کی قیادت نمبر ۵،۴،۱ کو ملاقات کا موقع دیا گیا۔ حاضری اندازے سے بہت زیادہ رہی۔ ۱۴؍ فروری کی ملاقات میں جو ممبرات کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکی تھیں اور جو ایک دفعہ کی ملاقات و زیارت کے بعد تشنہ واپس گئی تھیں اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ کچھ ممبرات غیر از جماعت بہنوں کو ہمراہ لائیں اس طرح ۱۹؍ فروری کو گیسٹ ہاؤس کے سبزہ زار میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی ملاقات کے کمروں برآمدہ اور اندرونی گزرگاہوں میں خواتین کے بیٹھنے اور لاؤڈ سپیکروں سے آواز پہنچانے کا اہتمام کیا گیا۔ حضور کے تشریف لانے سے قبل سوالات جمع کر لئے گئے تھے۔ حضور نے ان درجنوں سوالات کے جواب بڑی برجستگی عمدگی اور وضاحت سے دیئے۔

ایک سوال تھا روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کی ابتداء وہیں سے ہوتی ہے جہاں سے قرآن کی ابتداء ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے گویا ہر نیکی اور ہر ہدایت ہر رُشد اور ہر پاکیزگی کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔ تقویٰ کے بہت سے معنی ہیں آغاز میں تقویٰ کا معنی یہ ہوگا کہ ایک ایسا شخص جو سچائی کو اختیار کرنے میں کوئی باک نہ رکھتا ہو جس کی فطرت میں اتنی صفائی ہو کہ وہ ضد اور تعصب کے نتیجے میں سچائی کو جھٹلایا نہ کرتا ہو ایسا شخص دُنیا میں جہاں کہیں ہوگا اسے ہدایت ملے گی۔ مثلاً مغرب نے سائنس میں جب سچائی کو اختیار کیا خدا کی قدرت کا مشاہدہ ان کو جس طرف لے گیا ان کے تجربات اور مشاہدات کا رُخ بھی اسی طرف پلٹ گیا نتیجتاً اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی کوششوں کو بڑے میٹھے پھل لگے پس جو خدا دُنیا میں سچائی کی جزا دیتا ہے وہ دین میں تو اس سے بڑھ کر جزاء دینے والا ہے۔ اس لئے دین کی ہر ترقی کے لئے تقویٰ کی چابی رکھ دی گئی۔ حضرت مسیح موعود نے اس مضمون کو بڑے پیارے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

"ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

اس لئے اگر انسان اپنی تربیت کی خاطر سچائی کو پکڑے سچائی جہاں لے جاتی ہے۔ خواہ کتنی ہی تلخ حقیقتوں کی طرف لے کر جائے وہ ساتھ چلنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ سچائی جو قربانی مانگے وہ قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے تو اسی کا نام روحانی پاکیزگی ہے پھر اس پاکیزگی پر مزید خوبصورت رنگ چڑھتے جاتے ہیں اور انسان روحانیت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

ممبرات نے شادی بیاہ میں رسوم وغیرہ کے متعلق کئی سوالات کئے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ کیا لڑکی کی رخصتی پر عقیقہ کے نام سے بڑے پیمانے پر دعوت کرنا جائز ہے؟

حضور نے فرمایا بات یہ ہے کہ احکامات کی روح کو دھوکہ بازی اور حیلے بہانے سے ناکام کرنے کی کوشش فی ذاتہٖ ایک بڑا مکروہ فعل ہے اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا دِل گواہی دیتا ہے کہ وہ چاہتے تو یہ ہیں کہ بچی کی شادی پر کھانا کھلائیں لیکن نظامِ جماعت کی حرف گیری سے بچنے کے لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیقے کے نام پر بہترین بہانہ ہاتھ آگیا ہے اب اگر اعتراض ہوگا تو کہہ دیں گے یہ تو بچی کا عقیقہ ہے۔ یہ نفس کا محض دھوکہ ہے یہ اِسی قسم کا بہانہ ہے جس کے متعلق قرآن

کریم میں تنبیہہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ؕ (القیامۃ آیت ۱۵، ۱۶)

یعنی ہر انسان خواہ کتنے ہی عذر پیش کرے وہ اپنی نیتّوں اور اپنے اعمال کی کنہ کو جانتا ہے۔

حیلہ سازی کا طریقہ تقویٰ کے خلاف اور موجب ہلاکت ہے"

پھر حضور نے یہود کی آزمائش کے لئے سبت کے دن کے احترام میں حیلہ سازی اور حضرت طالوت کے لشکر کو پانی پینے سے مناہی کے باوجود پانی پی لینے کی مثال دے کر فرمایا۔

"پس احکام خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان کے پس پردہ جو روح کارفرما ہوتی ہے اس کے بگاڑ کے نتیجہ میں خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں"

ایک خاتون نے پوچھا اگر عورت برقع پہننا چاہے اور شوہر اجازت نہ دے تو کیا کرے حضور نے جواب دیا ایسے شوہر کے متعلق مجھے چٹھی لکھیں اب وہ کہیں گی کہ اگر چٹھی لکھنے کی اجازت نہ دے اگر ایسا ہے تو پھر خدا سے شکایت کریں اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

ایک سوال تھا کہ میک اپ میں نماز جائز ہے۔

دلچسپ جواب تھا اللہ تعالیٰ نامحرم نہیں میک اپ میں نماز جائز ہے۔

ایک بہن کو یہ فکر تھی کہ کہیں نیل پالش سے وضو نہ ٹوٹ جاتا ہو۔

حضور نے فرمایا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نیل پالش سے وضو نہیں ہوتا غلط کہتے ہیں ان کو خیال ہے کہ ناخن کو پانی نہیں لگتا یہ محض لغو باتیں ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں ان میں سے بعض اتنے گندے رہتے ہیں کہ ان کے اوپر نیل پالش سے موٹی تہہ غلاظت کی چڑھی ہوتی ہے ان کا وضو بھی ہو جاتا ہے غسل بھی ہو جاتا ہے پھر یہ بے چاری نیل پالش ہی ہے جو ان کا وضو نہیں ہونے دیتی یہ سب توہمات ہیں۔

سنجیدہ مسائل پر گفتگو کے دوران ایک بچّی نے پوچھا۔

حضور بھنویں بنانا جائز ہیں؟

حضور نے برجستہ فرمایا بھنویں بنائیں لیکن باتیں نہ بنائیں۔

اس ہلکے پھلکے سوال جواب سے خوشگوار کیفیّت پیدا ہوگئی۔ بعد میں اس بچّی نے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے سوال کا جواب سن کر سب ہنس دیئے اس طرح مجھے خفّت اٹھانی پڑی مشفق آقا نے اس بچّی کو بعد میں بہت طویل مکتوب تحریر فرمایا اور مسئلے پر علمی بحث کے ساتھ بے حد پیار بھری دعاؤں سے نوازا۔ (مکتوب شاملِ اشاعت ہے)

یہ دلچسپ محفل ۱۰½ سے ۱½ بجے دوپہر تک جاری رہی ابھی درجنوں سوالات باقی تھے جو وقت کی تنگی کی وجہ سے تشنۂ جواب رہے۔

۲۷ فروری ۱۹۸۳ء دوپہر کے کھانے کے وقت گیسٹ ہاؤس میں ایک دعوتِ طعام کا اہتمام کیا گیا لجنہ کمیٹی کی صدر صاحبہ اور ممبرات اور ان کے خاوند جن کے خاوند نہیں تھے ان کے مرد اقارب، لجنہ کراچی کی سات قیادتوں کی نگران اور ان کے علاوہ چند دیگر خواتین جو سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش رہتی ہیں پیش رہتی ہیں وہ اور اُن کے میاں کھانے کی دعوت پر اکٹھے ہوئے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی یہ خواہش اس دعوت کا سبب بنی کہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی عہدے داران ان دنوں جماعت کی تبلیغی اور تربیتی امور سے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اَن تھک محنت کر رہی ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے کوئی دعوت ہونی چاہیئے چنانچہ لجنہ کراچی کی عہدیداران نے ایک ایک ڈش تیار کی۔

مردوں کے ساتھ حضور نے کھانا تناول فرمایا اور ممبرات لجنہ کے ساتھ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے اس طرح جہاں اس موقع پر بھی لجنات کی مخلصانہ جدوجہد کو سراہنے کا بہترین رنگ میں اظہار ہوا وہاں کُلُوْا جمیعًا کی ایک منفرد مگر بڑی دلچسپ اور بابرکت تقریب ثابت ہوئی۔

اسی دن سوا پانچ بجے شام گیسٹ ہاؤس کے سبزہ زار میں خواتین کی ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیر از جماعت خواتین کے متعدد سوالوں کے جواب دیئے سوالات کرنے والی مہمان خواتین میں کالجوں کی چند پروفیسرز اور سینئر طالبات بھی شامل تھیں۔ اس مجلس میں بڑی دلچسپ اور پُرمغز گفتگو ہوئی جو سات بجے شام تک جاری رہی۔ اس کے بعد مہمان خواتین کو چائے پیش کی گئی۔ اس دوران بھی بعض خواتین گیسٹ ہاؤس کے اندر جا کر حضور سے مزید سوالات کرتی رہیں چنانچہ ایک کے بعد دوسرے سوال کا جواب دیتے دیتے رات کے آٹھ بج گئے۔ ایک خاتون نے بیعت کی خواہش بھی ظاہر کی۔

اس مجلس کی ایک اور قابلِ ذکر بات یہ بھی تھی کہ ان دنوں کراچی کے بعض علاقوں میں رات کو کرفیو لگ جاتا تھا چنانچہ دورانِ گفتگو حضور نے جب یہ اعلان فرمایا کہ جن خواتین نے ایسے علاقوں میں جانا ہے جہاں کرفیو لگنے کا وقت قریب ہے وہ بے شک تشریف لے جائیں تو بعض خواتین بادل نخواستہ مجلس سے اُٹھ کر چلی گئیں لیکن اکثریت بیٹھی رہی اور ان کی طرف سے ڈھیروں سوالات

پیش ہوئے لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے بعض سوالات کے جوابات نہ دیئے جاسکے۔

حضور آٹھ بجے کے بعد جب مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھانے کے لئے لان میں تشریف لائے تو فرمایا آج مہمان خواتین نے اتنے زیادہ سوال کئے اور اس گفتگو میں اتنی گہری دلچسپی لی کہ دو سوا دو گھنٹے کا وقت جب گزر گیا اور مجلس برخواست ہوئی تب بھی بعض خواتین کا اصرار تھا کہ انہیں مزید سوال کرنے کا موقع دیا جائے۔ حتیٰ کہ نمازوں میں تاخیر بھی ہو گئی۔

یہ مجلس خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیاب اور مؤثر ثابت ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمان خواتین کے سوالوں کے بڑے جامع اور مدلل رنگ میں جواب دیئے جن سے خواتین بہت متاثر ہوئیں۔ چنانچہ اس مجلس نے خواتین کے ذہن پر کتنا گہرا اور انمٹ نقش چھوڑا اس کا اندازہ ان تاثرات سے ہوتا ہے جو غیر از جماعت خواتین کی میزبان ممبرات لجنہ نے بعد میں اراکین کمیٹی لجنہ اماء اللہ کراچی کے سامنے بیان کئے۔

ایک مہمان خاتون نے بیان کیا کہ ان کے خیال میں خواتین کے لئے ترتیب دیا جانے والا ایسا جلسہ ہم نے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ سُنا تھا۔ آئندہ بھی جب آپ لوگ کوئی ایسی محفل منعقد کریں تو ہمیں ضرور بلائیں۔ ایک خاتون حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فہم و فراست آپ کے تبحرِ علمی اور زورِ خطابت سے متاثر ہو کر بے اختیار کہنے لگیں۔ کاش ایسے مذہبی رہنما دوسرے فرقوں کو بھی نصیب ہوں۔ ایک بہن نے اپنی میزبان سے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا۔ آپ کے خلیفہ صاحب بڑے عالم آدمی ہیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی مذہبی شخصیت اتنی وسیع النظر اور گہری بصیرت رکھنے والی اس زمانہ میں موجود بھی ہو سکتی ہے۔ فیضانِ نبوتِ محمدیہ پر جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے سیر حاصل بحث اور پُر مغز اور مدلل گفتگو سُننے پر وہ بہت ہی مطمئن تھیں۔ ایک اور محترمہ نے بڑی بے تکلفی سے کہا اتنی اچھی اور معلوماتی محفل تھی کہ ہمیں رشک آیا۔ کاش ایسی محفلیں ہم لوگ بھی منعقد کر سکتے۔ ایک پٹھان خاتون نے اپنے مخصوص لہجہ میں بے حد محبت سے کہا "آپ لوگ کا اخلاق بہت اچھا ہے آپ لوگ نے ہمارا دل جیت لیا ہم تو ڈرتا ڈرتا آیا تھا"۔ جب کہ ایک اور مہمان خاتون نے یہ انکشاف کیا کہ وہ تو گھر والوں سے چھُپ کر آئی تھی اور بے حد خوفزدہ تھی کہ احمدیوں کا جادو نہ چل جائے مگر یہاں آکر سارا خوف دور ہو گیا۔ اسی قسم کی گفتگو ایک اور مہمان خاتون کی زبان سے سُنی گئی وہ کہہ رہی تھیں کہ میں تو مروت کے مارے آگئی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ میرا وقت ضائع ہو گا۔ لیکن یہاں آکر مجھے پتہ لگا کہ میرے خدشات کسی قدر بے معنی تھے۔ اب تو میں ہر جلسے میں آیا کروں گی۔

بعض خواتین کرفیو کے بارے میں اعلان کے باوجود جانے پر آمادہ نہ تھیں۔ وہ مجلس کے اختتام تک ٹھہرنے کا ارادہ رکھتی تھیں مگر جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جانے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تشریف لے جائیں احتیاط یہی مناسب ہے تو اس پر ایک بہن کی آواز آئی ہم رات اپنے رشتہ داروں کے ہاں ٹھہر جائیں گے چنانچہ چند خواتین نے اس پر عمل بھی کیا۔ لیکن ایک بہن روتی ہوئی اُٹھیں اور یہ کہتے ہوئے باہر نکلیں کہ اگر بچے گھر پر اکیلے نہ ہوتے تو کرفیو کے باوجود میں پورا پروگرام سُن کر ہی جاتی کیونکہ اسلام کی ایسی پُر حکمت باتیں تو میں نے زندگی میں پہلی دفعہ سُنی ہیں۔ ہمیں تو کبھی یہ باتیں بتائی ہی نہیں گئیں۔ بیشتر خواتین نے آئندہ بھی مدعو کئے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ بعض خواتین تھوڑی دیر کے وعدے پر آئی تھیں مگر مجلس ختم ہونے تک بیٹھی رہیں۔ چند کالجیٹ لڑکیاں اس بات حیران تھیں کہ اتنے پُر وقار اور منظم جلسے تو کالجوں میں بھی منعقد نہیں ہو سکتے۔ جہاں رضاکار طالبات کثرت سے موجود ہوتی ہیں۔

ایک گھریلو خاتون نے بڑے دلچسپ پیرائے میں بتایا کہ ہمیں تو بہت ڈرایا گیا تھا کہ ان سے ملنا جلنا مت رکھو۔ کتابیں مت پڑھنا اور زیادہ باتیں نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ جادو کر دیتے ہیں لیکن آج اس جادو کی حقیقت کھل گئی ہے کچھ خواتین نے مختلف موضوعات کے بارے میں تفصیلی علم حاصل کرنے کے لئے لٹریچر مانگا۔ ایک صاحبہ نے مجلس سوال و جواب سے متاثر ہو کر بے اختیار کہا کہ اگر میں اس مجلس میں نہ آتی تو اتنے اچھے پروگرام سے محروم رہ جاتی۔ ایک بہن کو شکوہ تھا کہ توبہ توبہ مولوی کس قدر غلط بیانیاں کرتے ہیں۔ بھلا ان میں غیر مسلموں والی کونسی بات ہے ایک اور مہمان خاتون نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ میں آپ لوگوں کو تبلیغی جماعت والوں کی طرح سمجھتی تھی مگر آپ کا آؤٹ لُک تو بہت وسیع اور زمانہ کے مطابق ہے۔ ایک خاصی معقول اور پڑھی لکھی مہمان خاتون نے جو رائے دی وہ سب آراء پر بھاری ہے۔ اُنہوں نے کہا انفرادی اصلاح اور قومی ترقی کا اتنا جامع اور منضبط پروگرام اور کسی کے پاس نہیں۔ آپ لوگ بہت جلد اپنا مقصد حاصل کر لیں گے۔

۲۳ اگست ۱۹۸۳ء کو حضور کی آمد سے سال میں دوسری دفعہ دینی بہار کا موسم آیا۔ لجنہ کراچی کی عہدے داروں نے ائیرپورٹ پر حضور کو خوش آمدید کہا ہر چہرہ اس تصور سے پُر رونق ہو گیا کہ پھر مجالس عرفان ہوں گی۔ پھر نور کی جان بخش جاں فزا بارش ہو گی۔ ایک ممبر نے سب کے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

خوش ہیں احمد کے فدائی کہ حضور آئے ہیں

حمد باری میں مگن پیکر نور آئے ہیں
عبد و معبود میں پھر ہونے لگے رازِ نیاز
ایسا لگتا ہے کہ موسیٰ سرِ طور آئے ہیں
ہر اشارے پہ فدا کرتے ہیں مال و اولاد
نقدِ جاں لے کے براہیمی طیور آئے ہیں
مئے عرفان کی لذّت کی کشش میں پیاسے
پیتے آئے ہیں پئے کیف و سرور آئے ہیں

ایک دفعہ پھر گہما گہمی اور چہل پہل کا مرکز گیسٹ ہاؤس بن گیا اور منتظمہ انتظامیہ کمیٹی کی نگران محترمہ ڈاکٹر زبیدہ طاہر صاحبہ اپنی مستعد اور چاق و چوبند ورکرز کے ساتھ میدان میں آگئیں۔ آنے والی خواتین کی روزانہ فہرست بنانا، جگہ پہ خاموشی سے بٹھانا، پانی کا انتظام، ملاقات کا انتظام غرضیکہ ہر طرح کے کام کی تمام تر ذمہ داری خوش اسلوبی سے سنبھال لیتا۔ ڈاکٹر صاحبہ کا خصوصی امتیاز تھا۔

۲۷ر اگست ۱۹۸۳ء کو شام ۴ ½ ۵ بجے حضور ایدہ الودود سے تمام پروفیشنل خواتین اور اُن کی مہمانانِ گرامی کی ملاقات ہوئی۔ جگہ کی قلّت کے پیشِ نظر طے پایا کہ چونکہ پورے ضلع کی خواتین ایک دن جمع نہیں ہوسکتیں اس لئے دو دن ملاقات ہوگی۔ پہلے دن جماعت کی ذیلی تنظیمات ڈاکٹرز ایسوسی ایشن، ٹیچرز ایسوسی ایشن، احمدیہ گرلز سٹوڈنٹس فیڈریشن اور دیگر کارکن خواتین اپنی مہمانوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ ریحانہ یاسمہ صاحبہ کی سورہ رحمٰن کی تلاوت سے محفل کا آغاز ہوا۔ اس محفل میں غیر از جماعت خواتین کو اوّلیت دی گئی تھی۔ مہمان خواتین کو ایسے مواقع میسّر نہیں ہوتے جہاں وہ جماعتی سطح پر آداب و حفظِ مراتب کا طریق سیکھ سکیں۔ پھر کچھ بزعمِ خود کسی کم علم کج بحث بر خود غلط ملاں سے خوب خوب بحث کرکے لاجواب کرنے کے موڈ میں آتی ہیں۔ انہیں خبر نہیں ہوتی کہ وہ مہدیٔ دوراں کے عالمِ بے بدل پوتے اور احیائے دین کے نمائندہ جماعت کے محترم امام سے گفتگو کرنے آئی ہیں۔ اس لئے ہم ممبرات کو بعض اوقات ان کا لہجہ نامانوس لگتا حضور انتہائی تحمّل خندہ پیشانی کے ساتھ سادہ اور سہل انداز میں ٹھوس منطقی جواب دیتے۔ جس سے متاثر ہوئے بغیر چارہ نہ رہتا۔

خواتین نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا نہ مانگنے پر اعتراض کیا اور میلاد کے آخر میں سلام کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کھڑا نہ ہوتے کو احترام کے منافی قرار دیا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم وہ عمل کرتے ہیں جس کی سند آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ملتی ہو۔ جس کی سند نہ ہو اُس پر عمل کرنا کوئی احترام نہیں۔

بھلا یہ کیسے ممکن ہے خواتین کی محفل ہو اور جنّوں کے متعلق سوال نہ ہو ایک ایسے استفسار پر حضور پُرنور نے فرمایا کہ جن کا لفظ انسانوں پر بھی استعمال ہوا ہے اور دوسری مخلوق پر بھی جیسے ہڈیوں سے استنجا نہ کرو یہ جنّوں کی خوراک ہے۔ ہڈیوں میں بکٹیریا ہوتا ہے۔ جو آنکھ سے نظر نہیں آتا جنّ کا لفظ عربی میں ایسی مخلوق کے لئے بولا جاتا ہے جو نظر نہیں آتیں مثلاً سانپ، پہاڑی قومیں وغیرہ حضرت سلیمان کے زیرِ تصرف جنّ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے جنّ پانی میں غوطے لگاتے تھے۔ سورہ رحمٰن میں اے بڑے لوگوں کے معشر اور اے چھوٹے لوگوں کے معشر کہہ کر واضح ہوگیا کہ سب انسان ہیں۔ سورہ الناس میں بھی ناس دو قسموں کے بیان کئے ہیں۔ بڑے لوگ بھی اور عوامی طاقتیں بھی۔ اس طرح جنّ کوئی غیر مرئی مخلوق نہیں۔

خواتین کی محفل کا اگلا سوال جادو کی حقیقت کے متعلق تھا۔ آپ نے سمجھایا کہ حضرت موسیٰؑ کے جادو والے واقعہ میں سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے جادو رسیوں میں نہیں تھا لوگوں کی آنکھوں پر تھا جسے جدید زبان میں مسمریزم کہتے ہیں۔ اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ باتیں بھول جاتے تھے یہودیوں نے اس سے فائدہ اٹھا کر کنویں میں کچھ چیزیں ڈالیں اور مشہور کر دیا کہ جادو کا اثر ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو سمجھا دیا۔ آپؐ کچھ صحابہؓ کو لے کر گئے اور وہ چیزیں نکلوا دیں۔

آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ یہ سوال بہت سی بہنوں کی طرف سے تھا آپ نے بتایا کہ حج پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہوا تھا مگر قرآن پاک شاہد ہے کہ قبول ہوا تھا کیونکہ ثواب خدا تعالےٰ کے ارشاد پر تعمیل میں ہے اگر وہ حکم دے حج کرو تو تعمیل فرض ہے اگر راستے کا امن مہیا نہ ہو تو خدا کا حکم ہے حج فرض نہیں آپ سمجھتے تھے آپ رُک گئے۔ جو زبردستی روکا جائے رُک جائے تعمیلِ حکم خداوندی فرض ہے۔ جو حکومتیں اعتراض نہیں کرتیں وہاں سے بیسیوں احمدی حج کرتے ہیں سعودی عرب اُن سے تعرض نہیں کرتا ہماری حکومت منع کرتی ہے اس لئے حج کی شرائط پوری نہیں ہوتیں۔

سوال و جواب کی اس دلچسپ محفل میں ایک خاتون جو سوالات کرنے میں تیزی کا مظاہرہ کر رہی تھیں اگلے دن تشریف لائیں اور خاص طور پر معذرت کی۔

اگلے دن ۲۸ر اگست کو بھی خواتین کی ایک محفل میں جس میں غیر از جماعت بہنیں بھی شامل تھیں حضور نے سوالوں کے جواب دیئے۔ اس سوال کے جواب

میں کہ احمدیہ مسلک میں شادی کرنے کے لئے کیا بیعت ضروری ہے آپ نے سمجھایا کہ ایسی شادی شرعاً منع نہیں ہے احمدی مسلک یہ ہے کہ مسلمان کہلانے والے کسی بھی شخص سے شادی جائز ہے تاہم نظامِ جماعت کے تحت ایک تلخ تجربے کے بعد ایسا حکم دیا گیا ہے کہ احمدی لڑکی کی شادی غیر از جماعت سے نہ ہو۔

بقیہ سوالات زیادہ تر وفاتِ مسیح اور رفع عیسیٰ جیسے مسائل کے بارے میں تھے جنہیں تفصیلاً سمجھاتے ہوئے حضور نے کہا کہ ہمارے بار بار دریافت کرنے کے باوجود آج تک علماء کوئی حدیث مسیح کی زندگی کے ثبوت میں نہیں پیش کر سکے گویا حیاتِ مسیح کے بارے میں احادیث کا فقدان حیاتِ مسیح کا بطلان کرتا ہے۔

حضور کا کراچی کا قیام مختصر تھا مگر آپ کے زریں ارشادات بیش قیمت نصائح اور پُر حکمت کلمات نے نیا جوش و جذبہ پیدا کیا اور خواتین اپنی مفوضہ ذمہ داریوں میں زیادہ مستعد ہو گئیں۔

گیسٹ ہاؤس کراچی کی رونقیں فروری ۱۹۸۴ء میں پھر عود کر آئیں۔ نہاں خانۂ دل کا موسم اچھا ہو تو ہر موسم اچھا لگتا ہے کراچی کی خوشگوار خنکی اور آمد بہار کا رنگ بدلتے موسم کے حُسن میں حضور ایدہ الودود کی آمد سے بے اندازہ اضافہ ہو گیا۔ ۵ فروری کو حضور تشریف لائے اور ۷ فروری کو گیارہ بجے سے دو بجے تک غیر از جماعت مہمان بہنوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ بہت جلدی شرکائے مجلس کو اندازہ ہو گیا کہ اُن کے سامنے جدید ترین معلومات سے بہرہ ور اور الٰہی تائید و نصرت کی حامل دور رس نظر رکھنے والی نباضِ فطرت ہستی موجود ہے۔

غلط رسومات، تمباکو نوشی اور اسی نوعیت کے سوالات کے جواب مرحمت فرمانے کے ساتھ آپ نے ایک رہنما اصول بھی سکھا دیا۔

"جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو اُس سے بچو وہ دین میں اضافہ ہے اور جو بات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اُس کے دائرے سے ذرہ باہر نہ جاؤ ورنہ ہلاکت کو دعوت دو گے امن کا حصار اور چار دیواری قرآن اور سنّت ہے۔"

حضور ایدہ الودود کے تبحر علمی اور اندازِ استدلال سے اچھی طرح واقف قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ نے غیر از جماعت خواتین کے درج ذیل سوالات کے کس قدر کافی و شافی جواب مرحمت فرمائے ہوں گے۔ ان کے علاوہ بہت سے سوالات وقت کی کمی کی وجہ سے تشنۂ جواب رہ گئے۔

آپ کی نماز اور روزہ الگ نہیں ہے تو آپ کو کافر کیوں قرار دیا گیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟

کیا اسلام میں ادلے بدلے کی شادی منع ہے قرآن و سنت سے بتایئے؟

احمدی خواتین پابندِ شریعت اور با اخلاق ہوتی ہیں پھر ہمارے درمیان اتنا بڑا اختلاف کیوں ہے؟

آپ لوگ سوئم چالیسواں ختم قرآن آیتِ کریمہ شمارے پڑھنا کیوں نہیں مانتے؟

ملاقاتیں عمومی طور پر مجالسِ عرفان کے بعد ہوتیں اور دلچسپ سوال و جواب اور حضور کی یادگار باتیں سینوں میں اُتر کر ہمیشہ کے لئے گھر بنا لیتیں۔

* ڈیوٹی دینے والی ممبرات کے فرائض میں بیگم صاحبہ و حضور پُر نور سے ملاقات کرنے والی ممبرات کا ریکارڈ رکھنے کے علاوہ بڑے گیٹ سے اندر آنیوالی ہر ممبر کی آمد کا روزانہ ریکارڈ رکھنا شامل تھا۔ ایک کاپی میں نام، ولدیت یا شوہر کا نام اور قیادت نمبر لکھا جاتا تھا۔ شام کے وقت آنے والی ممبرات کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو جاتا کہ ہر ایک کا نام تیزی سے لکھنا پڑتا ایک دن چند خواتین آئیں۔ ہماری ڈیوٹی پر متعین مستعد ممبر نے پہلی خاتون سے تیزی سے پوچھا۔

آپ کا نام؟

آصفہ

شوہر کا نام؟

مرزا طاہر احمد

قیادت؟

قیادت تو مجھے معلوم نہیں ہم تو ربوہ سے آئے ہیں۔

اتنے میں بیگم صاحبہ کے لئے ڈیوٹی پر متعیّن ممبر آگے بڑھی اور بیگم صاحبہ کو پورے احترام کے ساتھ اُن کے کمرے تک پہنچایا مگر یہ واقعہ بہت دن تک یاد آ کے لُطف دیتا رہا یقیناً بیگم صاحبہ بھی کراچی لجنہ کی اس معصوم مستعدی پر کبھی کبھی ہنس دیتی ہوں گی۔

بائیس کی تمام کمیٹی ممبران کو از راہِ شفقت حضور نے اپنی جانب سے کیک تحفہ میں دیئے۔

۲۳ فروری ۱۹۸۴ء کا دن کراچی لجنہ کی تاریخ میں ایک یادگار تاریخی اہمیت کا دن تھا۔ حضور اپنا دورۂ کراچی مکمل کر کے واپس جا رہے تھے اور اسی دن ہماری داعیہ الی اللہ کی کلاس کا افتتاح کرنا بھی منظور فرما لیا تھا۔ ہشاش بشاش طالبات ٹیچرز، منتظمات گیسٹ ہاؤس کے سبزہ زار پر اپنے

آقا اور بیگم صاحبہ کے ساتھ موجود تھیں۔

تلاوت کلام پاک آپا امۃ الہادی صاحبہ نے اس طرح کی کہ حضور سورۃ التین کی آیت پڑھتے اور آپا ہادی اُسے دُہراتیں اس کے بعد امۃ الحلیم زاہدہ صاحبہ نے کلاس منعقد کرانے کی کوششوں کا تعارف کروایا۔ پھر حضور نے افتتاحی خطاب سے نوازا۔ سورۃ فاتحہ کی دلنشین تفسیر فرمائی اور اس کی یہ حکمت واضح فرمائی کہ چونکہ قرآنِ کریم کا افتتاح اس سورہ سے ہوتا ہے اس لئے افتتاح کو بابرکت بنانے کے لئے اس سورہ سے افتتاح کرنا چاہیئے۔ حضور علم و عرفان کے موتی بکھیر رہے تھے اور حاضرات دم بخود اُس مقدس چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

وہ نہیں جانتی تھیں کہ عنقریب ۱۹۸۴ء کا ظالمانہ آرڈیننس اس پاک نورانی وجود کو کچھ عرصہ کے لئے ہم سے دور لے جائے گا۔ اور یہ حسین مجالس ایک یاد بن جائیں گی۔

اِک باغباں کی یاد میں سرو سمن اداس
اہلِ چمن فسردہ ہیں گلشن اداس ہے
بس یادِ دوست اور نہ کہ فرشِ دل پر رقص
سُن کتنی تیرے پاؤں کی جھانجن اداس ہے

اے رحیم و کریم خدا تو جلد ایسے دن لا کہ آقا پھر ہمارے درمیان بنفسِ نفیس موجود ہوں اور ہم بلا واسطہ اُن کی دلنشیں آواز سُنیں آمین اللّٰھم آمین۔

تحریکِ جدید

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے ذریعہ تجدیدِ دین اور عالمگیر فتحِ اسلام مقدر کر رکھی ہے۔ اِس اہم مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مُصلح موعُود خلیفۃ المسیح الثانی کے دِل میں ۱۹۳۴ء کے انتہائی نامساعد اور پُرآشوب حالات میں ایک عظیم الشان آسمانی نظام اِلقاء فرمایا جو جماعتِ احمدیہ کی ترقی اور استحکام کے لئے نہایت بابرکت ثابت ہُوا ہے۔ یہ بابرکت نظام "تحریکِ جدید" کے نام سے موسُوم ہے۔ تحریکِ جدید کے کچھ مطالبات ہیں جو جماعت کی تربیت، تنظیم اور تبلیغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کاموں کو چلانے کیلئے ایک خاص چندے کی تحریک کی گئی جو چندہ تحریکِ جدید کہلاتا ہے۔ اِس چندہ سے جماعتی ترقی اور استحکام کے لئے بہت سے کام کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اِس چندے کا سب سے بڑا مصرف بیرونی ممالک میں اِسلام کی تبلیغ ہے۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تبلیغ اتنی وسیع ہو چکی ہے کہ عملاً دُنیا کا کوئی حصہ اِس سے خالی نہیں۔ اِسلام کے فدائی مجاہد جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں، تحریکِ جدید کے ذریعہ دُنیا کے ہر حصہ میں دن رات تبلیغِ اسلام کی مخلصانہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ دُنیا کی متعدد اہم زبانوں میں قرآنِ کریم کے تراجم اور دیگر اِسلامی لٹریچر کی کثیر اشاعت ہو چکی ہے۔ دُنیا بھر میں سینکڑوں مساجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔ اور درجنوں تعلیمی۔ طبی اور رفاہی اِداروں کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ تحریکِ جدید کی اِن ہمہ گیر مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں دُنیا کے ہر علاقہ میں سعید اور نیک فطرت لوگ حلقہ بگوشِ اِسلام ہو رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام شدید ترین مخالفت کے باوجود روز بروز وسعت پذیر ہے۔ جسے دیکھتے ہُوئے آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے برملا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ پر سُورج غروب نہیں ہوتا۔ یہ سب برکات یقیناً اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و رحمت کا ثمرہ ہیں مگر ظاہر میں اُس کا ذریعہ تحریکِ جدید ہے جس کا سارا نظام اِسی مقصد کے حصُول کے گرد چکر لگاتا ہے۔ تحریکِ جدید کے بارہ میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو! یہ تحریک خُدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اِس لئے وہ اِسے ضرور ترقی دیگا۔ اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی اُن کو بھی دُور کر دے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا۔ پس مُبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اِس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا نام ادب و احترام سے اِسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خُدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔ کیونکہ اُنہوں نے خود تکلیف اُٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی اور اُن کی اَولادوں کا خُدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نُور اُن کے سینوں سے اُبل کر نکلتا رہے گا اور دُنیا کو روشن کرتا رہے گا۔"

"ہم نے ساری دُنیا میں تبلیغ کرنی ہے۔ ہم نے چپہ چپہ پر حضرت محمد رسُول اللہ ؐ کی حکومت قائم کرنی ہے۔ اب ایک یا دو ملکوں کا سوال نہیں، اب سر دھڑ کی بازی لگانے کا سوال ہے۔ یا کفر جیتے گا اور ہم مریں گے۔ یا کُفر مرے گا اور ہم جیتیں گے۔ درمیان میں اب بات نہیں رہ سکتی۔"

سیدنا حضرت مُصلح موعود

عہدیداران لجنہ کراچی

سال بہ سال

۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ کو محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے کراچی لجنہ کی از سر نو بنیاد رکھی اور کچھ عرصہ تک صدارت کے فرائض بھی سنبھالے جبکہ بیگم صاحبہ بشیر احمد معاونت فرماتی رہیں۔ تاہم کراچی میں عارضی قیام کی وجہ سے انہوں نے کچھ ہی عرصہ بعد اپنی جگہ بیگم بشیر احمد صاحبہ کو صدارت کے فرائض سونپ دیئے۔ بیگم صاحبہ بشیر احمد ۵۸-۱۹۵۷ تک صدر رہیں جبکہ امتہ الاسلام بیگم صاحبہ نائب صدر اور محترمہ صغریٰ قدسیہ جنرل سیکریٹری تھیں۔ ۱۹۵۳ میں مجیدہ بیگم شاہنواز صاحبہ نائب صدر اور محترمہ حفیظتہ الرحمٰن صاحبہ جنرل سکریٹری مقرر ہوئیں جبکہ احمدی بیگم کو سکریٹری تعلیم کے فرائض سونپے گئے۔ بعد ازاں شعبہ جات میں توسیع کی گئی۔ اس کے بعد سے عہدیداران کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

مطابق سال	صدر	نائب صدر	جنرل سیکرٹری	سیکرٹری تعلیم	سیکرٹری خدمت خلق	سیکرٹری اصلاح وارشاد	سیکرٹری نمائش	سیکرٹری تربیت	نگران ناصرات	سیکرٹری مال
۵۶ - ۱۹۵۵	بیگم بشیر احمد	امتہ السلام بیگم	بیگم مجیدہ شاہنواز	بیگم سردار احمد	بیگم سیٹھ محبوب علی	محمودہ بیگم	آمنہ کرامت اللہ	بیگم ڈاکٹر عبدالرحمٰن	بیگم چودھری عبداللہ خان	
۵۷ - ۱۹۵۶	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	
۵۸ - ۱۹۵۷	بیگم چودھری بشیر احمد	بیگم عبدالرحمان	〃 نائبہ جمیلہ عرفانی	〃	〃	〃	〃	〃	بیگم مولوی عبدالمالک خان	بیگم ڈاکٹر عبدالحمید
۵۹ - ۱۹۵۸	بیگم شاہنواز	〃	جمیلہ عرفانی نائبہ فاطمہ بیگم	〃	〃	محمودہ خاتون	〃	〃	〃	بیگم ڈاکٹر عبدالرحمان نائبہ امتہ الرشید
۶۰ - ۱۹۵۹	〃	〃	جمیلہ عرفانی نائبہ ثریا جبین	〃	سلیمہ بیگم	〃	〃	〃	〃 نائبہ شوکت گوہر	امتہ الرشید نائبہ مسعودہ بٹ

۱۹۶۰ - ۶۱	″	″	جمیلہ عرفانی نائبہ ثریا جبین	″	″	″	″	″	″ نائبہ شوکت گوہر	بیگم شریف احمد وڑائچ
۱۹۶۱ - ۶۲	″	″	″ نائبہ ثریا جبین	″	″	″	″	″	″ نائبہ شوکت گوہر	″
۱۹۶۲ - ۶۳	″	(۱) بیگم عبدالرحمان (۲) سلیمہ بیگم	″ نائبہ ثریا جبین	″	″	بیگم سعید ملک	″	″	″ نائبہ شوکت گوہر	″ نائبہ بیگم ایم اے خورشید
۱۹۶۳ - ۶۴	″	″	جمیلہ عرفانی	″	″	″	″	″	″ نائبہ شوکت گوہر	″ نائبہ بیگم ایم اے خورشید
۱۹۶۴ - ۶۵	″	″	″	″	″		″	″	″ نائبہ شوکت گوہر	″ نائبہ بیگم ایم اے خورشید
۱۹۶۵ - ۶۶	″	(۱) سلیمہ بیگم (۲) بیگم عبدالرحمان	″	″	جمیلہ عرفانی	بیگم دین محمد شاہد + جمیلہ عرفانی	″ نائبہ منور جہاں بیگ	بیگم آفتاب بسمل	امۃ الودود کھوکھر	بیگم خورشید ایم اے
۱۹۶۶ - ۶۷	″	″	″ نائبہ سلیمہ میر	عزیزہ سردار احمد	″	سرور عبدالمالک	آمنہ کرامت اللہ	″	″	″
۱۹۶۷ - ۶۸	″	آپا سلیمہ بیگم	″ نائبہ سلیمہ میر	بیگم سردار احمد	″	″	″	″	خورشید عطاء	″
۱۹۶۸ - ۶۹	″	″	″ نائبہ سلیمہ میر	″	″	بیگم عبدالمالک خان صاحب	بیگم کرامت اللہ	″	″	″
۱۹۶۹ - ۷۰	″	″	″ نائبہ سلیمہ میر							
۱۹۷۰ - ۷۱	بیگم شاہنواز	آپا سلیمہ بیگم	جمیلہ عرفانی نائبہ سلیمہ میر	بیگم سردار احمد	جمیلہ عرفانی	بیگم عبدالمالک خان صاحب	بیگم کرامت اللہ	بیگم آفتاب بسمل	خورشید عطا	بیگم ایم اے خورشید
۱۹۷۱ - ۷۲	″	(۱) بیگم کرامت اللہ (۲) بیگم ایم اے خورشید	″	″	″	″	″	″	امۃ الودود کھوکھر	″
۱۹۷۲ - ۷۳	″	نصیرہ بیگم مرزا ظفر احمد	نسیم سعید صاحبہ (بشریٰ سعادت، شائستہ)	″	″	″	″	″	″	سیدہ ہادی لطیف نائبہ محمودہ بیگم حبیب اللہ
۱۹۷۳ - ۷۴	″ قائم مقام بیگم خورشید	نصیرہ بیگم بیگم خورشید	بیگم محمود بھٹی	″	″	″	″	″	بشریٰ سعادت	ہادی ناصر
۱۹۷۴ - ۷۵	″ قائم مقام نصیرہ بیگم	″ قائم مقام بیگم ایم اے خورشید	″	″	″	″	″	″	″	بیگم شریف احمد وڑائچ (۱) محمودہ بیگم (۲) بیگم ملک مبارک
۱۹۷۵ - ۷۶	″ قائم مقام نصیرہ بیگم	″ قائم مقام بیگم ایم اے خورشید	بشریٰ سعادت + امۃ الشافی سیال امۃ الرشید	″	″	″	″	″	″	″

1976 - 77	قائم مقام نصیرہ بیگم	قائم مقام بیگم ایم اے خورشید	″	″	″	″	″	″	″	″
1977 - 78	محترمہ نصیرہ بیگم	بیگم خورشید معاونہ بُشریٰ محمود	امۃ الشافی سیال	امۃ الرشید شائستہ	محمودہ الماس	″	″	″	″	بیگم شریف احمد وڑائچ
1978 - 79	″	(۱) ناصرہ بیگم (۲) زینت البوبجر (۳) بُشریٰ اکرم	″ نائبہ آنسہ منصور	″	امۃ الکریم	″	″	″	″	″
1979 - 80	″	ناصرہ خورشید زینت البوبجر بُشریٰ اکرم	″ نائبہ آنسہ + بُشریٰ حمید	″	″	″	″	″	″	″ نائبہ حمیرا منصور

سنہ ۸۱ء تا سنہ ۸۶ء
پانچ رکنی منتظمہ کمیٹی کا دور

۱۔ محترمہ سلیمہ میر اہلیہ عبد القادر صاحب
۲۔ محترمہ نصیرہ بیگم اہلیہ مرزا ظفر احمد صاحب
۳۔ محترمہ بشریٰ حمید۔ جن کے لاہور تشریف لے جانے کے بعد ان کی جگہ محمودہ بیگم امۃ السمیع اہلیہ وہاب احمد صاحب منتخب ہوئیں۔
۴۔ محترمہ امۃ الرفیق ظفر اہلیہ جاوید ظفر اللہ صاحب
۵۔ محترمہ بشریٰ داؤد اہلیہ قریشی داؤد احمد صاحب۔

اس کے علاوہ بشریٰ حمید صاحبہ سکریٹری مال اور مبارکہ ملک صاحبہ سکریٹری خدمتِ خلق کے فرائض انجام دیتی رہیں۔

سنہ ۸۶ء تا سنہ ۸۹ء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے منتظمہ کمیٹی ختم کر کے کراچی لجنہ کو دوبارہ لجنہ مرکزیہ کے ماتحت کر دیا۔ اور محترمہ سلیمہ میر کو صدر نامزد کیا۔ دیگر عاملہ جو منتخب ہوئی یہ ہے۔

صدر ضلع کراچی	محترمہ سلیمہ میر
نائب صدر	محترمہ امۃ الرفیق پاشا
جنرل سکریٹری	محترمہ نگار علیم
سکریٹری مال	محترمہ بشریٰ حمید
سکریٹری خدمتِ خلق	محترمہ مبارکہ ملک
سکریٹری تعلیم	محترمہ امۃ الرفیق پاشا نائبہ امۃ الرفیق ظفر (بعد میں امۃ الرفیق ظفر صاحبہ)
سکریٹری تربیت	محترمہ امۃ الحئی یحییٰ صاحبہ
سکریٹری اصلاح وارشاد	محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ
سکریٹری شعبہ سمعی بصری	محترمہ السمیع وہاب صاحبہ
سکریٹری رشتہ ناطہ	محترمہ امۃ النعیم رانا
سکریٹری صحتِ جسمانی	محترمہ انیسہ رشید صاحبہ
سکریٹری وقفِ جدید/تحریک جدید	محترمہ رضیہ مومن صاحبہ
سکریٹری ناصرات الاحمدیہ	محترمہ ناصرہ ہارون صاحبہ
سکریٹری اشاعت	محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ
سکریٹری وصیت	محترمہ امۃ الشافی محمود صاحبہ
ایڈیشنل سکریٹری برائے صد سالہ جشنِ تشکر	محترمہ طاہر ناصر شاہ

مُحسنات

گرچہ حقیقی قبولیت تو وہی ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ لیکن بندوں کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ وہ شکر کے ساتھ ایک دوسرے کے کاموں کو سراہا کریں اور ایک دوسرے کے مشکور ہوا کریں۔ لہٰذا ذیل میں مجاہدانہ تندہی کے ساتھ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں نباہنے والی کارکنات کے نام دیے جا رہے ہیں۔ بقول حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ان کے نام کسی پر احسان رکھنے کی خاطر نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کی دعاؤں کے حصول کے لیے شایع کیے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ "اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ سب کو اس مقام پر جس پر تاریخ احمدیت پہنچی ہے۔ اور اُن اہم تبدیلیوں کو جو اسلام کے عالم گیر غلبہ کے حق میں دنیا میں رونما ہونے والی ہیں۔ سمجھنے اور ان کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ فرشتے آپ کے کام میں حسن پیدا کرنے والے ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کی فوج میں اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق بہترین خدمات بجا لانے والے ہوں" خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین یارب العالمین۔

اس فہرست میں کچھ ایسی خواتین کے نام بھی شامل ہیں جن کے کام کا دورانیہ طویل نہیں مگر ان کی مختصر خدمات بھی گراں قدر ہیں۔

آصفہ اسلم
آنسہ منصور
احمدی بیگم
اختر النساء بیگم
اصغری بیگم
اقبال بیگم
اُمِ حبیبہ
امۃ المومن مودود
امۃ الحیٔ یحییٰ
امۃ الجمیل کھوکھر
امۃ الرشید اشرف
امۃ الرشید نسیم
امۃ القدیر فرحت
امۃ العزیز حکیم
امۃ الودود شفیع
امۃ العزیز بیگم ملک نذیر
امۃ الرشید کریم
امۃ الرفیق ظفر
امۃ العزیز سیف اللہ
امۃ العزیز منیر الدین
امۃ الرحمٰن
امۃ الحیٔ بٹ
امۃ العلیم
امۃ الحکیم مبارک
امۃ المتین کھوکھر
امۃ المالک
امۃ القیوم کبیر
امۃ الرشید جمیل

امۃ الرشید شائستہ
امۃ السلام شیخ
امۃ الحفیظ بیگم اختر نصیر
امۃ الحفیظ
امۃ الرشید غنی
امۃ الحیٔ خالد
امۃ الشافی سیال
امۃ المتین عمیر
امینہ علوی
انور بیگم مبارک ارشاد
انور جہاں
انور سلطانہ
انور بیگم ملک فضل حق
انیسہ محمود
انیسہ شیخ
بشریٰ سعادت
بشریٰ فیاض
بشریٰ ظفر
بشریٰ چغتائی
امۃ القیوم
بشریٰ سلیم
بشریٰ رشید
بشریٰ ریاض
بشریٰ چوہدری
بشریٰ حمید
بلقیس صادقہ
بیگم اختر نصیر

بیگم مقبول
بیگم خواجہ عبدالکریم
بیگم شیخ افتخار رسول
بیگم یاسین
بیگم انتظار حسین
بیگم امۃ الحفیظ بھٹی
بیگم میر امان اللہ
بیگم ڈاکٹر محمد حسین
بیگم ممتاز اسلم
بیگم مجید شمیم احمد
بیگم سلطان طاہر
ثمر یار انجھا
ثریا بیگم
ثمرینہ ہاشمی
ثمینہ شکور
چراغ بی بی
حامدہ مبشرہ
حفیظہ فیض عالم
حمیدہ راحت
حمیرہ منصور
حور جہاں بشریٰ
خورشید بیگم
خورشید خانم
خورشید عنایت اللہ
ڈاکٹر صفیہ خانم
ذکیہ بیگم
راشدہ شاہد
رشیدہ امیر عالم

رشیدہ بیگم عبدالحق
رشیدہ بٹ
رشیدہ نذیر
رضیہ اقبال
رضیہ رفیع
رضیہ مومن
رفعت جاوید
رضوانہ شاہد
رفیعہ محمد
رقیہ اقبال
روبینہ منعم
ریحانہ باسمہ
زاہدہ اکبر
زاہدہ صادق
زبیدہ ابراہیم
زہرہ فاطمہ
زیب النساء ملک
سارہ نسیم بشارت
سائرہ نسیم
ستارہ ممتاز النور
سعیدہ بیگم عبدالرحیم
سعیدہ رفیق
سعیدہ سعید
سعیدہ شریف
سعیدہ عبدالعزیز
سعیدہ نصیر راجپوت
سلمیٰ ہاشمی

سلیمہ بشیر
سلیمہ شوکت
سلیمہ مبارک بٹ
سیدہ جمیلہ خاتون
سیدہ ہادی لطیف
سیدہ محمودہ
شاہدہ حسین
شمیم کوثر
شمیم یاسمین
شوکت گوہر
صادقہ شیخ منیر
صادقہ طاہرہ
صادقہ طاہرہ مبشر
صادقہ کرامت
صادقہ وسیم
صالحہ صولت
صغریٰ رشید
صفیہ مہر
صوفیہ چیچھڑ
طاہرہ ناصر شاہ
طاہرہ وحید
طیبہ بانو
طیبہ حبیب
عائشہ امۃ الباری
عائشہ کشور
عزیزہ بیگم
عزیزہ بیگم سردار احمد
عزیزہ خورشید

عطیہ محمود
عقیلہ صادق
فاخرہ رشید
فاطمہ احسان الٰہی
فاطمہ فاضل
فرخندہ اختر
فہمیدہ بخاری
فہمیدہ مشتاق
فوزیہ مبشر
فوزیہ منان
منصورہ عزیز حسین
مبارکہ انوار
مبارکہ بشیر
مبارکہ تبسم
مبارکہ قاضی
مبارکہ ملک
مجیدہ بقاپوری
مجیدہ کھوکھر
محمودہ احمد
محمودہ ادیب
محمودہ الماس
محمودہ امۃ السمیع
محمودہ بٹ
محمودہ بشیر
محمودہ چوہدری
محمودہ شوکت
مرزا جہاں بیگ

مریم انیسہ
مریم قادرہ
مسعودہ بیگم صوفی مبارک
مقبول سلیم
مقصودہ بیگم قریشی
ممتاز شاہ
ممتاز فیروزہ
منصور عزیزہ
منور جہاں بیگم
ناصرہ بیگم راجہ بشیر
ناصرہ عصمت اللہ
ناصرہ نسرین
ناظرہ مسعود
نزہت آرا
نزہت نازلی
نسیم سرور مدہوش
نسیم غنی
نسیم ماجد
نسیم مہتہ
نصرت عابد علی
نصرت نورین
نعیمہ پراچہ
نعیمہ فرحت
نعیمہ قادر
نعیمہ ماجد
نفیسہ بیگم سعید
والدہ عبدالحمید
نصرت بشارت
نصرت بیگ
نصرت حبیب
نصرت رشید
نصرت رفیق
نصرت زین
نصرت الاسلام
نصرت جہاں مہر
وزیر بیگم
وسیمہ قدسیہ
وسیمہ ہاشمی
ہاجرہ بیگم
امۃ الحئی شرافت
بیگم منصور

ذکیہ خانم
ظفر جہاں بیگم بھٹی
منور جہاں بیگ
حفیظۃ الرحمٰن تالپور
امۃ الشکور امجد
بشارت بیگم ناصر
ناصرہ بیگم حافظ بشیر
آمنۃ کرامت اللہ
انیسہ رشید
بیگم انصاری
بیگم میجر شمیم احمد
نصیرہ مبارک
پروین مبارک
طلعت منصور
عائشہ بیگم عیسیٰ خان بھاگلپوری
نسیمہ قدسیہ
مریم صدیقہ
امۃ الرفیق پاشا
بشریٰ اشمس
محمودہ احمد

بقیہ صفحہ 70 پر

المحسنات

اِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

(سورۃ احزاب)

"جو تم میں سے پوری طرح اخلاص کے ساتھ اور حسنِ عمل سے نیک اعمال خدا تعالیٰ کے کہنے اور اسوۂ رسول ؐ کے مطابق بجا لائیں گی، اللہ تعالیٰ نے ایسا اجر ان کیلئے مقرر کیا ہے جو عظیم ہے جس سے بڑھ کر کوئی اجر ہمارے تصور میں نہیں آسکتا۔"

(المصابیح ص ۱۴۷)

محسنات محسنہ کی جمع ہے جس کے ایک معنی حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی تحریر کیے ہیں کہ جو عورتیں اپنے فرائض کو احسن طور پر ادا کرنے والی ہوں۔

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو

جمیلہ عرفانی صاحبہ

ناصرات الاحمدیہ کے قیام کے وقت نصرت گرلز ہائی اسکول میں موجود ایک ننھّی بچّی سُرخ رنگ کا ناصرات الاحمدیہ کا بیج ملنے پر مسرور ہو کر دل و جان سے ناصرات اور پھر لجنہ کی تنظیم کے ہر پروگرام میں حصّہ لینے لگی۔ سب سے پہلے امۃ الحی لائبریری کی سیکرٹری کا عہدہ ملا۔ لجنہ مرکزیہ کی سب سے کم عمر ممبر کو کونے میں دَبے ہوئے دیکھ کر حضرت اُمِّ ناصر نور اللّٰہ مرقدہٗ نے دیکھا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور فرمایا خوب تن کر بیٹھا کرو چُھپ کے کیوں بیٹھتی ہو...

کراچی لجنہ کی ابتدائی سرگرم کارکنات میں آپ کا نام نمایاں ہے۔ قُدرتی طور پر قیادت کا ملکہ پایا تھا۔ چنانچہ لجنہ کے حلقوں کے قیام انتخابات عاملہ کے اجلاس بروقت کروا کے ہر حلقہ کو ساتھ لے کر تیزی سے چلتیں سالانہ رپورٹیں لکھ کر طبع کروا کے حضرت مُصلح موعود کی خدمت میں اور مرکز کے اہم دفاتر میں ارسال کرتیں۔ نوجوان تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ایک تنظیم ینگ ویمن ایسوسی ایشن قائم کی جس کا مطمحِ نظر تربیت و اصلاح اور خدمتِ خلق تھا۔ تقریر کی مشق کرانے کے لئے پندرہ روزہ تربیتی کلاس لگائی جس سے کافی ممبرات نے استفادہ کیا اور لجنہ کراچی کو تربیت یافتہ مقررات ملتی رہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ہنگامی طور پر اَنتھک کام کیا۔ لیڈی ڈفرن ہسپتال میں نرسنگ کی تربیت کا انتظام کیا فوجیوں کے لئے سویٹر، ٹوپیاں اور دیگر تحائف جمع کر کے پیکٹ بنائے ایک جلسہ منعقد کروا کے اس اہم ملکی ضرورت کے لئے چندہ کی تحریک اس مؤثر انداز میں کی کہ خواتین نے زیورات اور نوٹوں کی بارش کر دی۔ سٹیٹ بنک کے مینیجر صاحب نے کہا کہ پہلی مرتبہ اتنا سونا ہمارے پاس آیا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کا پروگرام کراچی ریڈیو نے ریکارڈ کیا اور بعد میں جمیلہ عرفانی صاحبہ کی تقریر کا کچھ حصّہ نشر کیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران افریقہ سے ایک خط موصول ہوا کہ ریڈیو پاکستان سے سواحیلی میں پروگرام نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بی بی سی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جمیلہ عرفانی صاحبہ کی تحریک پر ریڈیو پاکستان نے سواحیلی پروگرام شروع کروایا۔ جو اب بھی جاری ہے۔ ان کے کارناموں کی فہرست طویل ہے۔ سب سے اہم بات کراچی لجنہ میں ٹیم ورک کی روح پیدا کرنا اور کام میں لذّت پیدا کرنا ہے۔ یہی سوال جب جمیلہ صاحبہ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا۔

اپنے بارے میں سب سے زیادہ بڑا اعزاز مجھے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے دیا۔ سیرت النبیؐ کا جلسہ تھا۔ حضرت بیگم صاحبہ کی تقریر بھی تھی جب میری تقریر ختم ہوئی تو خود میرے آنسو بہہ رہے تھے جب میں بیگم صاحبہ کے پاس گئی تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے انہوں نے فرمایا۔

"ظالم تُو نے غضب کر دیا تمہارے بعد تو بولنے کو دل نہیں چاہتا" یہ سب سے بڑا خراجِ تحسین تھا جو مجھے حاصل ہوا۔ اس کے بعد مجھے کبھی تعریف کی حاجت نہیں ہوئی"۔

محترمہ نصیرہ النور صاحبہ

اہلیہ محترم شریف احمد وڑائچ صاحب

۱۹۵۷ء سے خدمات کا آغاز کیا۔ کراچی لجنہ کی عمارت کی بُنیادی اینٹوں میں سے ہیں۔ ناظم آباد، پی ای سی ایچ ایس، اور ماڈل کالونی میں حلقے قائم کئے۔ تربیتی کلاسوں اور درس کے اہتمام اپنے مکان پر کئے۔ ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۲ء میں مرکز سے سندِ خوشنودی ملی اس کے علاوہ حسن کارکردگی کے ان گنت انعامات حاصل کئے۔ ۱۹۶۲ء میں ضلع کراچی کی سیکرٹری مال کی ضرورت کے پیشِ نظر اپنی خدمات پیش کیں۔ اور مال کے سارے کام کو باضابطہ بنایا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۶۲ء کو بینک میں اکاؤنٹ پہلا کھلوایا۔ ہر حلقے میں سیکرٹری مقرر کی۔ کچھ رقم جمع ہوئی تو دس، دس ہزار کے دو فکس ڈپازٹ کے سرٹیفکیٹ خریدے جو ۱۹۸۶ء میں کیش کروا کے تیس ہزار روپے کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں برائے اشاعتِ قرآن پیش کی گئی مال کے علاوہ خدمتِ خلق کا بہت کام کیا جس میں ممبرات کے عطیات پُرانے کپڑوں کو دھو کر بٹن وغیرہ ٹانک کر استری کر کے پیکٹ بنانا بھی شامل ہے۔ ۱۹۸۳ء میں کیسٹ پروگرام کے سیلز سیکشن کی انچارج بنیں۔ ۱۹۸۸ء میں شعبۂ اشاعت کا سیلز سیکشن سنبھالا ہوا ہے۔ اس فعّال عہدے دار کی صحت و طمانیت کے لئے دل سے دُعا نکلتی ہے۔

وقفِ جدید

وقفِ جدید کی بابرکت تحریک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۵۷ء میں دیہی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جاری فرمائی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود اعلائے کلمۂ حق کے لئے اپنے قلبِ صافی میں موجزن خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اشاعتِ دین کے لئے .... ہر جگہ واعظ، مُناظِر مقرر ہوں اور (وہ) بندگانِ خُدا کو دعوتِ حق کریں"۔

(نشانِ آسمانی ص۴۴ و تبلیغِ رسالت جلد دوم ص۱۰۳)

وقفِ جدید کی تحریک میں حضور کی اِسی خواہش کی تکمیل کارفرما ہے۔ جیساکہ سیدنا حضرت مُصلح موعُود نے اِس بابرکت تحریک کے اجراء کے سلسلہ میں فرمایا:-

"نوجوان اپنی زندگیاں وقفِ جدید کے لئے وقف کریں - اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے مشابہت حاصل کریں اور حضرت معین الدین چشتیؒ.... حضرت شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء وصوفیاء کے نقشِ قدم پر چلیں اور رُوحانی طور پر ویرانوں کو آباد کریں۔ مُسلمانوں کو تعلیم دیں۔ قرآنِ کریم اور حدیث پڑھائیں - اور اپنے شاگرد تیار کر کے دُور مقامات پر پھیلائیں اور نُورِ اسلام پھیلائیں"۔

(الفضل ۶ر فروری ۱۹۵۸ء)

تحریکِ وقفِ جدید کی اہمیت واضح کرتے ہُوئے حضور نے فرمایا:-

"یہ کام خُدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پُورا ہوکر رہے گا میرے دِل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اِس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں، مَیں اِس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ .....خُدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا"۔

(الفضل ۷ر جنوری ۱۹۵۸ء)

یہ بابرکت تحریک افرادِ جماعتِ احمدیّہ سے دو اہم مطالبے کرتی ہے۔ اوّل یہ کہ ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی دیہی جماعتوں کی بہترین رنگ میں تعلیم و تربیت کرنے کے لیے خدمتِ دین کا بے لوث جذبہ رکھنے والے زیادہ سے زیادہ مُعلّمین فراہم کیے جائیں۔ دوئم یہ کہ تعلیم و تربیت کے اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھنے کے لیے وقفِ جدید کو مالی اعتبار سے مضبوط کیا جائے۔ اوّل الذّکر مطالبہ تو جماعت کے صرف بالغ افراد سے تعلق رکھتا تھا جبکہ مؤخّر الذّکر مطالبہ کو پورا کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہُ اللہ تعالیٰ نے بچّوں اور بچّیوں کو بھی اس مالی جہاد میں شریک فرمایا ہے۔

پاکستان کے طُول عرض میں بھی بفضلہٖ تعالیٰ ۱۹۵۸ء سے ہی وقفِ جدید کے ذریعہ دیہی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کا عظیم کام جاری ہے اور خلافتِ رابعہ کے بابرکت انقلابی دَور میں اِس کام میں غیر معمُولی وسعت پیدا ہُوئی ہے۔ اور اس کے خُوشکن نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ معلّمین اور مالی وسائل کی کمی کو پُورا کرنے اور کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۶ء میں اِس تحریک کو عالمگیر وسعت عطا فرمائی۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وقفِ جدید کے ذریعہ سعید روحوں کو قبولِ احمدیت کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ چندہ دہندگان معلّمین اور کارکنان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اسلام اس بات کو کہتے ہیں کہ کلی خدا کے لئے ہوجانا اور اپنا کچھ باقی نہ رکھنا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

"اسلام نام ہے خدا کے آگے گردن جھکا دینے کا۔"

(ملفوظات جلد ششم)

"اسلام اس بات کا نام ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے خدا کو راضی کیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد ششم)

"اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔"

(ملفوظات جلد سوم)

"فی الحقیقت اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم)

"اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم)

ناصراتِ کراچی ماضی حال

سیدنا حضرت مصلح موعود کی دعا بچوں کے لئے
(بحوالہ الفضل سالانہ نمبر ۱۹۷۰ء)

"اے ہمارے پیارے پیدا کرنے والے خدا ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو ایک ہے۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہم تیرے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے اور تیرے مامور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام احمد قادیانی (آپ پر سلامتی ہو) پر یقین رکھتے ہیں۔ تو ہمارے دل میں اپنی محبت پیدا کر اور اپنے حکموں پر چلنے کی ہمیں توفیق دے۔ ہمیں دین کا علم سکھا اور قرآن جو تیری کتاب ہے پڑھا۔ ہمارے دل میں ماں باپ کا ادب ڈال۔ ہم اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتے داروں سے پیار کریں اور ہمیں گالیاں دینے، لڑنے، بے وجہ غصہ کرنے، چوری کرنے، جھوٹ بولنے، بے شرمی کی باتیں کرنے سے بچا۔ ہم دلیر ہوں ڈرپوک نہ ہوں۔ ہمیں علم سیکھنے کی توفیق دے۔ ہم نکمے اور سست نہ ہوں۔ ہم اپنے سے غریبوں اور کمزوروں پر رحم کرنے والے ہوں۔ ہم حریص اور لالچی نہ ہوں۔ اے اللہ ہمارے بزرگوں پر رحم کر۔ احمدی جماعت کے امام پر اپنا فضل کر اور ان حاکموں کے ماتحت ہمیں بھی دین کے کام کرنے کی توفیق دے اور اسلام کو دوسرے دینوں پر غالب کر۔ اے اللہ ہماری عمروں اور صحتوں میں برکت دے اور تو ہمیشہ ہم سے محبت کیا کر۔" آمین

تاریخ ناصرات الاحمدیہ کراچی

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔

مندرجہ بالا عہد ہے احمدی بچیوں کا جو ایک زندہ اور فعال جماعت کی ابتدائی تربیت گاہ سے صحیح معنوں میں احمدیت کی ناصرات بنتی ہیں۔ بلاشک و شبہ احمدی ماں کی گود تربیت کا اوّلین سکول ہے۔ سات سے پندرہ سال تک کے بچوں کی تربیت میں والدین کے ساتھ جماعت کی تنظیم بھی شامل ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود کی بیدار مغز امامت میں ۱۹۲۸ء میں احمدی بچیوں کی تنظیم ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

کراچی میں ناصرات کی ابتدا ۱۹۵۵ء سے ہوئی۔ بیگم چوہدری محمد عبداللہ خانصاحب اور بیگم مولانا عبدالمالک خانصاحب نے یہ بنیادیں رکھیں۔ ناصرات لجنہ کے اجلاسوں میں ہر جگہ شامل ہوتی تھیں مگر حلقوں میں علیحدہ اجلاسوں اور باقاعدہ ریکارڈ رکھنے کا کام ابتدائی طور پر سعید منزل لالوکھیت اور جیکب لائن میں شروع ہوا۔

۱۹۵۸ - ۸۹ء میں ناصرات کے پچاس اجلاس ہوئے۔ اور ۱۳۷ بچیوں نے امتحان میں شرکت کی۔

۶۰-۱۹۵۹ء میں بیگم مولانا عبدالمالک خانصاحب نے متعدد دورے کئے اور پندرہ حلقوں میں ناصرات کے باقاعدہ اجلاس ہونے لگے۔ اس سال انصار اللہ کے اجتماع کے موقع پر ناصرات کے لئے ایک مقابلے کا امتحان رکھا گیا تھا اس میں ۱۹ ناصرات شریک ہوئیں۔ دو بچیوں نے وظیفہ حاصل کیا اور چار بچیوں نے انعامات حاصل کئے۔ ناصرات نے پیشگوئی مصلح موعود، سیرت حضرت مسیح موعود کے امتحان دیئے۔ مؤخر الذکر امتحان میں زاہدہ نے پاکستان بھر میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ معیار دوم میں سلمیٰ آفتاب نے تیسری پوزیشن لی۔ کل ۱۵۰ اجلاس ہوئے۔

۶۱-۱۹۶۰ء میں محترمہ شوکت گوہر صاحبہ سیکرٹری ناصرات مقرر ہوئیں۔ بھرپور محنت سے ہر شعبہ میں کام شروع کیا۔ گیارہ حلقوں میں ۱۵۰ ناصرات رجسٹرڈ کی گئیں۔ حلقوں کے اجلاسوں کے علاوہ اجتماعی طور پر چار جلسے کئے۔ ۷۵ ناصرات نماز باترجمہ جانتی تھیں اور ۳۰ سیکھ رہی تھیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے والی چار تھیں۔ اس سال نصاب چھپوایا۔ خدمت خلق اور دستکاری کی عملی تربیت دی گئی۔

۶۳-۱۹۶۲ء میں اجلاس ہوئے ایک جلسہ سیرت النبیؐ اور سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس میں مضامین لکھنے کی تربیت دی گئی۔ جس میں ۳۹ بچیوں نے حصہ لیا۔ کتب حضرت مسیح موعود کے نام کلمے، الہامات، درثمین و کلام محمود سے نظمیں یاد کروائی گئیں۔ مرکز کی طرف سے منعقدہ امتحان میں معیار اوّل میں ۱۰۰٪ اور معیار دوم میں ۹۹٪ طالبات کامیاب ہوئیں۔ ایک بچی نے اپنی استانی صاحبہ کو احمدیت سے روشناس کرایا۔ ایک بچی نے ایک شیعہ بچی کو قرآنِ پاک پڑھایا۔ کئی بچیوں نے اپنی ہم عمروں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ خوبصورت چیزیں تیار کر کے نمائش لگائی گئی۔ غرباء کی مدد کرنے کے علاوہ فری ٹیوشن دی گئی۔ چار ناخواندہ بچوں کو پڑھایا گیا۔

اوپر جس اجتماع کا ذکر ہے اس میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے شرکت فرمائی۔ اس میں جمیلہ عرفانی صاحبہ کا تیار کروایا ہوا پروگرام دھنک پیش کیا گیا۔ سات رنگوں کے دوپٹوں میں سات اخلاق پر تقاریر شامل تھیں۔ ایک غیراز جماعت سوسائٹی کے مرتب کردہ تقریری مقابلے میں نصرت عبدالمالک اور امۃ الرشید نے انعامات لئے۔ اس سال ناصرات نے پاکستان بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

۶۴-۱۹۶۳ء میں خوبصورت سبز جھنڈا تیار کیا گیا جس پر "منارۃ المسیح" کے ساتھ "قوموں کی زندگی آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت پر مبنی ہے" تحریر تھا۔

مرکزی امتحان میں ۷۰ بچیاں شامل ہوئیں۔ معیار اوّل میں راشدہ تنویر اوّل اور مسرت کلثوم سوئم رہیں۔ بچیوں نے لٹریچر تقسیم کیا۔ ۱۰۸ اجلاس ہوئے۔ مضمون نگاری کا مقابلہ ہوا۔ سالانہ اجتماع جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوئے۔ حلقہ رامسوامی، جیکب لائن۔ جہانگیر روڈ ایسٹ اور سعید منزل کا کام بہتر رہا۔ نماز باترجمہ کا امتحان لیا گیا۔ مرکز کے امتحان "ہمارا آقا" میں ۷۰ بچیاں شامل ہوئیں۔

پاکستان بھر میں دوم پوزیشن رہی۔

۶۶-۱۹۶۵ء کارکردگی کے لحاظ سے عزیز آباد اوّل۔ ناظم آباد دوم۔ اور سعود آباد و دستگیر سوم رہے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ناظم آباد کے جلسہ سیرت النبیؐ کی صدارت فرمائی۔ تمام حلقہ جات میں ۲۴۳ اجلاس ہوئے۔ مضمون نگاری کا مقابلہ ہوا۔

۶۸-۱۹۶۷ء تجنید ۱۵۰ عملی اجلاس ۱۴۶ ہوئے حلقہ عزیز آباد اوّل، لیاقت آباد دوم اور دستگیر کالونی سوم رہا۔ قرآن پاک سکھانے کے لئے کلاس لگائی گئی۔ کتب سلسلہ احادیث اور دعائیں سکھائی گئیں۔ احادیث نماز اور دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔

سالانہ اجتماع منعقد ہوا مرکز کی طرف سے "سیرہ حضرت مسیح موعود" اور راہِ ایمان کے امتحان میں منصورہ انجم اور بشریٰ قادر اوّل آئیں۔

۷۱-۱۹۷۰ء دورانِ سال گیارہ حلقہ جات میں کام ہوتا رہا۔ تجنید ۲۲۴ ہو گئی۔ سیرۃ النبیؐ کے جلسے ہوئے۔

۷۲-۱۹۷۱ء تجنید ۲۶۸ ہو گئی۔ سیلاب زدگان کی مدد کے لئے پیکٹ بنائے گئے۔ خانہ داری، دستکاری اور ابتدائی طبی امداد کی کلاسیں لگائی گئیں۔ سالانہ اجتماع ربوہ میں تین بچیاں شامل ہوئیں۔ کراچی کی دوئم پوزیشن رہی۔

۷۳-۱۹۷۲ء ۱۰۶ اجلاس ہوئے تجنید ۲۲۴ تھی۔ سالانہ اجتماع میں حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے شرکت فرمائی۔ ناصرات کو چڑیا گھر اور دوسرے تفریحی مقامات کی سیر کرائی گئی۔ دستکاری کی نمائش میں تیار شدہ اشیاء کے معیار کو حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے سراہا اور سیکرٹری نمائش منور جہاں کو تعریفی ریمارکس عطا فرمائے۔ جلسہ سیرۃ النبیؐ کی صدارت حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے فرمائی۔

۷۵-۱۹۷۴ء ضلع کراچی کو ۸ قیادتوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر قیادت کے لئے ایک نگران ناصرات مقرر ہوئیں۔

اس سال تجنید ۳۹۰ رہی۔ نصاب اور معلومات دینیہ طبع کروائی گئیں۔ تین بڑے جلسے ہوئے، سالانہ اجتماع کراچی کے موقع پر قیادت نمبر ایک، دو، تین علی الترتیب اوّل، دوم، اور سوم رہیں۔ قیادت نمبر ایک نے ربوہ سے اوّل انعام لیا۔ اجتماع کی مہمانِ خصوصی حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ تھیں۔ علیحدہ علیحدہ ہر قیادت نے مفصل رپورٹ دی۔ جس میں سب سے خوشکن حصّہ خدمت خلق بچیوں نے سودا سلف لاکر دیا۔ کپڑوں پر ترپائی کی گئی گوٹا لگا کر دیا۔ غیر احمدی بچیوں کو پڑھایا۔ بیماروں کی تیمارداری کی۔ راستوں کی صفائی کی۔ بارش کا پانی گلیوں سے ہٹایا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ کُتب دوسروں کو استفادہ کے لئے دیں۔ بسوں میں دوسرے مسافروں کو جگہ دی۔ پڑوسیوں کو خطوط لکھ کر دیئے اور پانی بھرنے میں مدد دی۔

۷۶۔۱۹۷۵ء میں کل تجنید ۴۲۲ تھی مراکز تعلیم القرآن ۱۵۰ تھے۔ زیرِ تعلیم بچے ۸۴۳ تھے۔ ہر ماہ کے دوسرے جمعہ مجلس عاملہ کی میٹنگ بلائی گئی۔ ۲۶۷ بچیاں امتحان میں شریک ہوئیں۔ نماز کی ڈائریاں چیک کی گئیں۔ دو کتابچے طبع کروائے گئے۔ جلسے اور اجتماعات منعقد کئے گئے۔

۸۰۔۱۹۷۹ء میں تجنید ۵۳۵ ہوگئی۔ ۱۸۵ مراکز تعلیم القرآن میں ۴۳۳ بچے قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ مرکزی امتحان میں ۲۳۷ بچیاں شامل ہوئیں۔ مرکز میں فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس کے لئے کراچی سے ۴۵ بچیاں شریک ہوئیں۔ ہر قیادت میں سالانہ اجتماعات منعقد ہوئے۔

۸۱۔۱۹۸۰ء میں تجنید ۵۵۰ تھی۔ ضلع میں قیادتوں کا نظام ۶ قیادتوں سے بڑھ کر سات قیادتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

۸۲۔۱۹۸۱ء میں تجنید ۵۸۷ ناصرات تھی۔ مرکزی امتحان میں ۴۳۷ ناصرات نے شرکت کی۔ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ منعقد ہوا۔ جس میں ۴۰۰ بچیوں نے شرکت کی۔ ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو احمدیہ ہال میں نگرانات اور ناصرات کی میٹنگ بلائی گئی اور مرکز سے آمدہ ہدایات پہنچائی گئیں۔

۸۳۔۱۹۸۲ء میں تجنید ۶۱۰ ہوگئی۔ مرکزی امتحان میں ۵۲۰ بچیاں شامل ہوئیں۔ جماعت کی طرف سے وقفِ جدید کے لئے ۱۰۰ر یا زائد چندہ دینے والے احمدی بچوں اور بچیوں کی بابرکت تحریک ننھی مجاہدات کے نام سے شروع ہوئی۔ جس میں خدا کے فضل سے ۱۱ ناصرات شامل ہوئیں۔ تعطیلات میں تربیتی کلاسز لگائی گئیں۔ تحریک بیوت الحمد میں کراچی کی بچیوں نے ۴۲۷۳ روپے چندہ دیا۔ ہر ماہ کی تیسری جمعرات کو ضلع کراچی کی نگرانات ناصرات کی میٹنگ احمدیہ ہال میں بلائی گئی۔

۸۴۔۱۹۸۳ء میں تجنید ۶۷۰ ریکارڈ کی گئی مرکزی امتحان میں کراچی کے حالات خراب رہنے کی بناء پر بہت کم ناصرات شامل ہوسکیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ننھی مجاہدات کی تعداد بڑھ کر ۸۳ ہوگئی اور بجٹ ۸۳۰۰/- روپے ہوگیا۔ فالحمدللّٰہ۔ قیادت نمبر ۴ کی ناصرات نے مسجد بیت الہدیٰ میں ایک ہزار روپے پیش کئے۔ بیرونی مراکز کی تحریک میں ناصرات نے تقریباً دو ہزار چندہ دیا۔ ایک بچی عزیزہ آباد کی امت العزیز نے اپنی طلائی بالیاں اور نگی ٹاؤن کی خزینۃ الاسلام نے ۱۰۰ روپے کے پرائز بانڈ چندہ میں دیئے۔ ہر ماہ کی تیسری پیر کو نگران ناصرات ضلع کراچی کی میٹنگ احمدیہ ہال میں بلائی جاتی ہے۔ ضلع کراچی کو بہترین کارکردگی کی سند خوشنودی ملی۔

ضلع کراچی کی ایک بچی نے مرکزی مقابلہ مقالہ نویسی میں دوم دوسری بچی نے چہارم پوزیشن حاصل کی۔

۸۵۔۱۹۸۴ء تجنید ۷۰۳ تھی ضلع کراچی کے حالات خراب ہونے کی بناء پر صرف ۳۷۰ بچیاں مرکزی امتحان دے سکیں۔ ضلع بھر میں ۵۰ جلسہ ہائے سیرت النبیؐ ناصرات کے منعقد ہوئے ضلع میں بعض قیادتوں میں پندرہ روزہ اور بعض میں ہفتہ وار اجلاس ہوتے۔ مہینے کی تیسری جمعرات کو نگرانات۔ ناصرات کی میٹنگ احمدیہ ہال میں بلائی جاتی رہی۔ شعبۂ تعلیم القرآن میں خدا کے فضل سے تقریباً ۱۹۰ مراکز میں بچیاں قرآن شریف کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ تعطیلات میں ضلع بھر کے لئے اپنی اپنی قیادتوں میں تربیتی کلاسیں لگائی گئیں۔ ننھی مجاہدات کی تعداد خدا کے فضل سے ۸۳ سے بڑھ کر ۱۶۲ تک پہنچ گئی۔ الحمدللّٰہ۔

۸۶۔۱۹۸۵ء میں تجنید ۷۱۰ ہوگئی۔ مرکز کی ہدایت پر قیادتوں کی سطح پر امتحان لیا گیا۔ اور سندات بھی ضلع نے ہی چھپوا کر تقسیم کیں۔ ناصرات کو انعام تقسیم کئے گئے۔ ضلع میں کم از کم ۶۰ جلسہ ہائے سیرت النبیؐ منعقد ہوئے ضلع میں کراچی کا سالانہ اجتماع احمدیہ ہال میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے بے حد سراہا۔ پوری قیادتوں میں مرکزی لائحہ عمل کے مطابق اجتماع منعقد ہوئے۔ جن میں نگران ناصرات شامل ہو کر ہدایات دیتی رہیں۔ ننھی مجاہدات کی تعداد ۲۶۰ ہوگئی۔

۸۷-۱۹۸۶ء میں تجنید ۲۰۷ تھی۔ شہر بھر میں شدید مخدوش حالات کی بناء پر بعض علاقہ جات میں بچیوں کو اکٹھا نہیں کیا جا سکا۔ تاہم ۳۰۵ بچیاں امتحان میں شامل ہوئیں۔ ہر ماہ کی پہلی پیر کو ضلع بھر کی نگرانات کی میٹنگ ہوتی رہی تمام قیادتوں میں سالانہ اجتماعات مرکزی لائحہ عمل کے مطابق ہوئے۔ ننھی مجاہدات خدا کے فضل سے ۳۰۰ تک پہنچ گئیں جلسہ ہائے سیرت النبیؐ ۶۵ ہوئے۔ ربوہ میں تعلیم القرآن کلاس میں میٹرک کی فارغ شدہ طالبات نے شرکت کی۔ کراچی میں سات قیادتوں کو مزید تقسیم کر کے گیارہ قیادتیں بنائی گئیں اس کے ساتھ ہی ناصرات الاحمدیہ کا کام اسی تناسب سے پھیل گیا۔

۸۸-۱۹۸۷ء میں تجنید ۱۰۷ ممبرات تھی۔ کراچی میں پرچہ جات تیار کر کے امتحان لیا گیا اور نتائج مرکز کو ارسال کئے گئے تا سندات وہاں سے آسکیں سالانہ امتحان میں ۵۲۰ بچیاں شامل ہوئیں تمام قیادتوں نے سالانہ اجتماع مرکزی لائحہ عمل کے مطابق منعقد کروائے اور تمام اجتماعات میں ضلعی نگران نے شمولیت کی۔

قیادت نمبر ۲ میں جہاں کام کی رفتار کافی سست تھی۔ تسلی بخش ترقی ہوئی اور سالانہ اجتماع خاصا اچھا رہا۔

ننھی مجاہدات ۳۲۵ ہو گئیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

اب صرف ننھی مجاہدات کا بجٹ ہی ۳۰۰۰ سے بڑھ گیا....

جب کہ پہلے پورے ضلع کا وقفِ جدید کا بجٹ ۵۰۰۰ تک تھا۔

۸۹-۱۹۸۸ء تجنید ۷۹۰۔

۲۳، ۲۴ مارچ ۱۹۸۹ء کو ضلع کراچی نے احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر منایا اور اس کے بعد گویا پورے ضلع میں جشن ہائے تشکر کا بھرپور سلسلہ شروع ہو گیا۔ تمام قیادتوں میں ناصرات الاحمدیہ نے علیحدہ یا لجنہ اماء اللہ کے ساتھ مل کر بہترین اور خوبصورت رنگ میں جشن تشکر منایا۔

ضلع کی سطح پر ناصرات الاحمدیہ کا عظیم الشان جشن تشکر ۲۳ جولائی ۱۹۸۹ء کو منایا گیا جو انتظامی لحاظ سے اور معیار کے اعتبار سے انتہائی کامیاب تھا۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی محترمہ سلیمہ میر صاحبہ نے انتہائی خوبصورت الفاظ میں جلسہ کو سراہا

ہر ماہ کی پہلی پیر کو نگرانات ناصرات ضلع کراچی کی میٹنگ ضلعی نگران کے ساتھ احمدیہ ہال میں ۱۱ بجے ہوتی ہے مرکز سے آمدہ ہدایات نگرانات کو پہنچائی جاتی ہیں جو اپنی اپنی قیادت میں سیکرٹریز کی میٹنگ بلا کر یہ ہدایات اُن تک پہنچاتی ہیں۔

جشن صد سالہ کے سلسلہ میں مرکز میں منعقد ہونے والی نمائش کے لئے ضلع کراچی کی قیادت نمبر ۱، ۲، ۴، ۶، ۱۰ کی طرف سے مختلف اشیاء ربوہ بھجوائی گئیں۔

سالانہ امتحان ضلع کراچی نے خود پرچہ جات مرتب کر کے لیا۔ ۵۲۵ بچیاں امتحان میں شامل ہوئیں۔

تمام ضلع میں دو، دو مرتبہ تربیتی کلاسز لگائی گئیں

مختلف قیادتوں میں سالانہ اجتماعات منعقد ہوئے بعض قیادتوں میں حالات کی خرابی کی بناء پر اجازت نہیں مل سکی۔

دوران سال ضلعی نگران نے کم از کم ۲۰ دورہ جات کئے۔

۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کو سالانہ جلسہ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ بہترین کارکردگی پر عاملہ ناصرات الاحمدیہ کو انعامات دیئے گئے جس میں اُمہات سے تعاون کی اپیل کی گئی۔

ضلع بھر میں کم از کم دو مرتبہ مرکزی نصاب یاد کروایا گیا۔

ننھی مجاہدات کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ بڑھتے ہوئے ۳۵۰ تک پہنچ گئی۔

سالانہ اجتماع مرکزیہ ۱۹۸۹ء میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے نگران ناصرات الاحمدیہ ضلع کراچی سیدہ ناصرہ لطیف کو بہترین کارکردگی پر انعام دیا گیا۔

"...... بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔
تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دُنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دُنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے انعام پاویں۔"

(الوصیت صـ ۱۳)

قرآن پاک کا کم از کم ایک پارہ حفظ کرنے والی

خوشِ نصیب ناصرات

۱۔ وجیہہ طاہر بنت ڈاکٹر داؤد احمد طاہر — قیادت نمبر ۲
۲۔ بشریٰ پروین بنت فضل احمد صاحب — " " ۴
۳۔ امۃ الرؤف بنت چوہدری منظور مستجاب احمد صاحب — " " ۴
۴۔ امۃ العزیز " " " " — " " ۴
(اب لجنہ میں ہیں لیکن ناصرات ہی کی عمر میں حفظ کیا)
۵۔ بشریٰ رشید بنت چوہدری عبدالرشید انور صاحب — " " ۴
(اب لجنہ میں ہیں لیکن ناصرات کی عمر میں حفظ کیا)
۶۔ رشیدہ ارم بنت حمید احمد صاحب — " " ۱۳
۷۔ صائمہ کنول بنت چوہدری عبدالرشید انور صاحب — " " ۴
۸۔ ساجدہ پروین بنت فضل احمد صاحب — " " ۴
۹۔ عطیۃ العلیم بنت محمد ابراہیم شمس صاحب — " " ۴
۱۰۔ مصباح اشفاق بنت اشفاق احمد صاحب — " " ۱۰
۱۱۔ غزالہ گل بنت چوہدری نصیر الدین صاحب — " " ۶
۱۲۔ خالدہ اسحٰق صاحبہ بنت محمد اسحٰق صاحب — " " ۶
۱۳۔ منصورہ غنی بنت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب — " " ۶
۱۴۔ امۃ القدیر مالک بنت عبدالمالک صاحب — " " ۸

بورڈ کے امتحانات میں امتیاز

۱۔ امۃ الصبور قریشی بنت قریشی ناصر احمد صاحب — قیادت نمبر ۱
میٹرک بورڈ میں اوّل پوزیشن ۔ ۲۔ گولڈ میڈل
۲۔ خولہ خضر بنت سید یحییٰ خضر صاحب — قیادت نمبر ۱
میٹرک میں تیسری پوزیشن
۳ عابدہ پروین بنت فضل احمد — قیادت نمبر ۱
میٹرک میں دوسری پوزیشن

غیر از نصابی سرگرمیوں میں امتیاز

۱۔ صائمہ بشریٰ بنت شیخ شریف احمد صاحب — قیادت نمبر ۴
آل پاکستان پوسٹر مقابلہ میں (اسلام آباد سے پہلا انعام اور صدارتی ٹیلنٹ اسکالرشپ)

۲ مریم باسط بنت عبدالباسط صاحب ۔ آل کراچی پینٹنگ مقابلہ میں گولڈ میڈل۔

۳۔ قرۃ العین بٹ بنت مبارک احمد بٹ صاحب، قیادت نمبر ۱۱
مقابلہ تقریر "حضرت رسول کریم بحیثیت سیاستدان" (ا) ۱۳ اسکولوں کے درمیان مقابلہ میں ۔ دوسرا انعام حاصل کیا۔
(ب) ٹیبلو میں خصوصی انعام اور سرٹیفکیٹ۔

۴۔ سمیرا حبیب بنت حبیب اللہ صادق صاحب۔ قیادت نمبر ۱۱
(ا) بین الکلیاتی مباحثہ بعنوان "آج کا نوجوان بے قصور ہے" موافقت میں تیسرا انعام۔
(ب) تھیوسوفیکل ہال میں مقابلہ تقاریر۔ بعنوان "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" دوسرا انعام۔
(ج) یوم آزادی پر تقریری مقابلہ۔ بعنوان "صد شکر کہ ہم آزاد ہیں" پہلا انعام۔

فہرست عہدیداران
ناصرات الاحمدیہ کراچی

۱۹۵۶-۵۷ء — محترمہ بیگم چوہدری عبد اللہ خانصاحب
۱۹۵۷-۵۸ء — محترمہ بیگم مولانا عبدالمالک خانصاحب
۱۹۵۸-۵۹ء — ″ ″ ″ ″ ″ ″
۱۹۵۹-۶۰ء — ″ ″ ″ ″ ″ ″
۱۹۶۰-۶۱ء — محترمہ شوکت گوہر صاحبہ
۱۹۶۱-۶۲ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۶۲-۶۳ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۶۳-۶۴ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۶۴-۶۵ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۶۵-۶۶ء — محترمہ امۃ الودود کھوکھر صاحبہ
۱۹۶۶-۶۷ء — ″ ″ ″ ″ ″
۱۹۶۷-۶۸ء — محترمہ خورشید عطاء صاحبہ
۱۹۶۸-۶۹ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۶۹-۷۰ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۷۰-۷۱ء — ″ ″ ″ ″
۱۹۷۱-۷۲ء — محترمہ امۃ الودود کھوکھر صاحبہ

مطابق سال	نگران ضلع	نگران قیادت نمبر ۱	نگران قیادت نمبر ۲	نگران قیادت نمبر ۳	نگران قیادت نمبر ۴	نگران قیادت نمبر ۵	نگران قیادت نمبر ۶	نگران قیادت نمبر ۷
۱۹۷۲-۷۳ء								
۱۹۷۳-۷۴ء	بشریٰ سعادت صاحبہ	بشریٰ سعادت صاحبہ	مریم ناز صاحبہ	بیگم ملک مبارک احمد	صادقہ قمر صاحبہ	محمودہ بٹ صاحبہ	ممتاز فیروزہ صاحبہ	اس وقت ۶ ہی قیادتیں تھیں
۱۹۷۴-۷۵ء	″	″	″	″	″	فہمیدہ اختر صاحبہ	″	
۱۹۷۵-۷۶ء	″	حامدہ مبشر صاحبہ	مبشرہ قادر صاحبہ	بشریٰ محمود صاحبہ	″	ذر شہوار صاحبہ	″	
۱۹۷۶-۷۷ء	″	″	″	″	″	″	″	

مطابق سال	نگران ضلع	نگران قیادت نمبر ۱	نگران قیادت نمبر ۲	نگران قیادت نمبر ۳	نگران قیادت نمبر ۴	نگران قیادت نمبر ۵	نگران قیادت نمبر ۶	نگران قیادت نمبر ۷
۷۸ - ۱۹۷۷ء	بشریٰ سعادت صاحبہ	حامدہ مبشر صاحبہ	مبشرہ قادر صاحبہ	بشریٰ محمود صاحبہ	صادقہ قمر صاحبہ	ذرشہوار صاحبہ	ممتاز فیروزہ صاحبہ	اس وقت ۶ ہی
۷۹ - ۱۹۷۸ء	//	//	//	//	//	//	//	قیادتیں تھیں
۸۰ - ۱۹۷۹ء	صادقہ قمر صاحبہ	عزالہ پروین صاحبہ	مبشرہ قادر صاحبہ	//	//	نگہت یاسمین صاحبہ	//	//
۸۱ - ۱۹۸۰ء	//	حامدہ مبشرہ صاحبہ	نعیمہ قادر صاحبہ	//	سعدیہ حفیظ صاحبہ	محمودہ ادیب صاحبہ	//	//
۸۲ - ۱۹۸۱ء	//	محمودہ امۃ السمیع صاحبہ	//	ثمرینہ ہاشمی صاحبہ	مبارکہ بشیر صاحبہ	//	نصرت نورین راجہ صاحبہ	بیگم مبارک احمد صاحب
۸۳ - ۱۹۸۲ء	//	امۃ الجمیل کھوکھر صاحبہ	//	//	//	//	//	//
۸۴ - ۱۹۸۳ء	محترمہ ناصرہ لطیف صاحبہ	//	بشریٰ چغتائی صاحبہ	امۃ الرشید صاحبہ	مبارکہ بشیر صاحبہ	//	ممتاز فیروزہ صاحبہ	بیگم مبارک احمد بٹ صاحب
				امۃ الحنان صاحبہ			نُصرت نورین صاحبہ	
۸۵ - ۱۹۸۴ء	//	//	//	//	//	//	امۃ القدیر فرحت صاحبہ	//
۸۶ - ۱۹۸۵ء	//	//	//	مبشرہ لطیف صاحبہ	//	//	محترمہ فریدہ حسن صاحبہ	محترمہ فرحا ماہم صاحبہ
۸۷ - ۱۹۸۶ء	//	//	//	امۃ المعین صاحبہ	//	//	//	//
۸۸ - ۱۹۸۷ء	//	//	//	//	//	محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ	محترمہ سابیہ حمید صاحبہ	محترمہ درخشندہ انیس
۸۹ - ۱۹۸۸ء	//	//	//	//	محترمہ عارفہ منان اور اب آنسہ صاحبہ کام کر رہی ہیں۔	//	//	محترمہ شاہانہ وقار

مطابق سال	نگران قیادت نمبر ۸	نگران قیادت نمبر ۹	نگران قیادت نمبر ۱۰	نگران قیادت نمبر ۱۱
۸۵ - ۱۹۸۴ء	امۃ المومن کھوکھر صاحبہ	بشریٰ بٹ صاحبہ	ممتاز فیروزہ صاحبہ	بیگم مبارک احمد بٹ صاحب
۸۶ - ۱۹۸۵ء	// //	فوزیہ منان صاحبہ	//	// //
۸۷ - ۱۹۸۶ء	// //	محترمہ امۃ الشافی صاحبہ	راضیہ سرفراز صاحبہ	عالیہ بٹ صاحبہ
۸۸ - ۱۹۸۷ء	// //	// //	//	//
۸۹ - ۱۹۸۸ء	// //	منزہ نوید	//	//

محترمہ سرور عبدالمالک صاحبہ

صاحبزادی سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ ربوہ تحریر فرماتی ہیں۔

"اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالمالک صاحب نے اپنے قیام کراچی کے دوران جو لجنہ کا کام کیا ہے وہ لکھ کر دیا ہے اپنے حلقہ دارالصدر شرقی نمبرا میں بھی انہوں نے بہت محنت، جانفشانی اور حقیقی جذبہ سے کام کیا ہے آپ نے خوابیدہ محلے کو بیدار کر دیا ہے۔ اس محلے نے قابلِ تعریف ترقی کی ہے اب یہ محلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بیدار اور فعال حلقوں میں شمار ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں آئندہ بھی اس سے زیادہ ہمت، شوق اور ولولے سے کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مندرجہ بالا خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ روشن شمعیں جہاں بھی ہوں اپنے ماحول کو روشن رکھتی ہیں۔ کراچی لجنہ اماء اللہ کو اس شمع کی روشنی سے ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۱ء تک متمتع ہونے کی سعادت ملی۔ آپ کو جو عہدہ بھی دیا گیا بشاشتِ قلب سے اپنے فطری حُسنِ انتظام کی وجہ سے بہترین طریق سے کیا۔ آپ ایسی عہدے دار ہیں جو نئی عہدیداروں کو جنم دیتی ہیں اور تربیت و اصلاح کے بعد ایسی لیڈرز تیار کرتی ہیں جو ان کی روشنی لے کر خدمت کے میدان میں نکل آتی ہیں۔ خلفائے وقت کی خوشنودی حاصل کی۔ اپنے بچوں کی مثالی رنگ میں تربیت کی۔ انتہائی کفایت و سلیقہ سے بچت کر کے جماعتی ضروریات کے لئے ہر چندہ میں حصّہ لیتی ہیں۔ موصیہ ہیں۔ آپ کی روحانی اولاد میں ایک (سابق عیسائی) خاتون ہیں جو سلسلہ میں شامل ہوئیں۔ خدا تعالےٰ قبول فرمائے اور ہر آن حافظ و ناصر ہو آمین۔

محترمہ شوکت گوہر صاحبہ

محترم مولانا عبدالمالک خاں صاحب کی دُختر ہیں شیرِ مادر کے ساتھ خدمتِ دین کا جذبہ رگوں میں اُترا۔ ناصرات الاحمدیہ کراچی کی محسن ہیں۔ حسن کارکردگی کے متعدد انعامات و سندات حاصل کئے۔

محترمہ امتہ الودود کھوکھر صاحبہ

عرصۂ خدمت ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۸ء دوبارہ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۲ء

محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اور محترم صدرالدین کھوکھر صاحب کی صاحبزادی ہیں، والدہ خدمتِ خلق کی عادی تھیں گھر کی تربیت نے خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کیا اور پوری تندہی سے مفوضہ فرائض سر انجام دیتی رہیں۔ محترم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب واقف زندگی مربی سلسلہ سے شادی کے بعد مغربی، مشرقی افریقہ، بریڈفورڈ لندن اور کینیڈا میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی خدا تعالیٰ نافع الناس زندگی سے نوازے۔

مکرمہ خورشید عطا صاحبہ

رفیق ابنِ رفیق حضرت مسیحِ موعود حضرت مرزا صالح علی صاحب ابن مکرم مرزا صفدر علی صاحب کی دُختر ہیں۔ ۴۹-۱۹۴۸ء میں قادیان سے ہجرت کی کنری ضلع تھرپارکر سندھ میں نُصرت گرلز سکول کا قیام عمل میں ہوا تو اولین مدرسہ کا کام کیا۔ ان کی والدہ مکرمہ امتہ اللہ صالحہ صاحبہ صدر لجنہ کنری کے ساتھ دینی کاموں میں معاونت کی یہ ابتدائی تربیت ساری عمر کام آرہی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۶۲ء میں ایم اے سائیکالوجی کیا۔ ۱۹۶۵ء میں شادی کے بعد کراچی آئیں اور لجنہ میں مختلف عہدوں پر مستعدی سے کام کرنے لگیں۔ ۱۹۸۱ء میں نگران قیادت نمبر۴ مقرر کی گئیں۔ اور اب تک بہت خوش اسلوبی سے کام کر رہی ہیں ان کا نمایاں وصف اپنے ساتھ فعال ٹیم تیار کرنا ہے۔

محترمہ سیّدہ بشریٰ سعادت صاحبہ

بنت محترم سید سعید خالد صاحب مرحوم

۱۹۶۴ء سے ناصرات کی خدمت بحیثیت جنرل سیکرٹری ناصرات حلقہ سعید منزل شروع کی۔ حسن کارکردگی کے پیشِ نظر ۱۹۷۲ء میں پورے کراچی کی جنرل سیکرٹری ناصرات بنادیا گیا۔ نماز کی ڈائریاں بنوانا۔ اجلاسوں میں باقاعدگی نصاب کی سبقاً سبقاً تیاری اور پُرجوش بھرپور تیاری سے بارونق اجتماعات ان کی قیادت میں ہوئے۔ محنت سے جھنڈا تیار کروایا جو اوّل رہا۔ بچیوں سے مدد لے کر سیلاب زدگان کے لئے سامان جمع کر کے پیکٹ بنوائے۔ متعدد اسناد خوشنودی حاصل کیں۔

محترمہ صادقہ قمر صاحبہ

حضرت پیر محمد صاحب رفیق مسیح کی پڑپوتی ہیں۔ والدین نے اس رنگ میں تربیت کی کہ خدمت دین کو ہر کام پر اولیت دینے کا جذبہ پیدا ہوا۔ بہت چھوٹی عمر سے ناصرات کا کام سنبھالا۔ پہلے اپنے حلقہ دستگیر اور پھر قیادت ۲ میں سیکریٹری ناصرات کی سیکریٹری منتخب ہوئیں۔ انکے زمانے میں ناصرات الاحمدیہ کراچی بے حد مستعد اور فعال ناصرات میں شمار ہونے لگی۔ شادی کے بعد کنوی چلی گئیں اور اب وہاں کی لجنہ کی ایک فعال مدیدا رہیں۔

سیّدہ ناصرہ لطیف اہلیہ مرزا ہارون علی

حضرت صاحب زادہ سید عبداللطیف شہید کے صاحب زادے محترم صاحب زادہ محمد طیب صاحب کی دختر ہیں۔ جامعہ نصرت سے گریجویشن کیا اور حضرت خلیفہ المسیح الثالث کے خصوصی دینی نصاب کے امتحان میں اول رہیں۔ ۱۹۷۷ء میں شادی کے بعد حلقہ عزیز آباد کی سیکریٹری ناصرات کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ موصیہ ہونے کی سعادت کی وجہ سے پابندی سے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتی ہیں۔ شاعرہ ہیں اور حضور ایدہ ولودود نے ذاتی قلم دے کر مستند اہل قلم کا اعزاز بخشا۔ مقررہ ہیں۔ جلسہ سالانہ ۸۳ء میں خواتین میں تقریر کی۔ ۱۹۸۳ء میں ضلع کراچی کی ناصرات الاحمدیہ کی نگران مقرر کی گئیں اور اسی سال ربوہ سے سند خوشنودی حاصل ہوئی۔ یہی اعزاز ۱۹۸۸، ۱۹۸۹ میں ملا۔ عزیز آباد میں دو سال سے درس قرآن دے رہی ہیں۔ تعلیمی و تربیتی کلاسز میں لیکچر دیئے۔ ان کے عہد نگرانی میں سب سے نمایاں وقف جدید کے چندہ میں اضافہ ہے جو ۴۰۰۰۰ تک پہنچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ مقبول خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ (آمین)

ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

ناصرات الاحمدیہ کے لیے ایک پیغام

تم نے خالق سے وفاداری کی کھائی ہے قسم
اپنے اللہ سے کیا قول نبھانا ہے تمھیں!

پھر سے دنیا میں محمدؐ کی حکومت کے لیے
کفر و بدعت کو جہاں بھر سے مٹانا ہے تمھیں!

شفقت و پیار کی تعلیم ملی ہے تم کو
نفرت و غیض و غضب جگ سے مٹانا ہے تمھیں

تم دیا بن کے چمکتی رہو اندھیاروں میں
تھام کر ہاتھ زمانے کو چلانا ہے تمھیں

جان ہو مال ہو اولاد ہو یا وقت سنو
سب ہیں اللہ کے، دنیا کو سکھانا ہے تمھیں

تم سے وابستہ ہے اک قوم کی تقدیر لطیف
درِ خالق پہ زمانے کو جھکانا ہے تمھیں

سیدہ ناصرہ لطیف
(سکریٹری ناصرات الاحمدیہ، ضلع کراچی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

"عقیدہ کی روح سے جو خدا تم سے چاہتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں، مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔"

(کشتی نوح)

"ہمارا صرف ایک یہ رسول ہے اور صرف ایک یہ قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم)

"ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم)

"آنحضرت صلی اللہ علی وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا۔"

(نجم الھدیٰ)

"پس ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان میں تعریف لیا گیا۔"

(نجم الھدیٰ)

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی)

"ابتدائے اسلام میں جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا۔ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہؓ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہؓ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں۔"

(ملفوظات جلد نہم)

"جس قدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تھیں وہ سب کی سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم)

"اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اتم اور اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

(کتاب البریہ)

"پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر اور کوئی معزز و مکرم نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم)

"ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"

(تریاق القلوب)

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔"

(سراج منیر)

"تم خوش ہواور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا- خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو- گالیاں سنو اور چپ رہو- ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو، تاکہ آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے- یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے- اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے- دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے- پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے- کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے' اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشا کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے' کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے؟ اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے؟ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا- خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے- سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا"-

(تذکرۃ الشہادتین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Al Mehrab

Ahmadiyya Centenary
Thanksgiving Celebrations
1889 - 1989

LAJNA IMAILLAH KARACHI

Editorail Board

Patron................ Mrs. Saleema Meer
(President Lajna Karachi)

Advisor................ Mrs Amtul Rafique Pasha

Editors............... Mrs Amtul Bari Nasir
Mrs. Nigar Aleem

Publisher............. Sultan Ahmed Tahir
23-E PECHS Karachi

For Members of Jama'at Ahmadiyya Only

Hazrat Mohammad

(peace be upon him)

Translation of Urdu poetry

of

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad,

The Promised Messiah

That blessed and great
Leader, from whom proceeds
All the light — his name
Is Mohammad, and he alone
Is my friend, my dearest
Well Beloved !

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

All the Prophets
Are faultless and holy,
Each better than the other :
But coming from the Lord God,
The highest, and the best
Among them all, without doubt,
Is Mohammad himself !

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

He is better far than all
Have gone before !
In excellence like the moon :
Every discerning eye
To him is turned, since
He alone has the light
And the splendour
Of the full moon !

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

Those that had gone
Before, from weariness,
They collapsed on the way :
He alone can steer across
To the other shore !
For him, let my life
Be sacrificed, for he alone
Is the captain and master
Of the boat !

پہلے تو راہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس نا خدا یہی ہے

The Promised Messiah, peace be on him, wrote:

"Harken, all ye people. This is a prophecy of Him Who had created heaven and earth. He will spread this Community of His in all countries and will make it supreme over all, through reason and arguments. The days are coming, indeed they are near, when this will be the only religion which will be held in honour. God will bestow extraordinary blessings on this religion and Movement. He will frustrate everyone who seeks to destroy it. This supremacy will last till the Judgment Day.

"Remember that no one will descend from heaven. All our opponents who are alive will pass away and no one will see Jesus son of Mary descending from heaven. Then their next generation will pass away and no one of them will see this spectacle. Then the generation next after that will pass away without seeing the son of Mary descending from heaven. Then God will make them anxious that though the time of the supremacy of the cross had passed away and the world had undergone great changes, yet the son of Mary had not descended from heaven. Then the wise people will suddenly discard this belief. The third century after today will not yet have come to a close when those who hold this belief, whether Muslims or Christians, will lose all hope and will give up this belief in disgust. There will then be only one religion that will prevail in the world and only one leader. I have come only to sow the seed, which has been sown by my hand. Now it will sprout and grow and flourish and no one can arrest its growth."

(*Tazkaratush Shahadatain*, pp.64-65)

Hazrat Mirza Ghulam Ahmed Qadiani

The Promised Messiah.

Lines from "Dur-e-Sameen"

Translation of Urdu poetry
of
Hazrat Mirza Ghulam Ahmad,
The Promised Messiah

How very clearly manifest
Is the light of that Source
Of all kinds of light,
That the entire universe
Has turned into a mirror,
For the eyes to catch
The fullest reflection
Of the Divine Being,
The Lord God Himself!

Looking at the moon,
Last night, I was thrown
Into a great agitation,
And a restlessness of the mind:
For, to a certain extent,
It carried a suggestion
Of the beauty and charm
Of my Beloved !

Wonderful, indeed,
Is the manifestation
Of Thy power, on all sides :
It does not matter,
In the least, which way
I turn to look ; for even
That way, in itself, turns out
To be the right path
For obtaining a vision
Of Thee !

Waves of Thy beauty
Are to be seen
In the effulgence
Of the sun ; and every star
Carries a beam
Of Thy flash !

With Thine own hands
Hast Thou sprinkled biting salt
On the wounded souls :
So, naturally therefore,
On every side, now,
Is raging a tumult
Of the waxing cries of love,
Wrung from the desolate heart
Of the disconsolate lovers !

How marvellous,
Indeed, are the qualities
Thou hast made inherent
In every particle,
In every grain of sand :
And who is there
Can read the immense
Meaning of these profound
Mysteries !

The human mind
Fails, absoultely, to fathom
The immensity of Thy powers :
And who is there can unravel
These difficult knots !

That I be able to meet
Thee, I have mingled
With the dust, hoping, thereby,
To find some remedy, would put
An end to this torture
Of separation !

Not even
For a single moment,
Do I find any rest,
Any peace, without Thee :
My life is sinking,
As sinks the heart
Of a patient, stricken down
By some mortal disease !

What is the meaning
Of these cries, this noise,
This tumult, in Thy lane ?
Turn Thy attention, immediately,
Lest a poor mortal,
Caught in the violent throes
Of love, should finally come
To lose his life !

STATUS OF WOMEN IN ISLAM

Translated and adapted from an address of Hazrat Khalifatul Masih IV to Lajna Imaillah on August 1, 1987

By Sureayya Hamza

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ
وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي
الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا
عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا

Sura Al Nisa Verse 35

Europeans object that according to the Quran God has created man superior to woman and therefore he has every right to order about woman as he likes. Now let us analyse the verses:-

The word قوام means something which has the correcting or reforming quality. Thus قوام would be used for a person who carries the responsibility of the reformation of society. The primary responsibility of the social reformation of women rests on men. If there is a deterioration in the social behaviour of women and if this leads to liberties that run against the principles of Islam and disorientatesfamily life, men are to be held primarily responsible for such because God has given this responsibility to men. This responsibility has been placed on the shoulders of men because بما فضل الله بعضهم على بعض God has endowed certain inborn faculties exclusive to each of His creations. As a corollary thereof some of His creations are selectively superior to others in certain ways. قوامون describes only one aspect of superiority of men over women. This does not mean that men are superior to women in all other aspects, too.

Now, another meaning of the word قوام is 'strong'. And, the 'Fair Sex' is accepted to be delicate even in the West. There is no doubt that man is physically stronger than woman. If this is not so, why then, are sports and games held, even on international level, separately for men and women. If they desire to believe the Holy Quran, they should do so practically and not verbally alone. This is a fact which even the collected efforts of all women liberation movements, the world over, cannot belie.

وانفقوا من اموالهم Under the economic system of Islam, man is responsible for providing necessities of life to his family. Now this is clear that a giving-hand is always the upper one and thus has certain superiority over the receiving one. Don't we see this in the attitude of donor nations as against the acceptors. The so-called developed nations of Europe and America cannot comprehend this because their woman is obliged to work in order to share the economic burden with her man and call this equality of sexes. She works in the house, she gives birth to children, she earns and if they are separated, their possessions are equally divided between husband and wife, even if all of it is on the other hand, earned by the wife. In the economic system of Islam, women

carry no such responsibility. She is free to earn if she so likes and has the right to spend her earnings as she likes.

فالصلحت قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله

The above verse highlights the dignifying virtues of faithful women folk condescending attitude towards them in acknowledging their selective virtues. Quran gives cover to isolated instances of possible hostilities on the part of a woman tending to physical violence that a man may occasion to encounter. Propounders of law of equality may advocate retaliation to balance the action. However in an exceptional situation such as this, Quran appeals to the faculties of manhood and expects the matter to be resolved through principles of rationality. It is because the word "Qawwam" can not be equated with imprudence or ignominy.

The belief of the people of the West that the Quran teaches inequality is proved to be a wrong and baseless accusation with this verse. There are other verses of the Holy Quran which also prove this statement to be wrong.

(a) ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف وللرجال عليهن درجه

'Men are superior to women in certain ways but in spite of that they enjoy equal rights.'

The Holy Quran also says:

(b) هن لباس لهم و انتم لباس لهن

meaning that 'they enjoy equal rights and responsibilities in such a manner as if 'you are a cover unto them and they are a cover unto you' i.e. all the functions of cover/dress, in every respect, are to be fulfilled by men and women for each other.

Now let us see what those nations and religions, who criticise the teachings of Islam, have to say about the status of women. Here there is a misconception. The western civilisation is compared with Islam as a religion. Although the comparison should be between the teachings of Islam and the teachings of other religions i.e. Christianity, Judaism, Hinduism. In other words the teachings of the Bible, Torah, Vedas be proved superior to the teachings of the Holy Quran. When we examine the other religions we find that either no mention is made of the position of women in them or if it is made, it is in such a degrading and disgraceful manner that the ungodly features seem to wash the sublimeness of religion in one stroke, and if one is to judge these religions on this basis alone, one would not only turn against those religions but would doubt the very existence of God.

Torah and Bible say that women are under total subjugation of their men. They should suffer beating and humiliation as they have no right to question the actions of their men. They are not allowed to ask any questions in the church. They are only to obey and to keep silent. They are not to give orders or to teach anything to others. As a symbol of their obedience they must keep their heads covered.

The teaching of Hinduism is even worse. It would have been much better if no position was given to women in it at all. The very existence of a woman is considered to be a misfortune and an evil omen. Just as the Arabs used to kill their daughters soon after their birth in the pre-Islamic period. From the religious point of view, women are sometimes to be treated as worse than animals. The Hindu history tells us that all this was practically done. Her only duty is to obey and serve man or to worship God all alone. She is not permitted even to read their religious books. There is no need to consult the Hindu girls concerning their marriage. A widow is not expected to remarry. She is to wear white clothes all her life, shave off her head, not to attend any wedding, cook her own food, etc. A Hindu woman connot own or inherit any property in her own name. As a result of these cruelties she became forced to

burn herself alive along with her dead husband, which she found better than passing through the tortures her religion forced her to go through.

The so-called western civilisation is very proud of itself and considers itself to be much superior to Islamic civilisation in the case of women. They try to compare the western civilisation of today with the teachings of Islam revealed to the Holy Prophet fourteen hundred years ago and base their objections on that. When we examine these objections we find that the western civilisation cannot come even near about the teachings of Islam about women, taught fourteen hundred years ago, even today. Just examine their laws and reports printed in recent years and they show that a very large percentage of women and children is the victim of the cruelties of men, and there is no protection against this in their law. The statistics are not accurate because a large number of women feel ashamed to report such cases. This number is frightfully increasing. One book alone, "Scream Quietly or the Neighbours will hear" printed by 'Penguins' in 1947, proves the horrible tales of woe and suffering of women at the hands of men, as late as the last quarter of the 20th century. Even today several stories of cruelty to women and children are being printed in the newspapers of Europe and America. The rate of divorce has reached a dangerous point in these countries. As against this, the religion of the Holy Prophet, which is being spoken of with sarcasm and ridicule may be viewed on the basis of its teachings, his own practice and that of his followers. The Holy Prophet himself could not bear the least inconvenience to women. Once he saw a camel, with women sitting on its back, being made to run and said, "they are like delicate glass, handle them with care". How cruel it is to call such teachings cruel. The whole concept of the status of women is based upon this belief.

In fact the Holy Prophet lifted women from a very low position to a very high and dignified position. As a result, many basic changes took place in the Arab society. He himself acted according to the sublime teachings of Islam and the social pattern around him changed in such a way that women enjoyed equal rights with men, which was unthought of before his advent. The woman who used to have been inherited as a piece of property now stood up against her father, her brother or her husband for the rights given to her by Islam and the Holy Prophet. They used to ask any question freely from the Holy Prophet. They were given the rights to go to the courts, to pray to God. It was declared a sin to bury new born baby-daughters. Mothers were given such exalted position that the children were asked to look for Paradise under their feet. Hazrat Ayesha (the Holy Prophet's wife) taught half of the Islamic teachings to women and men alike during the life of the Holy Prophet and afterwards. Two of the noblest women Pharoah's wife and Mariam Binte-Imran are presented as models of piety for all men and women.

The Promised Messiah says, "The Holy Prophet is the perfect example for every thing. Just see how he treated women. Any man who treats women cruelly is a coward and is unmanly"

Now let us examine the objections one by one:-

As for PURDAH, the point behind it is that purdah means to 'keep one's eyes downcast' and men and women both are asked to observe it. Woman is given special orders about it because she is pretty and attractive and if she is not careful, she may become the cause of leading men astray. So she is asked not to make her beauty public and to save men from this. The Promised Messiah says "It doesn't mean that women are to be imprisoned inside their houses. They are free to lead normal lives. Old women and working women are permitted to move about freely and go to their places of work". He also says, "Today's society is not such in which a woman is safe without purdah. We must wait for better days". We can see how true it is. In today's filthy

society where even three to four year old girls are not safe, how can grown up girls go about unprotected.

Another accusation of the West on Islam is 'POLYGAMY'. They think this to be sheer cruelty when a man is allowed to have more than one wife at a time; secondly why man only is given this permission and woman is not allowed to have more than one husband.

If we read the verse :

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَٰمَىٰ فَانكِحُوا
مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ
فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَٰحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَٰنُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝ وَءَاتُوا النِّسَاءَ
صَدُقَٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ
مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيٓـًٔا مَّرِيٓـًٔا ۝

Sura Al Nisa Verse 4 & 5

We understand why this permission was granted, on what conditions was it given and how far is it right or wrong. First of all it is conditional: man is allowed to remarry only under certain circumstances and that too, if he finds himself strong enough to maintain justice between his wives. He is reminded again that in case he feels that he cannot do so then he should not attempt it at all. If one tries to maintain the high standard set by the Holy Prophet then he would be a very bold man who would go for a second marriage. Secondly one is allowed a second wife only under certain circumstances e.g. at the time of war, when most of the men die and women are left alone, unprotected. It becomes a social duty to give such women protection and the only proper way of doing so is to marry them, otherwise it will give rise to widespread sin, which is so apparent

Another objection which is often raised is why women are not allowed to have more than one husband at a time. Just think of it! what would be the situation if it was done. There is already a shortage of men, if a woman wants more than one husband, what about the others? Many would be left without even one husband. To whom would the children belong? Who would be responsible in the case of a divorce? If every man married more than one wife and every woman married more than one husband, then there would be no single family and there would be total chaos all around.

There is no running away from the teachings of Islam which are based on human nature, on the needs of human beings and not on emotions alone. It is for the days of peace and of war, it is for all times and all places.

Those who object to the permission granted by Islam to man to marry four wives at a time must be told, "O Physician! heal thyself". Their attention must be drawn to their own religions, where we find just the opposite situation. Torah and Bible give total freedom to marry without any restrictions, without any conditions to maintain justice which are explained in detail in the Holy Quran. The Prophet whom they themselves give so much respect, with whom Prophethood started, continued and ultimately, according to them, the Saviour was born: Hazrat Yaqub had more than one wife. Hazrat Dawood was supposed to have 99 wives and the desire for one more was still there. Then those who follow the Bible and have reverence for it, have no right to object. In Hinduism Hazrat Krishna is stated to have many wives.

Islam allows it only under certain conditions and orders men to maintain justice and treat each wife equally, if they don't, they are warned of being punished in life after death.

Islam is the only religion in which woman was given the right to choose her

QURANIC PURDAH

Commentary (tafseer) on the Holy Quran

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ
بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۗ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٣١

Translation

And say to the believing women that they restrain their eyes and guard their private parts, and that they disclose not their *natural and artificial* beauty except that which is apparent thereof, and that they draw their head-coverings over their bosoms, and that they disclose not their beauty save to their husbands, or to their fathers, or the fathers of their husbands or their sons or the sons of their husbands or their brothers, or the sons of their brothers, or the sons of their sisters, or their women, or what their right hands possess, or such of male attendants as have no sexual appetite, or young children who have no knowledge of the hidden parts of women. And they strike not their feet so that what they hide of their ornaments may become known. And turn ye to Allah all together, O believers, that you may succeed.

AL-NUR : 32

Commentary:

As a good deal of misunderstanding and lack of proper knowledge as to what constitutes Islamic "purdah" prevails even among Muslims, a somewhat detailed note on this much-vexed question is called for. Here are the relevant Quranic verses that embody necessary commandments about "purdah".

(i) O Prophet, tell thy wives and thy daughters and the women of the believers that they should let down over them their loose outer garments. It is more likely that they will thus be distinguished and not molested (33 : 60).

The Arabic word used in this verse is جلابيب of which the singular is جلباب meaning, an outer or wrapping garment; a head-covering; the garment with which a woman covers her head and bosom.

(ii) And say to the believing women that they restrain their eyes and guard their private parts and that they disclose not their natural and artificial beauty except that which is apparent thereof, and that they cast their head-coverings over their bosoms, and that they disclose not their beauty....(24 : 32 i.e the verse under comment.)

(iii) O wives of the Prophet, you are not like any other women if you are righteous. So be not soft in speech, lest he in whose heart is a disease should feel tempted; and speak a decent speech. And stay in your houses with dignity and do not show off yourselves like the showing off of the former days of ignorance (33 : 33-34).

(iv) O ye who believe, let those whom your right hands possess, and those of you who have not attained to puberty, ask permission of you three times before coming into your presence: before the morning Prayer, and when you take off clothes at noon in summer and after the night Prayer (24 : 59).

The following inferences are clearly deducible from the verses quoted above:

(i) When they go out, Muslim women are to wear an outer and wrapping garment which should cover their heads and bosoms in such a manner that the garment should come down from the head to the bosom covering the whole body including the face. This is the significance of the Quranic words يدنين عليهن من جلابيبهن (33 : 60). The outer garment is intended to make known the fact that while a Muslim woman goes about her business she may be spared the mental anguish of being stared at by persons of questionable character.

(ii) Muslim men and women are to restrain their eyes when they happen to face each other.

(iii) The third commandment though apparently applying to the wives of the Prophet, includes, as is the practice of the Qur'an, other Muslim women also. The words "And stay in your houses" imply that whereas women may go out when necessary, the principal and primary sphere of their activities is inside the house.

(iv) At three stated hours, even children are not allowed to enter the private apartments of their parents nor are domestic servants or female slaves allowed to enter the sleeping room of their masters.

The first commandment applies to women when they go out. Then they are to use an outer garment which should cover their whole body including the face. The second commandment relates to "purdah" primarily inside the four walls of the house when near male relatives frequently come and go. In that case men and women are only to restrain their looks and as an additional precaution women are to take care that their زينة *i.e.* beauty of person, dress and ornaments, is not displayed. They are not required to use جلباب (outer garment) because that would be very irksome and even impracticable in view of the free and frequent visits of near blood relations such as cousins, brothers-in-law, sisters-in-law, etc. The context shows that this commandment relates to "purdah" inside the four walls of the house, because all the persons mentioned in the verse are very near relations who generally visit the houses of their relatives. The special mention in it of four categories of persons besides near relatives, *viz.*, decent women, old servants, female slaves and minor boys, lends additional weight to the inference that the commandment in this verse relates to "purdah" within the four walls of the house.

The fact that the first commandment refers to "purdah" outside the house and the second commandment basically refers to "purdah" within the four walls of the house is also apparent from the different words that have been used to express the two forms of "purdah" in the relevant verses *i.e.* 33 : 60, and the verse under comment. Whereas in 33 : 60 the garment which a woman is to use when she goes out is جلباب ,the garment which she has to use inside the house when relatives visit is خمار Moreover, whereas in 33 : 60 the words used are يدنين عليهن من جلابيبهن *i.e.* they should let down over them their outer garments (for a detailed discussion of جلباب and يدنين see

33 : 60); in the verse under comment the words used are يضربن بخمرهن على جيوبهن *i.e.* they should cast their head-coverings over their bosoms. It is clear that in the former case the garment will cover the head, the face and the bosom while in the latter case only the head and the bosom will become covered and the face may remain uncovered.

It may also be noted in passing that the shape and form of the outer-garment which, as mentioned above, a woman must wear when she goes out and which coers her whole body including the face will vary according to the customs, habits, social status, family traditions and usages of various classes of the Muslim community. The commandment with regard to "purdah" within the four walls of the house will also apply to shops, fields, etc., where women of certain sections of Muslim society have to work to earn their living. There a woman will not be required to veil her face. She will have only to restrain her eyes and to cover her زينة *i.e.* her ornaments and other embellishments, as women within the house have to do when their relatives visit them.

The third commandment requires women to behave with dignity bordering on austerity when talking to stranger men; and they are also required to give their full attention to the discharge of their serious and important duties in regard to the affairs connected with the well-being of their own sex and the management of the house hold affairs and to looking after and bringing up of children and kindred matters. The fourth commandment enjoins husband and wife to have, as far as possible, sleeping apartments separate from those of other members of the family which even minor boys are not allowed to enter at stated hours.

In the expression لايبدين زينتهن *i.e.* they display not their زينة (beauty), the word زينة includes both natural and artificial beauty. It signifies the beauty of person, and includes the beauty of dress and ornaments which women wear on their hands, feet, ears, arms, necks, bosoms, etc. The expression, "except that which is apparent thereof, " contains all those things which it is not possible for a woman to cover such as her voice, gait or stature and also certain parts of her body which remain uncovered according to her social status, her family traditions, her avocation and the customs of the society. The permission to keep certain parts of the body uncovered will be subject to certain variations. Thus the words, "they display not their beauty " will have different connotations with regard to women belonging to different sections and grades of society and the connotation will change with the change in the cutoms and modes of living and professions of the people.

The words "and let them not strike their feet so that what they hide of their ornaments may become known," show that public dancing which is so much in vogue in certain countries is definitely not allowed by Islam.

This is the Islamic conception of "purdah". According to it Muslim women may go out as often as it is legitimately necessary for them to do so, but their primary and principal functions are confined to their homes which are as important and serious, if not more, as the avocations of men are. If women take to men's avocations they seek to defy nature and nature does not allow its laws to be defied with impunity.

If would be noticed that the incident about Aisha which forms one of the principal subjects of this *Sura* sheds a flood of light on the form of "purdah" which Islam enjoins its followers to observe. According to tradition when Safwan came to the place where Aisha was lying asleep with her face uncovered, he recognized her because he had seen her, as he himself afterwards said, before the verse about "purdah" was revealed (Bukhari, *Kitab al-Tafsir*).

33 : 60); in the verse under comment the words used are يضربن بخمرهن على جيوبهن *i.e.* they should cast their head-coverings over their bosoms. It is clear that in the former case the garment will cover the head, the face and the bosom while in the latter case only the head and the bosom will become covered and the face may remain uncovered.

It may also be noted in passing that the shape and form of the outer-garment which, as mentioned above, a woman must wear when she goes out and which coers her whole body including the face will vary according to the customs, habits, social status, family traditions and usages of various classes of the Muslim community. The commandment with regard to "purdah" within the four walls of the house will also apply to shops, fields, etc., where women of certain sections of Muslim society have to work to earn their living. There a woman will not be required to veil her face. She will have only to restrain her eyes and to cover her زينة *i.e.* her ornaments and other embellishments, as women within the house have to do when their relatives visit them.

The third commandment requires women to behave with dignity bordering on austerity when talking to stranger men; and they are also required to give their full attention to the discharge of their serious and important duties in regard to the affairs connected with the well-being of their own sex and the management of the house hold affairs and to looking after and bringing up of children and kindred matters. The fourth commandment enjoins husband and wife to have, as far as possible, sleeping apartments separate from those of other members of the family which even minor boys are not allowed to enter at stated hours.

In the expression لايبدين زينتهن *i.e.* they display not their زينة (beauty), the word زينة includes both natural and artificial beauty. It signifies the beauty of person, and includes the beauty of dress and ornaments which women wear on their hands, feet, ears, arms, necks, bosoms, etc. The expression, "except that which is apparent thereof, " contains all those things which it is not possible for a woman to cover such as her voice, gait or stature and also certain parts of her body which remain uncovered according to her social status, her family traditions, her avocation and the customs of the society. The permission to keep certain parts of the body uncovered will be subject to certain variations. Thus the words, "they display not their beauty " will have different connotations with regard to women belonging to different sections and grades of society and the connotation will change with the change in the cutoms and modes of living and professions of the people.

The words "and let them not strike their feet so that what they hide of their ornaments may become known," show that public dancing which is so much in vogue in certain countries is definitely not allowed by Islam.

This is the Islamic conception of "purdah". According to it Muslim women may go out as often as it is legitimately necessary for them to do so, but their primary and principal functions are confined to their homes which are as important and serious, if not more, as the avocations of men are. If women take to men's avocations they seek to defy nature and nature does not allow its laws to be defied with impunity.

If would be noticed that the incident about Aisha which forms one of the principal subjects of this *Sura* sheds a flood of light on the form of "purdah" which Islam enjoins its followers to observe. According to tradition when Safwan came to the place where Aisha was lying asleep with her face uncovered, he recognized her because he had seen her, as he himself afterwards said, before the verse about "purdah" was revealed (Bukhari, *Kitab al-Tafsir*).

THE SPIRITUAL AND HISTORICAL SIGNIFICANCE OF 23RD MARCH 1889

By Mahmuda Amat-us-Sami Wahab

March 23, 1889 marked the most important event in the history of the Ahmadiyya Movement. The importance and significance of March 23, 1889 can only be fathomed if we see it in its historical back-ground by peeping into the early nineteenth century which was a period of utmost decline for Islam and its followers. The British Empire had spread far and wide in many parts of the world. Its tentacles had reached the East, bringing the entire Sub-Continent under British subjugation. The state of the Muslims was deplorable: they did not practise the precepts of Islam any longer. Taking advantage of this prevailing weakness of the Muslims, East India Company with the backing of the British government, decided to propagate Christianity in the Sub-Continent in 1813.

A priest, Father Henry Martin, was sent to Agra who translated the Bible into Urdu. (History of Protestant Missions in India page 89 written by Reverend M.A. Shepring London 1875).

In 1835 the renowned clergyman C.G.P. Fender wrote a book against Islam known as "Mizan-ul-Haq" in Persian which was translated into many languages.

The first mission house in the Punjab was opened at Ludhiana with the consultation of the then Governor General Lord William Benting. In 1837 the first church was constructed. A mission and St. John's Divinity School for training the missionaries were established at Lahore in 1849. Thus missions started operating through out the Sub-Continent with the Punjab as their centre. (Punjab and Sind Missions by Robert Clark London 1885, pages 161 to 164, 17, 245 and 294).

In 1860, the British Prime Minister Lord Pamerston and the Minister for India Sir Charleswood expressed the view that every convert to Christianity in the Sub-Continent would serve the cause of strengthening and stabilizing the rule of the British Empire there. So a whole network of missions was spread all over, with the result that Muslims belonging to affluent families started accepting Christianity. Abdullah Aatham and the Priest Amaad-ud-Din were amongst those, who were converted to the Christian faith and proved to be the worst enemies of Islam. The Christians had designs and intentions of engulfing the Holy City of Makkah also into the Christian faith. This intention was expressed in one of the lectures of the renowned American priest Henry Beroz. (Lecture Beroz 1896-1897 page 42). During the same period literature against Islam was published abundantly. Samuel Noëls wrote "Aina Islam", Abdullah Aatham wrote "Al-Maseehiat Wala Islam", E.M. Wherry wrote a comprehensive commentary on the Holy Quran and various other books. G.M. Rouse and the priest Amaad-ud-Din wrote numerous books & magazines thus harming Islam at large.

At the same time the Arya Samaj rose and started spitting venom against Islam. Its founder Pandat Dayanund Sarsoti (1820 to 1883) used abusive language in the 14th Chapter of his book "Sathyartha Parakash"

Islam was being attacked from all sides and the state of the Muslims was such that they indulged in all kinds of evils and vices. As a matter of fact this decline of Islam and its followers was taking place precisely according to the

prophecies of the Holy Prophet Mohammad (peace & blessings of God be upon him). There are numerous prophecies about the deterioration of the state of the Muslims. In one of the prophecies, the Holy Prophet Mohammad (peace & blessings of God be upon him) said that there will be a time when Islam will remain in name only, and the Quran-mere words. (Mishkat Kitabul Ilm page 38).

It was under these adverse conditions that Hazrat Mirza Ghulam Ahmed of Qadian who held Allah, His prophet and the Holy Quran most sacred and high, launched a campaign against the onslaught of Christianity. He prayed to God fervently. The Almighty heard his prayers and taught him arguments in defence of Islam. He published four volumes of his book "Braheen-e-Ahmadiyya" from 1880 to 1884, which caused a stir and panic in the religious world. The arguments were so strong that they repulsed all Christiain attacks. He singularly carried on his defence of Islam until God commanded him to take the Bai'at (Pledge).

In the beginning of the year 1889 Hazrat Mirza Ghulam Ahmed of Qadian (peace be upon him) received the following revelation from Allah in connection with the foundation of the community and initiating believers into it:

"When thou hast determined, put thy trust in Allah, and build the Ark under Our eyes as commanded by Our revelation. Verily those who swear their allegiance to thee, indeed swear allegiance to Allah. The hand of Allah is over their hands"

After receiving this command of Allah the Promised Messiah Hazrat Mirza Ghulam Ahmed of Qadian published a hand bill, dated March 4, 1889 for those who wanted to be initiated as disciples. He wrote:

"This humble servant shall stay in Mohalla Jadid, Ludhiana, from today, the 4th of March, 1889 to 25th of March. Those who wish to come should be in Ludhiana after the 20th instant. I have been ordained to announce that those who are seekers of truth should swear allegiance to me, so that they may be able to find a way to true faith, true purity and love of Allah and give up impure, idle and traitorous ways of life. Hence those who feel that they can bear the burden of this responsibility, should hasten to answer my call so that I can lighten their burden. God will bless them through my prayers and spiritual attention, provided they are sincerely willing to abide by the ten conditions of Bai'at (Pledge). This is divine command that I have conveyed today."

On 23rd March, 1889, Hazrat Al-Haj Maulvi Hakim Noor-ud-Din was the first to swear his allegiance at the hand of the 'Imam' of our age. On that blessed day a group of 40 pious and righteous persons joined the Ahmadiyya Jama'at.

Thus our Centenary celebrtions today are not worldly but spiritual in nature, because for a hundred years God gave us the opportunity for working sincerely with perseverance in bringing about an international spiritual revolution. Thousands of people have been successful in having an intimate knowledge of God by treading the path of virtue and piety after swearing allegiance to Hazrat Mirza Ghulam Ahmed, who claimed to be the Promised Reformer whose advent was awaited under different titles (Promised Messiah, Al-Mahdi) by the adherents of various religious faiths. He declared his advent in complete subordination to the Holy Prophet Mohammad (peace & blessings of God be upon him) and in accordance with the prophecies of the Holy Quran and Holy Scriptures of other faiths, which would finally usher Islam as the one universal religion through persuasion, love and logic.

The Ahmadiyya movement now organised in more than 125 countries of the world, is not only fulfilling the spiritual needs of the people (through

(continued to page 17)

THE SALIENT FEATURES OF AHMADIYYA THANKSGIVING CENTENARY CELEBRATIONS

By Farhana Pasha

The object of Ahmadiyya thanks giving celebrations was to extol the name of Allah and sing His praises for his innumerable bounties.

Our celebrations began by extending the message of Hazrat Khalifatul Masih IV to the entire world. In this message he presented Deen-Haque's central features as religion of peace which does away with all discrimination between man and man, believes in complete freedom of conscience and no compulsion in matters of faith.

Islam liberates man from the the bondage of sin and strengthens his ties with his Creator. Islam seeks to establish a New World Order guaranteeing salvation from all maladies and ailments of suffering humanity. Though Ahmadiyyat has not yet emerged as a potent force to bring about a global moral and spiritual revolution yet God has graciously chosen us as His instruments to bring about this glorious revolution.

The members of Jama'at all the world over offered special prayers. Most of us performed Namaz-e-Tahajjud, offered gifts and meals to the poor and needy, distributed sweets, arranged community dinners, illuminated our houses and mosques, sacrificed animals and invoked the blessings of Almighty, paid special visits to friends and relatives and exchanged gifts and greetings.

The Jama'at under the loving leader ship of its Imam completed the translation of the Holy Quran in fifty leading and important languages of the world, published the writings of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmed Qadiani in beautiful editions, built several mosques established more than 300 missions in 120 countries.

The Jama'at held its annual Convention in London to celebrate the Thanksgiving Centenary in which more than sixty countries of the world participated.

As a result of the big leap generated by the centenary programs the total number of languages in which the Holy Quran would be translated and published would reach a figure of 117, selections of the Sayings of the Holy Prophet Mohammed (peace be upon him) will be published in 46 languages. So far 1245 mosques have been constructed in different countries of the world. Another 481 mosques are under construction as part of our centenary programe. Literature produced by the companions of the Promised Messiah and leading luminaries of the Jama'at is being extensively published.

In celebrating the centenary we were reminded of the innumerable bounties of Almighty Allah. The Jama'at was subjected to extreme persecution. They were deprived of religious freedom and fundamental human rights. Even laws were enacted in some countries to render us liable to severe punishment and prosecution for the mere act of professing and practising our faith. But the help and succour of Allah was with us and all the scheming and evil designs of the enemies were frustrated.

The sappling of Ahmadiyyat has now grown to be a blooming tree with its roots deep in the soil and branches overflowing with delicious fruits, out streching to the skies and providing shade to the weary.

The Jama'at is marching forward with faith in its hearts, unity in its ranks, and discipline as its motto. Its clarion call to humanity to surrender to the will of Allah and be at complete peace with him.The centenary has highlighted our earnest and sincere slogan **"Love for All Hatred for None."**

LAJNA FROM HEARTH TO HAVEN

By Talat Mansoor

Before I come to the ojectives and achievements of the Lajna during its short history, I would dwell upon the depressive and dismal picture of the status of women in those days in the Sub-Continent irrespective of religious or regional consideration. The influences of the atmosphere all around played a negative role to restrict any radical reformation. Traditionally they remained dubbed as a down cast other half of the human race. Male domination with an index of superiority had given rise to a hardened stigma against all logics of human values. To extricate them from the state of affairs and exhilarate to the expectations of a reformed religious society - ' Ahmadiyyat' asked for an institutionalised organisation. So, as an answer to the challenge, there appeared 'Lajna Imaillah' under the guidance and blessings of its founder, Hazrat Khalifatul Masih II, Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmed . Thus, the Lajna marched ahead culturing, educating and excelling through a systematic process. Having imbibed collectively the spiritual and moral values and having inculcated a spirit for sacrifice, they proved their worth by subscribing to many schemes announced by the Heads of the Jama'at from period to period, of which the most significant being the construction of mosques in various countries during the decades gone by. To limit the subject to a permissible length, I venture to give an account of this very item in some detail.

In 1916 Ahmadi women made their first financial sacrifice by generously contributing cash and jewellery for the construction of the London Mission.

In 1920 the Ahmadi ladies participated financially in the construction of the London mosque which was proposed to be built with the contributions of the entire Jama'at at a cost of Rs.30,000.

And in 1923 our ladies played an important role in raising funds for the Berlin mosque. The estimated cost was Rs. 50,000 but in response to the call of Hazrat Khalifatul Masih II, ever obedient Ahmadi women ended up by contributing Rs. 72,761, much more than the asked amount. However due to unavoidable circumstances the Berlin mosque could not be built, so the money was spent in building Bait-ul-Fazal London. Its foundation stone was laid on October 10, 1924 by Hazrat Musleh Mauood Khalifatul Masih II and the inauguration ceremony was performed on 13th Oct. 1926 by Khan Bahadur Sir Abdul Qadir, representative of the League of Nations. The Lajna Imaillah also contributed a sum of Rs. 10,000 for the repairs of its dome. By the grace of God the Ahmadi women contributed a total sum of Rs.83,000, raised entirely from the Sub-Continent.

In 1950 the Ahmadi ladies of Pakistan contributed Rs.143,664 for the construction of Bait-ul-Mubarak in the Hague, Holland. Hazrat Sir Mohammad Zafarullah Khan laid the foundation stone on May 20, 1955. He also had the opportunity to inaugurate the mosque on December 9, 1955.

On the fiftieth anniversary of successful Khilafat of beloved Hazrat Musleh Maud, the International President of the Lajna Imaillah suggested that the members should build a mosque at Copenhagen in Denmark in order to commemorate the auspicious occaison. The proposal was kindly approved by Hazrat Musleh Mauood

at the Annual Jalsa in Rabwah Pakistan in December 1964. As soon as the approval was given a large number of Ahmadi ladies donated their jewellery and a sum of Rs. 8,000 was collected at the spot. The total contribution for the Copenhagen Nusrat Jehan mosque was Rs. 606,000. Sahibzada Mirza Mubarak Ahmed laid the foundation stone of this mosque on the 6th of May 1966 and Hazrat Khalifatul Masih III performed the opening ceremony on 21st July 1967.

Almighty Allah bestowed the Ahmadi ladies again with a chance to offer financial sacrifices by contributing for the mosques built at Hamburg and Frankfurt.

Hazrat Syeda Nawab Amtul Hafeez Begum, daughter of the Promised Messiah, was bestowed with the honour of laying the foundation stone of the mosque at Zurich, Switzerland in 1962.

Al Hajia Fatima Ali and Al Hajia Ilarga built two mosques in Ijebu Ode, Lagos, Nigeria. Al Hajia Fatima Ali constructed a mosque on the main road in Lagos and later on she donated it to the Ahmadiyya mission Nigeria. Hazrat Khaliftul Masih III inaugurated this mosque on 12th April 1970 during his historic tour of West African countries.

In spite of strong opposition from her sons, Mrs. Mohina Shah a Hindu convert, donated a large piece of land to the Jama'at for the Sarwanga mosque in the Island of Lambasa.

Ahmadi ladies donated carpets and books worth 157 dollars for the Mahmood mosque at Maro. Madam Billies Okenlade built a mosque as a token of gratitude to the Almighty for saving her son from a disaster during a sea voyage. She built the mosque with her hard earned money and donated it to the Jama'at.

Al Hajia Skhefia Tu Bakare of Okela Quarters Ikara built a beautiful large mosque near her home costing £1504. Then she presented the mosque to the Ahmadiyya mission.

A widow from Karachi, Khizer Sultana, gave away her entire jewellery for building a mosque at Rabwah in Pakistan. The mosque Khizer Sultana was built near the Railway Station and a house was also built adjoining the mosque so that the rent received from the house should be used for the maintenance of the mosque.

The dedicated services and sacrifices which the members of the Lajna Imaillah have rendered in the way of Almighty Allah and the cause of Ahmadiyyat are most commendable. It is quite obvious that in the last hundred years Ahmadi ladies have responded to every call for sacrifice with dauntless courage. As we celebrate the 100 years of Ahmadiyyat we congratulate the members of the Lajna Imaillah for entering the second century holding the torch of numerous sacrifices in every respect in the way of the one and only God. In the second century every step entails heavier responsibilities, harder work and greater sacrifices. We do hope that our younger generation will be brave enough to shoulder these responsibilities with much more vigour, enthusiasm and courage, taking guidance from the laudable heritage of their older members.

(continued from page 8

companion in life and that too 1400 years ago, at a time when daughters were buried alive as soon as they were born. As a mother, paradise is promised to be under her feet. While in European society parents don't have even the right to live with their children. All this was not in theory but was carried out in practice by the Holy Prophet himself and by his companions. It was a pattern of life which could be truely called PARADISE ON EARTH.

TRANSLATIONS OF THE HOLY QURAN

EXTRACTS OF THE HOLY QURAN

Selected verses from the Holy Quran have been translated in 115 languages. Below is the list of these languages

1. Afrikaan (S. Africa)
2. Armanian (Russia)
3. Ashanti (Ghana)
4. Asami (India)
5. Albanian
6. Bangali
7. Bali (Indonesia)
8. Bate (Ivory Coast)
9. Baluchi (Pak)
10. Bulgarian
11. Butki (Indonesia)
12. Bassa (Liberia)
13. Bhutani (India)
14. Baoule (Ivory Coast)
15. Burmese
16. Chichiwa (Mauritius)
17. Chiyowa (Zambia)
18. Chiluba (Zaire)
19. Czech.
20. Croatian-Serbo (Yougoslavia)
21. Chinese
22. Creole (Mauritius)
23. Doghri (India)
24. Dusun (Malaysia)
25. Dutch
26. Dagbani (Ghana)
28. English
29. Espranto
30. Emharic (Ethopia)
31. Egbo (Nigeria)
32. Ewe (Ghana)
33. Estonian (USSR)
34. French
35. Fulani (Gambia)
36. Fijian
37. Fanti
38. Ga (Ghana)
39. Georgian (USSR)
40. German
41. Greek
42. Gujrati (India)
43. Gurumukhi (India)
44. Hebrew (Israel)
45. Hindi (India)
46. Housa (Nigeria)
47. Hungarian
48. Indonesian
49. Irish (Ireland)
50. Italian
51. Japanese
52. Javanese (Indonesia)
53. Jula (Ivory Coast)
54. Kiribas (fiji)
55. Kashmiri (India)
56. Katlan (Spain)
57. Kurdi (Iran)
58. Kpelle (Libia)
59. Kanada (India)
60. Kikongo (Zaire)
61. Korean
62. Kikuyu (Kenya)
63. Kikamba (Kenya)
64. Kinyaja (Zambia)
65. Lingala (Zaire)
66. Loganda (Uganda)
67. Lithonian (USSR)
68. Latavian (USSR)
69. Mangolian (China)
70. Malai
71. Malyalum (India)
72. Marathi (India)
73. Madingo (Gambia)
74. Maori
75. Manda (Sieraleone)
76. Nepali
77. Norvegian
78. Orriya
79. Oromo (Kenya)
80. OyGhur
81. Portugese
82. Persian
83. Polish
84. Punjabi
85. Pushto
86. Qazaq
87. Rumanian
88. Russian
89. Swahili
90. Spanish
91. Swedish
92. Sindhi
93. Saraeki
94. Samoan (Fiji)
95. Sinhala (Sri Lanka)
96. Suranan (Suriname)
97. Tamil (India)
98. Timni (Seiraleone)
99. Thai (Thailand)
100. Tagalog (Malaysia)
101. Tongan (Fiji)
102. Tuvalu
103. Turkish
104. Talegu (India)
105. Urdu (Pak)
106. Ukranian (USSR)
107. Vai (Liberia)
108. Veitnamese
109. Wolof (Gambia)
110. Wali (Ghana)
111. Welsh (Wales)
112. Xcoza (South Africa)
113. Yoruba (Nigeria)
114. Yao (Tanzania)
115. Yiddish (Israel)

HOLY QURAN TRANSLATIONS

The list of languages in which the whole of the Holy Quran has been completely translated.

1. Asami
2. Albanian
3. Bangla
4. Bulgarian
5. Burmese
6. Czech.
7. Chinese
8. Dutch
9. Danish
10. English
11. Espranto
12. French
13. Figian
14. Fanti
15. German
16. Greek
17. Gujrati
18. Gurumukhi
19. Hindi
20. Housa
21. Hungarian
22. Indonesian
23. Italian
24. Japanese
25. Korean
26. Kikuyu
27. Kuntri
28. Karomo
29. Kurdi
30. Logunda
31. Malayee
32. Malyalum
33. Manday
34. Marathi
35. Norvegian
36. Orria
37. Ooee Ghur
38. Portugese
39. Persian
40. Polish
41. Punjabi
42. Pushto
43. Russian
44. Swahili
45. Spanish
46. Swedish
47. Sindhi
48. Saraeki
49. Tuvalu
50. Turkish
51. Talegu
52. Urdu
53. Veitnamese
54. Yoruba

(continued from page 13

building of mosques and translation of the Holy Quran and other literature in various languages) but is also dedicated to providing services in the fields of education and health, despite severe persecution and trials. The Ahmadiyya movement holds great spiritual and historical significance in the 125 countries of the world where it has created a bond of universal love and fellowship by demolishing barriers of colour,race and nationality, and seeks to unite all human beings with the Creator and to establish peace and order throughout the world.

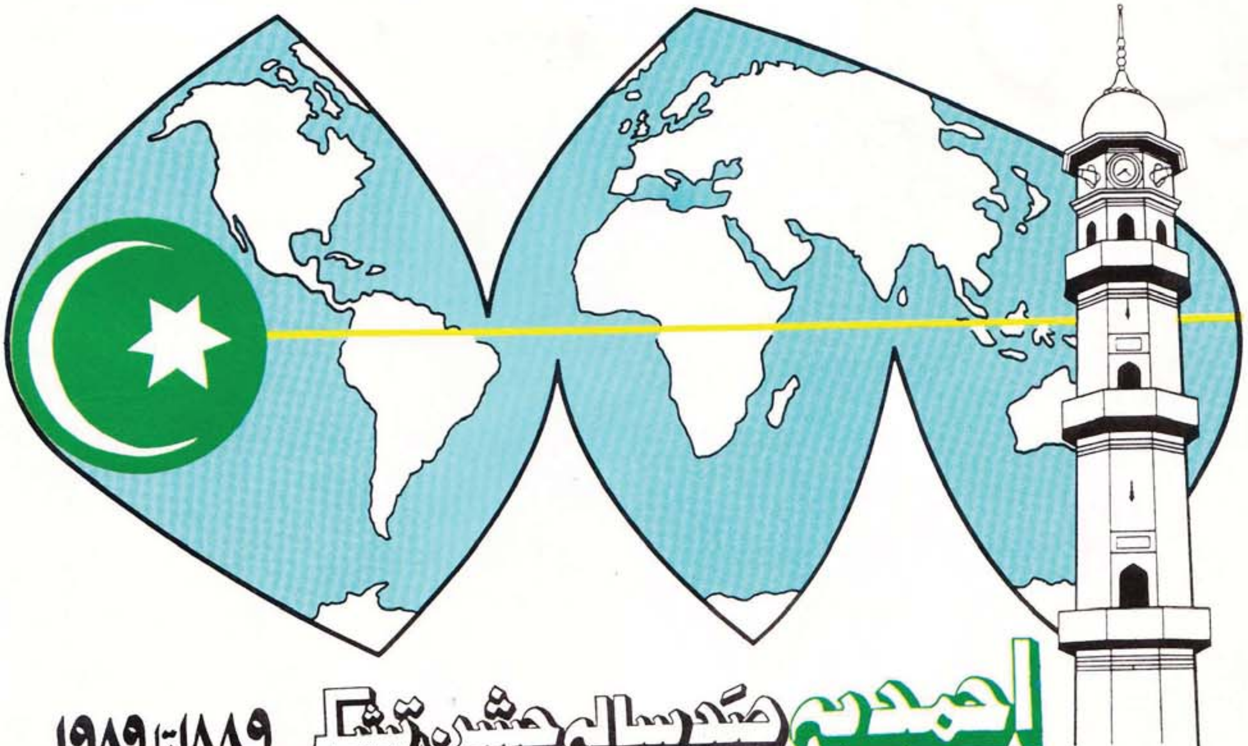

قارئینِ کرام کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشنِ تشکر اور لجنہ کراچی کے پچاس سال مکمل
ہونے پر ممبراتِ لجنہ ضلع کراچی مبارک باد پیش کرتی ہیں۔

Press, Karachi